ہزار سالہ جوان سازش

نقاب پوش علما

الفقیہ الحکیم السیّد محمد احسن زیدی مجتہد
ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس

www.insaaniat.org

ابتدائیہ!

(1) نہ دنیا میں کوئی ایسا مذہب ومسلک گزرا، نہ آج ایسا مذہب موجود ہے جس میں علما کا وجود نہ ملتا ہو۔ پھر یہی نہیں کہ ہر زمانہ کے مذاہب میں علما صرف موجود ہی رہے ہوں، نہیں بلکہ وہ ہر زمانہ میں اپنے اہلِ مذاہب پر چھائے رہے ہیں۔ اُنہوں نے عوام کو جدھر چاہا چلایا، اُنہیں جو چاہا بنایا، اُن کی عظمت وعزت تسلیم کی جاتی رہی۔ اُن کے حضور عوام جھکتے رہے، اُن کے ہاتھ پیر چومے جاتے رہے، اُن کو سجدے تک ہوتے رہے۔ عوام نے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کاٹ کر علما کو اچھے سے اچھا کپڑا پہننے اور بہترین مرغن غذائیں کھانے اور نہایت شاندار مکانوں، حویلیوں اور بنگلوں میں رہنے کا انتظام برقرار رکھا۔ اُنہیں نہ صرف اپنی اور اپنے مذہب کی عزت وحرمت اور شان سمجھا بلکہ انہیں خدا نما اور نجات دہندہ بھی سمجھا۔ دن رات محنت کشی کر کے کمانے اور خود بھوکا رہ کر علما کو کھلانے اور خوشحال رکھنے کو اپنی مسرت اور سعادت سمجھا۔ ان کے اشارے پر سر دھڑ کی بازی لگاتے اور جانیں لڑاتے چلے آئے۔ ان کے حکم کی تعمیل میں اپنا اور اُن کے مخالفوں کا خون بہاتے رہے۔ اگر اُن سروں کی گنتی کی جائے جو علما کے حکم سے کاٹے گئے؟ اگر اُن بچوں کا شمار کیا جائے جو علما کے فتاویٰ سے یتیم ہوئے؟ اگر ان عورتوں کی تعداد معلوم کرنا ہو جن کا سہاگ علما کی خوشنودی کے لئے اجاڑا گیا؟ جن کے بچوں کو تہہ تیغ کیا گیا؟ جن کے پیٹ چاک کئے گئے، حمل ضائع کئے، جن کی عصمت لوٹی گئی، جن کو کنیزیں بنا کر سرِ بازار فروخت

کیا گیا؟ اور یہ پتہ لگانے کے لئے کہ کتنے انسان قید خانوں میں گھل گھل کر مر گئے؟ کتنوں کی زبانیں کاٹی اور گدی سے کھینچی گئیں؟ کتنے آدمی سُولی اور پھانسی دیئے گئے؟ کتنے لوگ شکنجوں اور کولھو میں قیمہ بنائے گئے؟ کتنے لوگوں کی آنکھیں نکالی گئیں؟ کتنے ہاتھ پیر کاٹے گئے؟ کتنے مُردے قبروں سے اور کتنے زندہ لوگ گھروں سے نکال کر جلائے گئے؟ تو یاد رکھیں کہ آپ کے ہندسے، اعداد، علم الحساب یہ کمپیوٹر وغیرہ سب ناکافی رہیں گے۔ بس اتنا سمجھ لیں کہ علما کی خوشنودی اور اُن کے حکم کی تعمیل میں یہ دنیا جہنم سے بدترین مقام بنی رہی ہے۔ یہاں خون کے سیلاب آتے رہے ہیں۔ یہاں آہوں اور سسکیوں کے بگولے سرگرداں رہتے چلے آئے ہیں۔ یہاں علما کے قہر و غضب کی آندھیاں چلتی رہی ہیں۔ یہاں ارمان و تمنا کی دل شگاف چیخیں بلند ہوتی رہی ہیں۔ یہاں شرافت و انسانیت کا گلا گھونٹا جاتا رہا ہے۔ یہاں شریف ترین، رحیم و کریم ترین انسانوں کے بچے پانی کو ترستے رہے ہیں۔ یہاں بے گناہ انسانوں کی لاشیں گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہوتی اور بے گور و کفن چھوڑ دی جاتی رہیں۔ یہاں مظلوموں کو رونے اور اظہارِ غم کرنے سے روکا جانا مذہبی خدمت سمجھا جاتا رہا۔ یہاں علما کی رضا جوئی اور خوشنودیٔ مزاج کے لئے شیاطین ناچتے رہے۔ بھوک، بیماریاں اور جہالت فوج درفوج حملہ آور رہیں۔ روحِ انسانیت تڑپتی رہی، آسمان خون کے آنسو روتا رہا۔

(2) آپ کی اس دنیا میں جو کچھ ہوا وہ آج تو ہر قوم اور ہر انسان کی نظر میں

نہایت مذموم اورناپسندیدہ ہے۔لیکن علما نے ماضی میں ایسے معاشرے اورقلوب واذہان تیار کئے تھے۔اورآج بھی یہ چاہتے ہیں کہ مذہب کے نام پروہ دیندار معاشرہ وجود میں آجائے جو پیاس اوربھوک سے تڑپتے ہوئے انسانوں کو دکھادکھا کرکھانا کھائے اور پانی زمین پر بہا کرقہقہہ لگائے اورلطف اندوز ہوسکے۔جواپنے مخالفین کو قتل کرکےانکا گھربارلوٹناغنیمت اورحکم خداوندی سمجھے۔جومقتولوں کی بیویوں سےفوراً خلوت میں تکلف نہ کرے۔جویتیم بچوں،لڑکیوں اورعورتوں کونیلام کرنا مذہبی حق سمجھے۔جواللہ کا نام لیکرتلوار بلند کرےتواللہ اکبر کہہ کرمخالف کا سراڑادےاورسَروں کا چُولہا بنا کر مذہب کی ہنڈیا چڑھادےاور ہرلقمہ پرسبحان اللہ کا نعرہ مارتا جائے۔ایسا دیندارمعاشرہ بنانے اورمُلّاَ اِزم قائم کرنے کیلئے کہیں نظامِ محمدیؐ،مساواتِ محمدیؐ کے الفاظ میں مقدس فریب دیا جارہاہے۔کہیں صحاؓبہ کرام کا نام بیچ میں لایا جارہاہے۔ کہیں پیپلز پارٹی اوراسلامی سوشلزم کو کافرقراردینے کیلئے علما حضرات کا فتوٰی اورکثرت کے (113) دستخط دکھائے جارہے ہیں۔کبھی متحدہ ، دشمن ملک محاذ بنایا جارہاہے۔کہیں چھ نکات اورششگانہ جماعتوں کا گٹھ جوڑ ہورہاہے۔تاکہ **<u>مُلّاَ کی ماری</u>** (مردہ) حلال مانی جائے اورایک دفعہ پھر یہ دنیا جہنم زاربن جائے اورسیدھے سادے مذہبی عوام کےجذبات ابھارکر<u>خون کی ہولی</u> کھیلی جائے۔

(3) قارئین کرام خواہ کسی بھی مذہب وملت سے تعلق رکھتے ہوں وہ سب یہ جانتے اور مانتے اوردیکھتے چلے آرہے ہیں کہ آج اس دنیامیں تمام مذاہب کے علما

اور دانشور نوع انسان کی عمومی اور اپنے اپنے مذاہب کے عوام کی خصوصی اصلاح، ترقی اور ہم آہنگی کیلئے کوشاں ہیں ۔ نہ عیسائی یہودی علما میں مناظرہ بازی کا کہیں سراغ ملتا ہے۔ نہ ہندو علما مذہب کے نعرے مار کر کوئی مذہبی جلسہ کرتے نظر آتے ہیں ۔یعنی ساری دنیا کے مذہبی راہنما مفید کاموں میں مصروف ہیں اور تمام غیر مسلم علما اپنی تمام قابلیت عوام الناس پر مرکوز کئے ہوئے ہیں ۔انہوں نے مسلمان علما سے الجھنا اور اپنا وقت ضائع کرنا قطعاً بند کر دیا ہے۔ وہ کوئی مذہبی نعرہ نہیں مارتے ، وہ کوئی نفرت انگیز قدم نہیں اٹھاتے اس کے باوجود وہ اپنے اپنے مذاہب پر سختی سے پابند ہیں ۔ مذہبی تبلیغ برابر جاری ہے، نہایت اخلاق ومحبت سے اپنے مذاہب کا دائرہ وسیع کر رہے ہیں ۔ بڑی رغبت سے ہر قوم کے لوگ اور مسلمان انکے مذہب میں بڑی خاموشی سے داخل ہورہے ہیں ۔ نہ کوئی ہنگامہ ہے، نہ کوئی جلوس ہے نہ جلسوں کی بھر مار ہے۔ ساری دنیا اور خود مسلم اقوام وممالک پر چھائے ہوئے ہیں ۔سب کو بھیک اور مدد دے رہے ہیں ۔ مگر کوئی مذہبی حکومت کا نعرہ نہیں مارتا ،کوئی ساری دنیا پر حکومت کا خواب نہیں دیکھتا، کوئی کسی کو مذہب کے نام پر کافر ومرتد نہیں کہتا ،کوئی ہزاروں سال پرانی بربریت واپس لانے کی بکواس نہیں کرتا۔ انکے عوام بھی خوشحال ،ان کے علما بھی مالا مال ہیں ۔

(4) نوعِ انسان پر مظالم میں مسلمان نام کے علما کا حصہ

ظلم وستم ، جبر واستبداد اور سفّا کی اتنے مذموم اور گھناؤنے الفاظ ہیں کہ خود پیشہ ور ظالم وجابر بھی پسند نہیں کرتے کہ لوگ انہیں ظالم اور سفاک کہیں ۔ اسلئے کسی

سے یہ امید کرنا کہ وہ خود اقبال جرم کرے گا غلط امید ہے۔یہی نہیں بلکہ ظالموں اور جابروں کی اولاد وخاندان اورقوم سے بھی ایسی امید رکھنا غلط ہے۔اوراگر تاریخ سازی بھی ان ہی کے ہاتھوں میں رہی ہوتو تاریخ میں ان کے مظالم ملنے کی امید بھی نہ کرنا چاہئے ۔یہی سبب ہے کہ مذکورہ قسم کے علما اورانکے ہم مسلک لوگ ہمیشہ ان لوگوں کو بھی سنگسار وتباہ کرتے رہے جنہوں نے اُن کے مظالم کی داستانیں آگے بڑھانے کا انتظام کیا۔اس سلسلے میں جو کچھ ہوا وہ ایک طویل مگر مرتب داستان ہے۔

یہاں تو ہم اس قدر بتانا چاہتے ہیں کہ مظالم اورظالم کی پردہ پوشی پر تمام حکمرانوں کی قوتِ قاہرہ صرف ہونے کے باوجود آج تاریخ سے وہ تمام مظالم ثابت ہیں جن کی طرف ہم نے چند اشارات کئے ہیں۔مظالم اورقتل عام اور بہیمانہ وسفاکانہ عملدرآمد چوں کہ اسلام کے نام پر مقدس بنا کر کیا جاتا تھا اسلئے غیر مسلم اورمخالف مظلوم لوگ یہ اعتراض کرتے تھے کہ اسلامی تعلیمات ظالمانہ ہیں۔وہ نقاب پوش علما کے اجتہادی احکام کو خدا اور رسولؐ کا حکم سمجھتے تھے۔اورمسلمان علما اپنے اجتہادی احکام کو خود بھی خدا اور رسولؐ کے احکام کہہ کر پیش کرتے تھے ۔لہٰذا ہر ظلم وستم کا ذمہ دار اللہ اوررسوؐل کوٹھہرانے کا انتظام خود نظامِ اجتہاد ہی نے کیا تھا۔ہمارا مطلب یہ سمجھانا ہے کہ مظالم تو کرتے تھے مسلمان علما اور بدنام ہوتے تھے اللہ ورسوؐل ۔ابتدائی صدیوں کے علما سینہ ٹھوک کر اقبال کرتے تھے لیکن بعد والے علما شرمانے لگے۔انہوں نے اپنے راہنما علما کے مظالم کو چھپانا شروع کیا۔اور جہاں تک بات قابو میں رہی چھپایا،

تاویلیں کیں، بہانے کیئے، لیکن جب مجبور ہوئے اور بات خود اپنے اوپر آ پڑی تو کھل کر اقرار بھی کیا۔ چنانچہ ایک پہلو ایسا ہے جس میں جو عالم بھی الجھا اس نے صاف الفاظ میں وہی کچھ لکھ دیا جو دوسرے علما اپنی جان اور دامن بچانے کے لئے لکھتے آئے ہیں۔ اور وہ پہلو ہے مذکورہ بالا قسم کے علما کی کفر سازی۔ لہٰذا جب انہوں نے کسی مسلمان عالم یا کسی مسلمان جماعت کو کافر و مرتد اور مشرک و ملحد قرار دیا تو اس کافر و مرتد اور مشرک و ملحد بنائے جانے والے عالم یا جماعت نے بلا تکلف کہہ دیا کہ:۔

''اس طرح سر بازار مسلمانوں کی گردنیں خود مسلمانوں کے ہاتھوں اڑنے لگیں۔ اگر آپ تاریخِ اسلام کو دیکھیں تو آپ کو نظر آئیگا کہ اس بارہ سو سال کے عرصہ میں کفار کے ہاتھوں اتنے مسلمان شہید نہیں ہوئے، جتنے خود دوسرے مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے ہیں......غرضیکہ ذرا ذرا سے اختلاف پر ایک دوسرے کو کافر بناتے اور اسکے قتل کے فتوے صادر کرتے رہے۔ بڑے بڑے جلیل القدر آئمہ، مفسرین، محدثین، علما، فقہا وغیرہ انکے فتوؤں کا نشانہ بنائے گئے۔

(1) کسی کو قتل کیا۔(2) کسی کی زندہ کھال کھنچوائی گئی۔(3) کسی کو جیل خانے بھجوایا۔ (4) کسی کو کوڑوں سے پٹوایا۔ (5) کسی کا گھر پھونکا گیا۔(6) کسی کی کتابیں جلائی گئیں۔ (7) کسی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا گیا۔(8) کسی کی لاش کو پامال کیا گیا۔ (9) کسی کی قبر پر گدھوں کے ہل چلائے گئے۔(10) کسی کی تشہیر کی گئی۔(11) کسی کو ذلیل کیا گیا۔(12) غرضیکہ انکے ہاتھوں نہ کسی کی جان

محفوظ رہی نہ مال ۔(13) نہ عزت مصئون رہی نہ آبرواور یہ سلسلہ اب (1962ء) تک جاری ہے۔ دنیا کہیں سے کہیں چلی گئی ہے اور ہم ابھی تک ایک دوسرے کو کافر قرار دینے کے''جہادِ عظیم''میں مصروف ہیں۔''

(کتاب کافر گری۔مولفہ مسٹر ومولانا پرویز غلام احمد صفحہ 5)

(5) اللہ ورسولؐ اور اسلام کو آڑ بنانے والے مسلمان علما؟

قارئین اس تاریخی اور علامہ پرویز کے بیان کو اگر بلاتفصیل وتشریح اسی طرح سامنے رکھ کر یہ سوال کریں کہ کیا مندرجہ بالا تیرہ(13)مختلف قسم کے مظالم اللہ ورسولؐ نے اسلام میں جائز قرار دیئے ہیں؟ اگر اللہ ورسولؐ واقعی یہی کچھ چاہتے تھے؟ تو الزام مذہب اسلام کی تعلیمات یعنی قرآن اور حدیث پر عائد ہوتا ہے اور اگر اللہ ورسولؐ نے یہ ظالمانہ احکام نہیں دیئے، تو یہ سَفّا کی اور شقاوت مسلمان علما نے خداورسولؐ کے احکامات کے خلاف، ابلیس کی خوشنودی کے لئے نوع انسان کو تباہ وبرباد کرنے کا اہتمام خود جاری رکھا۔ یہاں قارئین یہ فیصلہ کریں کہ اُن کو اللہ ورسولؐ پیارے ہیں یا یہ ابلیسی گروہ پیارا ہے؟ آیا اُنہیں اللہ ورسولؐ اور اسلام کے طرفدار بننا ہے؟ یا اُن دشمنانِ اسلام کی جانبداری اختیار کرنا ہے؟ قارئین ایسے سوالات اوران کے جواب کی تیاری کریں۔

(6) علمائے اسلام، خانوادۂ رسوؐل اور صحابۂ رسوؐل کی تباہی کے مجرم ہیں

اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ رسولؐ اللہ نے (معاذ اللہ) کچھ ظالمانہ احکام

دیئے تھے۔تو یہ کیسے مانا جائے کہ آنحضرتؐ نے اپنے صحابہ اور صحابیات رضی اللہ عنہم کے قتل عام کا حکم بھی دیا تھا؟ جس کی بنا پر تین دن اور رات مدینہ میں قتل عام کیا گیا؟ پھر کیا یہ بھی مان لیں کہ معاذ اللہ رسولؐ اللہ نے اپنی مسجد (مسجد نبویؐ) میں گھوڑے باندھنے کا حکم دیا تھا؟ یا یہ کہ تمام مدنی صحابہؓ کو تین روز تک لُوٹنے کا حکم دیا تھا؟ کیا یہ بھی مان لیں کہ (معاذ اللہ) حضورؐ نے مدینہ کی عورتوں اور لڑکیوں سے جبراً حرام کاری اور زنا کی اجازت دی تھی؟ اور تین شبانہ روز کی حرامکاری سے بارہ ہزار سے زیادہ بچے پیدا ہوئے تھے۔کیا یہ بھی معاذ اللہ رسولؐ کے سر لگا دیا جائے کہ انہوں نے کعبہ کو مسمار کرنے اور آگ لگانے کا بھی حکم دیا تھا؟ پھر کیا رسولؐ اللہ نے یہ اجازت دی تھی کہ اُنکے قریب کے عزیزوں، علی واولادِ علی علیہم السلام پر ہر مسجد ومحراب ومنبر سے لعنت وتبرا جاری رکھا جائے؟ جو ایک صدی تک جاری رہا اور ہر نمازی وتہجد گزار شخص اس اسلامی فریضہ کو ادا کرتا چلا گیا اور جب عمرؓ بن عبدالعزیز خلیفہ نے اس اسلامی عبادت کو بند کیا تو پبلک نے زبردست احتجاج کیا کہ اب ہماری فرض نمازیں کیسے مقبول ہوں گی؟ اور چونکہ خلیفہ موصوف نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا حق یعنی فدک بھی اولادِ فاطمہؑ کو واپس کر دیا تھا اسلئے عقیدہ کے پکے راہنمایانِ اسلام نے خلیفہ کو زہر سے ختم کر دیا۔ کیا یہ احکام بھی معاذ اللہ، اللہ ورسولؐ کے احکام تھے؟ کیا یہ حکم بھی آنحضرتؐ ہی کا تھا کہ انکے خاندان کے تمام افراد کو بھوکا پیاسا رکھ کر تہِ تیغ کر دیا جائے؟ اور ان کی لاشوں کو بے گور وکفن پامال کر کے چھوڑ دیا جائے؟

(7) قتلِ حسینؑ پر چھ سو علما میں سے ایک فتویٰ

قارئین جانتے ہیں کہ ساری امت غم حسین اور شہدائے کربلا علیہم السلام پر تیرہ سو سال سے آنسو بہاتی چلی آئی ہے۔ اس غم کو منانے کے لئے امت کا وقت اور سرمایہ اور خون اور آنسو جس مقدار میں صرف ہوتے ہیں کسی دوسرے دینی شعار پر اس کا لاکھواں حصہ بھی خرچ نہیں ہوتا۔ جس طرح آج کے بعض علمائے اسلام اس دینی شعار کے ہر پہلو کو بدعت، حرام اور خلافِ اسلام قرار دیتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ رسوماتِ عزاداری کو ختم کرا دیا جائے تاکہ ان کے بزرگ علما کے مظالم کی داستان چُھپ کر رہ جائے۔ اُسی قسم کے محمد حسین اور ڈھکو اور مظہر اور مفتی اور عزیز اُس زمانہ میں بھی موجود تھے۔ یہ مردہ ظالم وزانی کو امیر المومنین کہنا اور تمام نوع انسان کے ملعون پر سلام کرنا واجب جانتے ہیں۔ اور ان کے مذہبی بزرگ علما اُس ملعون کو اُس زمانہ میں بھی امیر المومنین کہتے تھے اور اپنے نام نہاد اسلام کی طرف سے یوں فتویٰ جاری کرتے تھے کہ:۔

1۔ ''یہ امر میرے نزدیک تحقیق کو پہنچ گیا ہے کہ حسین ابن علی نے امام المسلمین امیر المومنین یزید بن معاویہ پر خروج کیا ہے پس تمام لوگوں کو ان کا دفعہ کرنا اور قتل کرنا واجب ہے۔''

2۔ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے نزدیک ثابت ہو گیا ہے کہ حسین ابن علی دین سے خارج ہو گیا ہے لہٰذا وہ واجب القتل ہے۔''

3۔ ”ابن عربی کہتا ہے کہ اس فتویٰ کی وجہ سے ابن زیاد کے لشکریوں کا حوصلہ بڑھ گیا اور کثرت سے لوگ حسینؑ سے جنگ کرنے والی فوج میں داخل ہوئے ۔ کہتے ہیں کہ قاضی شریح بعدِ واقعہ کربلا بھی اپنے اس فتوے سے تائب نہیں ہوا۔ بلکہ برملا کہا کرتا تھا کہ :۔خَرَجَ الْحُسَیْن بِحَدِّہٖ وَقُتِلَ بِسَیْفِ جَدِّہٖ ۔ حسینؑ اپنی حد سے گزر گئے تھے اور اپنے جد کی تلوار سے قتل ہو گئے ۔“

(ہفت روزہ لیل ونھار۔19اپریل1970ء ، صفحہ 11)

(8) اسلامی تعلیمات پر کبھی کسی نے اعتراض نہیں کیا

ہم یہ چیلنج کرتے ہوئے چھیاسٹھ سال کی عمر تک پہنچ گئے کہ آج تک محمد وآل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم کے مذہب پر نہ کوئی اعتراض کرسکا، نہ آئندہ کرسکے گا۔ ہوتا یہ رہا ہے کہ عہدرسولؐ سے لیکر آج تک کے علما کے اقوال کو خدا اور رسولؐ کے اقوال سمجھا جاتا رہا ہے جو کچھ علما کہتے اور سمجھتے رہے اُسی کو اسلام سمجھا گیا۔ یعنی اللہ ورسولؐ اور قرآن وحدیث علما کی سمجھ کے ماتحت رکھ دیئے گئے ۔علما کی غلطی، اللہ ورسولؐ کی غلطی بن کر رہ گئی۔اور یہ تصور خود علمانے عوام میں پیدا کر کے چھوڑا اور اپنے اثر ورسوخ واقتدار کی طاقت سے یہ مشہور کردیا اور مسلم وغیر مسلم عوام سے منوالیا کہ۔:

مَارَأَہُ الْمُسْلِمُونَ حَسْنًا فَھُوَعِنْدَاللّٰہِ حَسَنٌ وَمَارَاٰہُ الْمُسْلِمُونَ قَبِیْحًا فَھُوَ عِنداللّٰہ قَبِیْحٌ ۔

”جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہی اللہ کے نزدیک اچھی ہے اور جسے

مسلمان برا سمجھیں وہی اللہ کے نزدیک بری ہے۔"

(فلسفہ شریعتِ اسلام صفحہ 123 ڈاکٹر صبحی محمصانی)

یہ وہ ابلیسی تصور تھا کہ اُس نے اللہ و رسولؐ کی جگہ علما کو بٹھا دیا۔ اور ان کے اعمال و اقوال و احکام، اللہ و رسولؐ کے اعمال و اقوال و احکام بن کر رہ گئے۔ انہوں نے قتل عام کا حکم دیا۔ لہٰذا اسے اللہ و رسولؐ کا حکم سمجھ کر نوع انسان گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دی گئی۔ انہوں نے کسی قوم کو لوٹنے کا حکم دیا اسے اللہ کی خوشنودی کے لئے لوٹ کھسوٹ کر تباہ کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ رسولؐ کے بعض احکام جذبات و خاندانی محبت کے ماتحت تھے۔ ان کی تعمیل غیر ضروری ہے یہ اللہ کا حکم سمجھ کر مانا گیا۔ انہوں نے کہا کہ رسولؐ اللہ سے (معاذ اللہ) غلطیاں ہو سکتی تھیں۔ اور فلاں فلاں معاملات و احکام میں رسولؐ اللہ نے غلط فیصلہ کیا اور مسلمانوں کو رسولؐ کی غلطی سے نقصان ہوا (مقام حدیث جلد اوّل پرویز) اور فلاں فلاں غلط فیصلوں کو علما نے اپنے مشورہ اور صواب دید سے تبدیل کرایا۔ لہٰذا رسولؐ اللہ کو تمام مجتہدین (معاذ اللہ) خاطی مانتے اور لکھتے ہیں۔ المختصر یہ کہ علما ہی کو اللہ سمجھا جاتا رہا ہے، علما ہی رسول اللہ بنے رہے ہیں۔ علما ہی کی بات قرآن کی آیات و احادیث سمجھی گئی اور علما ہی کو اسلام مانا گیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُدھر اسلام کی تمام تعلیمات تباہ ہو کر رہ گئیں اور اِدھر علما کی غلط بات، غلط فیصلے، غلط عقیدے پر اعتراض کو اسلام پر اعتراض سمجھا جانے لگا۔ اور یہ کہنے کے بجائے کہ فلاں عالم نے بکواس کی ہے جھک مارا ہے اُس بکواسی اور جھکّی عالم کی غلط

بات، غلط فیصلے اور غلط عقیدے کی تائید یا تاویل شروع کی جانے لگی۔ لہٰذا اسلام پر جتنے اعتراض ہوئے ہیں وہ اسلام پر اعتراض نہیں۔ بلکہ علما کی غلط باتوں، غلط فیصلوں اور غلط عقیدوں اور غلط فہمیوں اور غلط عملدر آمد اور غلط اقدامات پر اعتراض ہیں اور یہی کچھ ہم اس کتاب میں دکھائیں گے (انشاء اللہ والامام علیہ السلام)۔ اور ایسے علما کی تمام بکواس کو اسلامی تعلیم سے الگ کر کے خالص اللہ و رسولؐ اور قرآن و حدیث کی تعلیمات کو اختیار کرنے کا طریقہ تمام اسلامی فرقوں کو بتائیں گے تاکہ یہ موجودہ اختلافات و تنازعات ختم ہو کر امت متحد و ہم آہنگ ہو کر ترقی کر سکے۔

ہزار سالہ جوان سازش (حصہ اوّل)

نقاب پوش علما

(1) مذاہبِ عالم میں تخریب کاری اور نوعِ انسان میں تفرقہ اندازی کی داستان یوں تو عُمرِ ابلیسی کے ساتھ شروع ہوئی تھی مگر ظہورِ جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تخریب کاری اور تفرقہ اندازی ایک فن اور سائنس (SCIENCE) کی حیثیت اختیار کرگئی۔ اور اسلام کے مقابلہ پر ایک ایسا ادارہ قائم کیا گیا جس میں نظام اشتراک (شرک) و نظام اجتہاد کے تمام شعبوں کو نمائندگی دی گئی۔ جس میں عرب کے تمام مذاہب ومسالک اور تمام مکاتیب فکر کے ماہرین شریک ہوئے۔ اور مجوسی علما (زندیق)، مشرک دانشور اور یہود ونصاریٰ کی اجتماعی بصیرت نے محمد وآل محمد سلام اللہ علیہم کی تعلیمات کا جائزہ لینا شروع کیا۔ اس ادارہ کی کارکردگی، اُس کا منشور اور مقاصد قرآن کریم نے تفصیل سے ریکارڈ کئے اور ہم نے ہزارہا صفحات میں اس کی مختلف مساعی اور نتائج پر قرآن کے واضح بیانات پیش کئے ہیں۔ یہاں اُس ادارہ کی ایک ایسی پالیسی سامنے لانا مقصود ہے کہ اگر اسے سمجھ لیا جائے اور پھر اپنے اقدامات کو اُس پالیسی سے بچا کر رکھا جائے تو مسلمانوں میں افراتفری (افراط وتفریط)، اختلافات وتنازعات وجنگ وجدل اور نفرت ختم ہوجائے اور یہ ہوجائے تو محبت واخوت کے جذبات ابھریں، سرمایہ کا ضیاع بند ہوکر ترقی میں مدد ومعاون بنے۔ دشمن

محاذ کے پیدا کردہ اورخودساختہ مسائل شیطان کے حوالہ کرکے امت لامحدود ترقی کے صراطِ مستقیم پر گامزن ہوجائے۔اور دشمنانِ اسلام سے نجات مل جائے۔

(2) تفرقہ اندازی کی دودھاری پالیسی

مذکورہ بالا نقاب پوش ادارہ اُدھر اپنے اپنے مکتبِ فکر سے وابستہ رہا اور اِدھر مسلمانوں میں مسلمان لیبل کے ساتھ اثر ورسوخ قائم کرلیا اور طے کیا کہ ہم نزول قرآن کے ساتھ ہی ساتھ اسلامی عقائد کو اس طرح پھیلائیں گے کہ ہر عقیدہ اسلامی لباس رکھتے ہوئے بھی اپنے اندر ایک داخلی خامی اور نقص کا حامل بن جائے اور تم اُس خامی پر اعتراض کرتے چلے جاؤ۔ہم ہر اعتراض کا ایسا جواب دیں گے کہ اس جواب میں بھی خامی پوشیدہ رہتی جائے اور تمہارے لئے نئے نئے اعتراضات کا پہلو نکلتا رہے اور ہم جوابات میں مصروف رہتے اور تازہ مواقع پیدا کرتے چلے جائیں۔ تمہارے اعتراض سے مسلمان پریشان اور غیر مسلم خوش ہوتے رہیں۔تم آئندہ اعتراضات اور اسلام کو باطل ثابت کرنے کے لئے غیر مسلموں سے چندہ اور عطیات لیتے رہو اور ہم جواب دینے اور اسلامی تحفظ کے لئے مسلمانوں سے محتانہ وصول کرتے رہیں۔ یہ دوطرفہ کمائی والی اور مسلم وغیر مسلم کو برسرِ جنگ رکھنے والی دودھاری پالیسی عہدِ رسولؐ سے شروع ہوئی اور آج تک برابر جاری اور ترقی پذیر ہے۔فرق یہ ہے کہ عہدِ رسولؐ میں نزول قرآن سے ڈرتے ہوئے اسے انتہائی خفیہ اور زیرِ نقاب رکھا گیا۔اور یہ کہ اس میں مسلمانوں اور غیر مسلموں میں محاذ آرائی اور کمائی مقصود تھی۔

مگر تیس سال کے اندر ہی اندر مسلمانوں کو مسلمانوں کے خلاف بھی صف آرا کر دیا گیا۔لیکن آج نقاب پوش علما کی یہ پالیسی قلمی جہاد، خدمتِ قومی اور نصرتِ دین کے لیبلوں کے ساتھ کھلم کھلا جاری ہے اور مسلمانوں کے اندر اختلافات وتنازعات وجنگ وجدل ونفرت پاشی کے لئے وہی نقاب پوش علما شیعوں اور سنیوں کو لوٹ بھی رہے ہیں اور لڑا بھی رہے ہیں۔مثلاً ایک ڈاکو، ایک جرائم پیشہ نام نہاد عالم جسے مذہبی وسیاسی جرائم میں بار بار جیلوں میں جانا پڑا، اپنے مستقل روزگار کے لئے **آفتاب ہدایت نام** کی ایک کتاب لکھنا شروع کرتا ہے۔اہل سنت عوام کو شیعہ فرقہ کے خلاف خوب مشتعل کرتا ہے اور اپنی زیر قلم کتاب کا پروپیگنڈا کر کے تعاون اور چندہ مانگتا ہے، سرمایہ جمع ہوتا ہے، کاروبار چمکتا ہے، کتاب میدان میں آتی ہے، خوب بکتی ہے، بار بار چھپتی ہے۔ دولت کے ڈھیر اُدھر لگتے جاتے ہیں اور شیعہ سنی فرقوں میں نفرت کے انبار اِدھر لگتے جاتے ہیں۔ادھر شیعہ نقاب میں روپوش علامہ محمد حسین ڈھکو میدان میں آتا ہے ۔ ہر وعظ اور ہر مجلس میں **آفتاب ہدایت** کا جادو پھونکتا ہے ۔شیعوں کو سنیوں کے خلاف ابھارتا ہے، چندہ مانگتا ہے ،مذہب شیعہ کے تحفظ کی اپیلیں کرتا ہے۔ ناموسِ اہل بیتؑ کے واسطے دے دے کر محبان اہلِ بیتؑ کے جذباتِ انتقام ابھارتا ہے ۔شیعہ زمینداروں اور رؤسا وسجادہ نشینوں کو غیرت دلاتا ہے ۔اس طرح ہزار ہا روپیہ جمع کرتا ہے۔اور جس طرح آفتاب ہدایت کے مصنف نے اپنی کتاب کے لئے اپنے دشمنِ اسلام بزرگوں کی کتابوں سے گھسے پٹے فرسودہ مضامین

چُرائے تھے اُسی طرح قبلہ محمد حسین صاحب مجتہداعظم اپنے دشمنِ اسلام بزرگوں کی کتابوں پرڈاکہ ڈالتے ہیں اورایک نفرت کے سلگتے ہوئے ذخیرہ میں تجلیاتِ صداقت کے مقدس نام پرافتراق وانتشار کی بارود جھونک دیتے ہیں۔فریب خوردہ عوام دھڑا دھڑ دونوں کتابوں کوخریدتے اوردست وگریبان اورسر پھٹول میں مصروف ہیں۔لیکن دونوں مصنف علماکسی دوسری کتاب کی فکر میں ایک دوسرے سے مشورہ کررہے ہیں اورنئے جہادکا تانابانا تیارکررہے ہیں۔

(3) گڑے مردے اکھاڑکرفروخت کرنے والاسرمایہ اندوزگروہ

نقاب پوش علما کی سازش کوآگے بڑھانے سے پہلے ضروری ہے کہ ایک ایسے مردہ فروش گروہ کاذکرکیاجائے جوکراچی میں مسٹرڈھکوکی سُجھائی ہوئی راہ پرگامزن ہے۔اس نے یہ طے کیا ہے کہ ماضی میں گزرے ہوئے بڑے بڑے فتنہ انگیز اورنفرت سازعلما کی تفرقہ خیزکتابوں کےقبرستان کی کھدائی کی جائے۔اورایسی کتابوں کاانتخاب کیاجائے جوشیعہ سنی تعصب کوابھارنے اورنفرت پھیلانے میں زیادہ سے زیادہ کامیاب کریں اوردونوں طرف کی پبلک انہیں دھڑا دھڑخریدے اورسرمایہ اندوزوں اورمردہ فروشوں کی تجوریاں بھردیں۔چنانچہ اس کام کے لئے چندکراچوی سرمایہ داروں نے سرمایہ لگاناشروع کردیاہے۔اورقرآن کی آیات بیّنات اورآیات محکمات کوفروخت کے لئے سجاکرمارکیٹ میں لے آیا گیا ہے۔ہم نے انہیں امت فروشی اوردینی نیلام پرمبارک باددی ہے۔اورہم اس اسلام دشمن گروہ کی اس دین

فروش تجارت کو نا کام کرنے اور نقاب پوش علما کی اس پالیسی کو تباہ کرنے کے لئے اسلام کے تمام فرقوں کو یہ بتائیں گے کہ ایسی کتابوں کا لکھنا ،شائع کرنا ،خریدنا اور پڑھنا کیوں حرام ہے؟ اور تمام دانشوران امت یہ جانتے ہیں کہ ہروہ کتاب پڑھنا، ہروہ کام کرنا، ہروہ بات کہنا حرام اور مضر ہے جو امت مسلمہ یا نوع انسان میں نفرت وعداوت وتعصب پیدا کرے ۔ ہماری تمام تحریریں ،تقریریں ، مضامین اور تصانیف کا مرکزی مقصد یہی ہے کہ اہل اسلام کو تخریب پیشہ علما ومجتہدین سے متعارف کرائیں ،ان کے منصوبوں کی پول کھولیں اور ایسا کرنے میں نہ شیعہ لیبل کا لحاظ کریں نہ سنی ٹھپہ کی پرواہ کریں۔ بلکہ ہراس عالم کی نقاب نوچ لیں جس نے کوئی ایسی بات لکھی یا کہی ہو،کوئی ایسا عقیدہ رکھا یا مسلمانوں میں پھیلایا ہو جو قرآنی تعلیمات کے خلاف اور امت محمدیہؐ اور انسانیت پر مذکورہ مظالم کا سبب بنا ہو یا جس سے نوع انسان کو نقصان پہنچا ہو یا کل وہ نقصان کا سبب بننے کی وجہ رکھتا ہو۔ البتہ ہم ان شیعہ سنی علما کی رعایت ضرور کریں گے جن سے کوئی بات تلوار کے سایہ میں یا نیزہ کی نوک پر جبراً کہلائی یا لکھوائی گئی ہو۔ ورنہ ہم نہ کسی کو بڑی پگڑی اور عمامہ کی بنا پر معاف کریں گے۔ نہ اسلئے درگزر کریں گے کہ کسی زمانہ کے شیعہ یا سنی عوام کو فریب دے کر یا اقتدار کے ڈنڈے سے ہانک کر یا وظیفہ اور جائیداد کی ضبطی کے خوف سے دبا کر اپنا نام شیخ الاسلام یا شیخ الطائفہ یا مَرجعِ خلائق یا امام اعظم یا آیت اللہ یا حجۃ اللہ وغیرہ مشہور کرالیا ہو۔ ہم صرف ایک بات ملحوظ رکھیں گے کہ کس نے کون سی بات قرآن

یا اُمت کے اتحاد کے خلاف کہی یا لکھی۔ تا کہ آج پچیس نومبر 1976 عیسوی کے بعد تمام مسلمان اور سارے انسان لفظ علما اور مجتہدین سے دھوکہ نہ کھائیں اور ہر عالم سے آنکھ ملا کر یہ سوال کریں کہ تمہاری فلاں بات ،تمہارا فلاں عمل اور تمہارا فلاں عقیدہ قرآن کی کون سی آیت میں ہے؟ اور آیا تم اس آیت کا یہی ترجمہ کرتے چلے آتے ہو جس کو آج دلیل بنا رہے ہو؟ اور آیا اس ترجمہ کو مادہ اور مصدری معنی سے بدلا تو نہیں گیا ہے۔ یعنی تم اُن علما میں سے تو نہیں ہو جو موقع شناسی اور مصلحت کوشی کی بنا پر تقویٰ کے معنی بھی ڈرنا کر لیتے ہیں۔ اور خوف کے معنی بھی ڈرنا، خشیت کا مطلب بھی ڈرنا اور پھر ترھیب ورَھْبَۃ کے معنی بھی ڈرنا اور خشوع کے معنی بھی ڈرنا کرتے اور قرآنی آیات کو رگڑتے چلے جاتے ہیں؟ قارئین سن لیں کہ یہ سوالات سن کر نقاب پوش دشمن علما ہرگز آپ کے سامنے نہ ٹھہریں گے۔ نہ شیعہ نام کے علما کی دال گلے گی نہ سنی لیبل کے علما فریب کی ہنڈیا چڑھا سکیں گے۔ اور ایک بات اور سن لیں۔ ہمارے پنجابی بھائیوں کے یہاں ایک بہت کام کی بات کہی گئی ہے یعنی ''چار کتاباں آسمانوں آیاں پنجواں آیا ڈنڈا'' لہٰذا اگر کوئی عالم تمہارے مذکورہ بالا سوالات کو سن کر غصہ کا اظہار کرے تو پہلے سے ڈنڈا یا کوئی دوسرا اصلاحی آلہ ساتھ رکھیں اور اس عالم کو اس وقت تک تادیب کریں جب تک وہ توبہ نہ کرلے یا اس کے سر میں سے وہ خبیث مغز نہ نکل پڑے جس میں ابلیس نے گھونسلا بنا کر انڈے دے رکھے ہیں۔ اب تو ہماری حکومت نے بھی شرپسندوں کا سر کچلنے کے لئے قانون بنا دیا ہے۔ اور دین میں فتنہ

وفساد پھیلانا قتل کے جرم سے بھی زیادہ شدید جرم ہے (بقر 2/191) اور یہ لوگ تو وہ ہیں جنہوں نے اسلام کے یا قرآن کے لئے نہیں بلکہ اپنی حکومت قائم رکھنے اور ابلیس کو خوش کرنے کے لئے کروڑوں بے گناہوں کا بے دریغ خون بہایا ہے۔ لہٰذا گر اس شیطانی گروہ کو کوئی سزا دی جائے تو ہر عدالت تم سے اتفاق کرے گی۔ اسلام ہی میں نہیں کافروں میں بھی فتنہ سازوں اور دینی قمار بازوں کی سزا قتل ہے۔ ہر تیسرے چوتھے مہینے بی بی سی (BBC) بتاتی رہتی ہے کہ اتنے شر پسندوں کو یا دہشت گردوں کو کھڑا کر کے گولیوں سے واصل جہنم کر دیا گیا۔

(4) تعلیماتِ اسلام میں باطل اور مفید مطلب تصورات کا داخلہ

ہمارے تمام قارئین جانتے ہیں کہ ختمِ نبوت کے نام پر کیا کیا ہوا؟ ایک طرف ختم نبوت کا تحفظ کرنے والے علما سر دھڑ کی بازی لگانے اور مسلمانوں کے تمام فرقوں کے علما کو متحد کرنے کے لئے دن رات بھاگ دوڑ کرتے رہے۔ دوسری طرف قادیانی نبوت کے طرف دار اور قادیانی امت ہر قربانی دینے اور ہر ظلم وستم برداشت کرنے کا اعلان کر کر کے ساری دنیا کو مخاطب کرتی اور رحم کی اپیل کرتی رہی۔ ایک خوفناک ہنگامہ جاری تھا جس میں لیڈر یا عالم تو نہ اُدھر کا قتل ہوا نہ اِدھر کا کوئی گولی سے مرا۔ البتہ سیدھے سادے عوام، جو حقیقت سے ناواقف ہوتے ہیں، مذہبی جوش میں بہت سے قتل ہوئے۔ جیلوں کو گئے، لُوٹے اور پیٹے گئے۔ مقاطعہ اور بائیکاٹ سے بھوکے اور پیاسے بھی رہے۔ دونوں طرف کے عوام سے خوب چندے اور رقومات

وصول کی گئیں ۔ دونوں فریق یہ سمجھ کر اپنے اپنے علما کے احکام پر جان و مال قربان کرتے رہے کہ وہ دونوں اللہ ورسولؐ اور اسلام کی خدمت کرر ہے ہیں ۔اور آج بھی سارے مسلمان یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہمارے علما تحفظِ ختم نبوت کر کے دینی فتح حاصل کر چکے ہیں ۔اُدھر قادیانی جماعت کا اسلام پر ایمان مضبوط سے مضبوط تر ہوگیا ہے ۔ وہ دن رات اپنے عوام کو اپنے اسلامی موقف پر ڈٹے رہنے کی تلقین کرر ہے ہیں ۔ اور افسوس ہزار افسوس کہ حقیقتِ حال سے دونوں طرف کے کروڑوں مسلمان عوام ناواقف اور پرخلوص مذہبی فریب میں مبتلا ہیں ۔ قادیانیوں سے ان کے مکان اور مساجد کا چھین لینا بھی اللہ ورسوؐل کی خوشنودی سمجھا جار ہا ہے ۔ چنانچہ مسلمانوں کے علما کی کثرت کا فیصلہ اگر نافذ ہوگیا ہوتا تو آج کوئی قادیانی پاکستانی زمین پر نظر نہ آتا ۔ یہ تو پاکستانی حکومت کی قوت اور انصاف پروری ہے کہ قادیانیوں کو زندہ رہنے کا موقع ملا ہوا ہے ۔ ورنہ ہمارے شیعہ سنی دونوں قسم کے علما کے نزدیک قادیانی کافر و مرتد ہیں اور کافر و مرتد کو قتل کر کے اس کا ناموس اور گھر بار لوٹ لینا ہمارے علما کے نزدیک واجب و لازم ہے اور قادیانیوں کو تحفظ دینے والا ان کے مذہب میں برابر کا مجرم ہے ۔

(اوّل) ۔ ختم نبوت اور اجرائے نبوت کا مسئلہ کیسے پیدا ہوا؟

ہم یہ کہہ کر بات شروع کریں گے کہ اگر قرآن اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُس پوزیشن کو تسلیم کر لیا گیا ہوتا جو قرآن نے بتائی ہے تو اجرائے نبوت کا مسئلہ ہی پیدا نہ ہوا ہوتا ۔ اور اجرائے نبوت نہ ہوتا تو ختم نبوت کا تنازعہ نہ اٹھتا اور اس

تنازعہ سے امت کو چودہ سوسال میں جونقصان پہنچا وہ نقصان خواب میں بھی نہ آتا۔ یعنی اُس ادارہ نے جونزولِ قرآن کے زمانہ میں برسرکار آیا تھا؛ پہلے اسلامی تعلیمات میں ایسے جھول اورایسی لچک داخل کی جن کو سمیٹنے سے اجرائے نبوت ورسالت کے رَوزَن اور کھڑکیاں بن جائیں اور ذرا سے غور وفکراور تاویلات کے کُدال سے نبیوں اوررسولوں کے لئے چوردروازہ بنالیا جائے اور کچھ زمانہ گزرنے کے بعد باقاعدہ وحی ونبوت کی مسند بچھادی جائے۔ اُدھراُسی ادارہ کے متعین اورنامزد ماہرین دعویٰ نبوت کریں اوردوسرے دانشورختم نبوت کے نام پر ذرا کمزوراور لچک دار دفاع شروع کردیں تاکہ اسلام کے نام پر دوطرفہ محاذ جاری رہتا چلا جائے اوراقوام عالم سنجیدگی کے ساتھ دونوں فریق کو مسلمان سمجھیں اور یہ دونوں سازشی فریق مسلمانوں کو برسرجنگ رکھیں۔ خوب خوب دولت کمائیں اورتحفظِ ناموسِ نبوت کے نام پر مسلمانوں پراقتدارقائم کرلیں۔ حالانکہ یہ دونوں اسلام کے مصنوعی راہنما یاعلمادل کی گہرائی میں کافرومنافق اورمذکورہ ادارہ کےممبر تھے۔ اسلام سے اُن کا اسی قدرتعلق تھا کہ وہ مسلمانوں میں بہترین مقام حاصل کریں۔ اُن پرحکومت واقتدار برقراررکھیں۔ اسلامی عقائد میں اپنی پالیسی کے مطابق ترمیم وتنسیخ جاری رکھیں۔ اورایسا موقع ہرگز نہ آنے دیں جس سے امت متحدوہم آہنگ ہوجائے یاازسرنوقرآن کی خالص تعلیم پر گامزن ہوجائے۔ لہٰذا روزاوّل سے ہرتنازع کو پیدا کرنے والے بھی اسی طاغوتی ادارہ کے ماہرین تھے۔ اوردفاع کرنے والے بھی اسی کےممبر تھے۔ دعوائے نبوت

بھی وہی ادارہ کرتا تھا۔اورنئی امتیں وجود میں لاتا تھا۔اوردعویٰ نبوت کورو کنے والے بھی ان ہی میں کے ماہرین ہوتے تھے۔جولوگ نئے نئے اختلافات اورفرقے قائم کرتے تھےاوران فرقوں کی قیادت وراہنمائی کرتے تھےوہ بھی طاغوتی گروہ کے ماہر علما ہوتے تھے۔اورجوان فرقوں کے خلاف محاذ اوراصلاحی میدان پیدا کرتے تھے وہ بھی ان ہی کے چھوٹے بڑے بھائی بندنقاب پوش علما ہوتے تھے۔اورآج تک یہی ادارہ مسلمانوں کولڑاتا بھڑاتا،مناظرے کراتا چلاآتا ہے۔اورہم اسی طاغوتی ادارہ کےعلما کی بات کرتے چلے آتے ہیں۔شروع شروع میں پبلک کو بڑانا گوارگزرا کہ اُن کے مقدس علما کی پگڑی کیوں اچھالی جارہی ہے۔لیکن شکر خدا کہ اب مسلمانوں کا ہرفرقہ ہماری بات غور سے سن رہاہےاوررفتہ رفتہ اس طاغوتی گروہ کو پہچانتااورچھوڑتا جارہاہے۔اورہمیں قوی یقین ہے کہ بہت جلد ہرفرقہ کےلوگ اپنے اپنے نام نہاد علما کا محاسبہ بھی شروع کریں گے <u>اورآپس میں محبت وعزت کا طریقہ اورایک دوسرے کو برداشت کرنے کی قوت کا مظاہرہ کریں گے</u>۔

(دوم)۔ <u>قرآن نے انبیاؑاوررسلؑ کے لئے کیا کہا؟</u>

قارئین یہاں سے ہر بات کواس طرح جانچیں کہ کل آپ اللہ کےحضور میں یہ کہہ سکیں کہ میں نے جوکچھ لکھا وہ حق تھا یا باطل تھا۔لہٰذا سنئے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ یہ بتارہاہے کہ:۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ..الخ (البقرۃ 2/213)

''ابتدا میں سب لوگ ایک ہی طریقے پر تھے (پھر یہ حالت باقی نہ رہی اور اختلافات رونما ہوئے) تب اللہ نے نبیؑ بھیجے جو راست روی پر بشارت دینے والے اور کجروی کے نتائج سے ڈرانے والے تھے، اور اُن کے ساتھ کتابِ برحق نازل کی تاکہ حق کے بارے میں لوگوں کے درمیان جو اختلافات رونما ہو گئے تھے، اُن کا فیصلہ کرے۔''

(تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ 162 علامہ مودودی)

پھر فرمایا کہ:۔لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ....الخ۔(سورہ حدید۔57/25)

''ہم نے اپنے رسولوںؑ کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا، اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔''

(تفہیم القرآن جلد 5 صفحہ 321۔علامہ مودودی)

قارئین ان آیتوں اور ترجموں کی اپنے گھریلو ترجموں سے تصدیق کرلیں پھر ہم بات کریں گے۔

(سوم)۔ <u>اللہ اور قرآن؛ انبیاؑ و رسلؑ کو کتاب کے ساتھ بھیجا کرتا ہے</u>

قرآن کریم کی رو سے ہر نبیؑ اور ہر رسولؑ کتاب کے ساتھ آتا ہے۔یعنی مع کتاب آنا قرآن کے اپنے الفاظ ہیں۔اور نہ ان دونوں آیتوں میں نہ کسی اور آیت میں یہ بتایا گیا کہ کوئی رسولؑ یا نبیؑ بلا کتاب بھی آسکتا ہے۔ پھر یہ سوچیں کہ کیا مع

کتاب آ نا؟ یا مع اہل وعیال دعوت پر بلانا یوں بھی صحیح ہوسکتا ہے؟ کہ آپ کو آج کھانا کھلانے کے لئے روک لیا جائے اور اہل وعیال کو پھر کبھی کھانے پر بلایا جائے؟ یا نبیؐ تو آج پیدا ہوا اور کتاب چالیس سال بعد آنا شروع ہوکر پوری کتاب تریسٹھ سال میں آئے؟ اور کیا یہ چالیس اور تریسٹھ سال والی بات کہیں قرآن سے بھی ثابت ہوسکتی ہے؟ قرآن تو یہ فرماتا ہے کہ:۔قَالَ اِنِّیْ عَبْدُاللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّاo حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔اللہ نے مجھے کتاب دے کر نبیؐ بنایا ہے۔ (مریم19/30)

اللہ نے مع کتاب کے نبیؐ کے آنے کی صورت یہ بتائی کہ نبیؐ کتاب سے جدا نہیں ہوتا اور پیدائش بھی مع کتاب ہوتی ہے۔جھولے یا پالنے میں بھی کتاب ساتھ ہوتی ہے۔چنانچہ حضرت عیسیؑ نے یہ جواب اس وقت دیا تھا جب دانشورانِ قوم کے نزدیک بچہ کا بولنا بھی ناممکن تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ:۔

قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا o ہم ایک ایسے ننھے منے بچے سے کیسے کلام کرسکتے ہیں جو ابھی نہالچے یا پالنے یا مہد میں پڑا ہو۔(مریم19/29)

لٰہذا قرآن پر ایمان لانے والوں کا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ:۔

1۔ کوئی نبیؐ یا رسولؐ بلا کتاب نہ نبی ہے نہ رسول ہے۔
بلکہ اگر مدعی ہو تو کاذب ہے۔

2۔ نبیؐ ہو یا رسولؐ روزِ ازل سے نبیؐ اور رسولؐ ہوتا ہے۔نبیؐ اور رسولؐ میں

درجہ کے علاوہ کوئی منصبی فرق نہیں ہوتا۔ دونوں صاحبِ وحی، صاحبِ کتاب، صاحبِ شریعت اورانسانی ترقی کے یکساں ذمہ دار ہوتے ہیں۔

3۔ نبیؑ کیلیۓ کوئی عمراورکوئی حالت ایسی نہیں ہوسکتی کہ وہ نبیؑ یا رسولؑ نہ ہو یا صاحبِ کتاب وصاحبِ وحی نہ ہو؛ لہٰذا

4۔ نبیؑ کے اقوال واعمال ہمیشہ کتاب ونبوت ووحی کی روسے ہوتے ہیں۔

5۔ نبیؑ ہو یا رسولؑ اس کے پاس وحی آنے یا آیت نازل ہونے کا یہ مطلب باطل وغلط ہے کہ نبیؑ یا رسولؑ کے پاس پوری کتاب نہیں ہے۔اور یہ کہ (معاذ اللہ) نبیؑ کتاب سے اورعلم دین سے ناواقف ہے۔ بلکہ وحی سے مستقل رابطہ اورمتعلقہ اسرار ورموز پر اطلاع مقصود ہوتی ہے۔

6۔ نبیؑ شکمِ مادر اوربچپن میں بھی عالم ہوتا ہے۔ جب چاہے بول سکتا ہے۔

(چہارم)۔ <u>طاغوتی ادارہ کےعلمانے مسلمانوں کوکیا بتایا؟</u>

قارئین اگرخود واقف نہیں توکسی شیعہ یا سنی عالم سے زبانی یاتحریری طور پر دریافت فرمالیں۔ وہ دونوں متفقہ طور پر بتائیں گے کہ وہ اوران کے سابقہ علما نبیؑ کو صاحبِ کتاب وشریعت نہیں مانتے۔یعنی یہی وہ علما ہیں جنھوں نے غلام احمد قادیانی تک بہت سے جھوٹے لوگوں کے لئے نبوت کے دعویٰ کی راہ ہموار کی تھی۔اوریہی وہ علما ہیں جنھوں نے تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا اور کیا جوکچھ کہ کیا۔

قارئین سے امید ہے کہ وہ ہمارے سابقہ بیانات کی کھلے دل سے تصدیق

کریں گے۔ پھر یہ بھی سن لیں کہ وہ تمام شیعہ اور سنی علما بھی اسی طاغوتی ادارہ کے ممبر ہیں جنہوں نے شیعہ سنی عوام میں حسب ذیل عقائد پھیلائے اور اس طرح محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کا مستقل نظام جاری کیا۔

قرآن کے خلاف عقائد

1۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چالیس سال کی عمر تک نہ نبیؐ تھے نہ دینِ اسلام سے واقف تھے۔ اور بقول جناب شیخ خالصی اور جناب شیخ محمد حسین شیخی ڈھکو مجتہد العصر اور ملت شیعہ کے حجۃ اللہ، وحی نازل ہونے سے پہلے چالیس سال تک آنحضرتؐ (معاذ اللہ) عالم نہ تھے۔ اور؛

2۔ علما کی کثرت مانتی اور لکھتی چلی آئی ہے کہ رسولؐ اللہ کی تین بیٹیاں عہد شرک وکفر میں پیدا ہو کر جوان ہوئیں اور آپ نے (معاذ اللہ) اپنی ان بیٹیوں کا نکاح کافروں اور مشرکوں سے کیا تھا اور یہ کہ وحی اترنے سے پہلے (معاذ اللہ) آپ یہود و نصاریٰ اور مشرکوں کے دین کے مطابق عمل کیا کرتے تھے؛ اور یہ کہ:۔

3۔ آنحضرتؐ قرآن کی آخری آیت اُترنے تک پورے قرآن اور پورے دین اسلام سے لاعلم رہتے چلے گئے۔

4۔ پھر آنحضرتؐ عام آدمی کی طرح پیدا ہوئے (معاذ اللہ) اُنؐ سے عام آدمیوں کی طرح غلطیاں ہوتی رہیں۔ وحی کو سمجھنے اور وحی کی تعمیل میں بھی غلطیاں کرتے رہے۔ غلط فیصلے کر دینا پھر ان کی اصلاح کرنا برابر جاری رہا۔ ان کے اکثر

احکام بشری جذبات کے ماتحت ہوتے تھے۔ بعض احکام وحی کے ماتحت تھے۔ نبیؐ کی دو تین مختلف حیثیتیں تھیں۔ اس لئے آنحضرتؐ کے بعض احکام کی تعمیل واجب نہیں ہے بعض کی واجب ہے۔ اور اسی لئے آنحضرتؐ اپنے صحابہ میں کئی ایک دانشوروں سے علم و بصیرت میں کم تھے۔ اور ماہرین سے مشورہ لے کر حکم نافذ کیا کرتے تھے۔ اور گھریلو معاملات میں تو تمام صحابہ ان سے زیادہ اپنے معاملات کو سمجھتے تھے۔ اور اسی کم علمی کی وجہ سے انہوں نے اکثر صحابہ کی اطاعت کی۔ اور بعض دینی احکام میں بھی بعض صحابہ آنحضرتؐ کی راہنمائی کر دیا کرتے تھے۔

یہ ہیں وہ چار چَو پہلو عقائد جن میں سے سولہ ایسے بنیادی عقائد نکل پڑے جن سے طاغوتی ادارہ نے اللہ اور رسولؐ کو راہ سے ہٹا کر خود ان کی جگہ سنبھال لی اور اسلام میں وہ سب کچھ اسلام بنا کر داخل کر دیا جو ابلیس چاہتا تھا اور جس پر ساری دنیا اسلام سے ہی متنفر ہوگئی۔ اور مسلمانوں کو اچھوت بن کر دنیا میں جینا پڑ رہا ہے ہر قوم سے پیچھے، بڑی اقوام کے دست نگر اور محتاج بن کر رہ گئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ تخریب اسلام کا مجرم گروہ مسلمانوں سے الگ کر دیا جائے اور دنیا کو بتایا جائے کہ نہ یہ علما اسلام ہیں نہ ان علما کے اقوال و اعمال اسلام ہیں نہ ان کے اقوال و اعمال پر اعتراض اسلام پر اعتراض ہے۔ ان میں جس نے جو غلط بات کہی یا لکھی، جو غلط عقیدہ رکھا یا پھیلایا اس کی کھل کر مذمت کرنا ہم پر اور پوری اُمت پر واجب ہے۔ اور ہم یہ فریضہ ادا کر رہے ہیں تا کہ اسلام کا دامن صاف و پاک رہے۔

(پنجم)۔ شیعہ سُنّی علما کی دین فروش کتابوں کی تجارت

اگر آپ آج مارکیٹ کا جائزہ لیں تو چھ ماہ ضائع کرنے اور دکان دکان پھرنے کے بعد شاید ایک بھی ایسی کتاب نہ ملے جو مذکورہ چھ ماہ کے اندر لکھی گئی ہو اور جس میں اُمت یا اُمت کے فرقوں میں اتحاد و محبت وتعاون اور ترقی و اصلاحِ حال ایسے عنوانات پر کچھ لکھا گیا ہو۔ البتہ ہر دکان میں، ہر بک اسٹال پر، ہر لائبریری میں ان کتابوں کا انبار ملے گا، وہ پمفلٹ (PAMPHLET) اور پوسٹر (POSTER) ملیں گے جن میں مسلمانوں کے فرقوں پر کفر وارتداد کے فتویٰ بھرے پڑے ہوں گے، جن میں مسلمانوں کو مسلمانوں نے دل آزار و شرمناک زبان میں مشرک وملحد ومنافق لکھا ہوگا، جن میں بزرگانِ دین کی کھلی توہین کی گئی ہوگی، جن میں مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑانے اور متنفر کرنے کا کوئی حربہ نہ چھوڑا ہوگا۔ یعنی ان میں سے کسی میں بھی آپ کو اسلامی تعلیم اور اسلامی اخلاق نہ ملے گا۔ یہاں یہ سوال کرنے کو دل چاہتا ہے کہ وہ کتابیں کون خریدتا ہے؟ اس لئے کہ اگر کوئی نہ خریدے تو ایسی ناہنجار کتابیں لکھی بھی نہ جائیں۔ اور ظاہر ہے کہ خریدنے والے بھی یقیناً مسلمان ہی ہیں۔ اور جو پیسے اور وقت خرچ کر کے ان کتابوں کو خریدتا ہے وہ ضرور ان کو پڑھتا بھی ہوگا۔ اور جو انہیں پڑھتا ہے وہ یقیناً امت میں محبت وتحمل واتحاد کا دشمن ہے۔ وہ ان باطل پرست اسلام دشمن علما کا مددگار ہے۔ انہیں سرمایہ فراہم کرتا ہے تا کہ وہ تخریب کار گروہ زیادہ طاقت اور مستعدی کے ساتھ امت میں تفرقہ ڈالنے میں

کامیاب ہوتے جائیں۔ اوراگر وہ لوگ صرف اطلاعات حاصل کرنے کے لئے خریدتے ہیں تو ہم ثابت کر چکے کہ یہ مناظرہ بازی یہ کتابوں کی حرامکارانہ تجارت طاغوتی ادارہ کے علما کر رہے ہیں ۔ ایسے دین فروش تاجروں کی تجارت کوفروغ دینا ہرکلمہ گو پرحرام ہے۔ یہ لوگ خودہی جس فرقہ یامذہب کا لیبل لگاتے ہیں اس میں قابل اعتراض اقوال واعمال وعقائدلکھ دیتے ہیں۔تاکہ ان کے ادارہ کے وہ علما جودوسرے فرقوں کا لیبل لگا کران کی باگ ڈوراورقیادت سنبھالے ہوئے ہیں، ان کے تیارکردہ اقوال واعمال وعقائد پراعتراضات کی کتابیں لکھیں اورپھر یہ جواب میں کُتب فروشی کریں ۔ اوراُن کے لئے وہ دوسرے قائدین قابل اعتراض پہلو اپنے فرقوں کی کتابوں میں چھوڑتے چلے جائیں۔مثال کےطور پرشیعہ حضرات جب یہ سنتے ہیں کہ حضرت عمرحضرت علی علیہ السلام کے داماد تھے ۔تو ان کے غیظ وغضب کی انتہانہیں رہتی۔وہ بےتحاشاایسا کہنے یا لکھنے والوں کوگالیاں دینے میں تکلف نہیں کرتے۔یہی نہیں بلکہ وہ بےچارے حضرت عمرکوبھی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اوراگراہل سنت نے یہ کہاہے؟ تو پھر مار پیٹ اورمقدمہ بازی ،دھڑا بندی ،شیعہ سنی فساد ولوٹ مار وقتل وغارت کی نوبت آجاتی ہے۔ اگر یہ بات واقعی غیظ وغضب وغیرہ کا حق پیدا کرتی ہے۔اورمندرجہ بالاعمل درآمداورقتل وغارت وغیرہ جائزہےتو ہم یہ عرض کریں گےکہ شیعہ حضرات ان لوگوں کے نام معلوم کریں جنھوں نے دامادئِ عمر کا قصہ لکھا تھا۔ اورجن کی وجہ سے یہ غلط بات پہلے علما میں اورپھرعوام میں پھیلی ۔ جب اس شخص کا نام

اور زمانہ معلوم ہو جائے جس نے یہ بات یا کوئی اور اشتعال انگیز بات گھڑی اور لکھی تھی تو پھر یہ دیکھیں کہ آیا وہ شخص یا اشخاص طاغوتی ادارہ کے ممبر تو نہیں تھے؟ اگر تھے؟ یا ہیں؟ تو شیعوں کو اور اہل سنت کو اس لئے غیظ وغضب کی ضرورت نہیں ہے کہ دشمنانِ اسلام کا تو کام ہی یہ ہے کہ وہ محمدؐ و آل محمدؐ اور خانوادۂ رسول علیہم السلام کے خلاف کچھ نہ کچھ کہتے رہیں۔ تاکہ اہل اسلام کے عقائد میں خلل ڈالیں، اُنہیں لڑانے کی راہ نکالیں۔ پھر یہ سوچیں کہ جو لوگ مشرکوں، کافروں اور منافقوں کو آنحضرتؐ کا داماد مانتے ہوں اور معاذ اللہ آنحضرتؐ کو چالیس سال کی عمر تک غیر مسلم سمجھتے ہوں جو حضورؐ کے مقدسؑ والدین کو بھی غیر مسلم لکھتے ہوں۔ وہ اگر حضرت علی علیہ السلام کی شان میں ایسی ہی بکواس کر دیں تو کیا تعجب اور کیا شکایت ہے؟ اور غیظ وغضب کا کون سا موقع ہے؟ اور اس سے فائدہ کیا ہوگا؟ رہ گئے عوام الناس وہ غریب کوئی بات تحقیق کی بنا پر کہہ ہی نہیں سکتے۔ وہ تو مذکورہ بالا قسم کے علما کے فریب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا فریب خوردہ لوگ تو خود مظلوم ہیں کہ انہیں دشمنانِ اسلام نے اپنا آلہ کار اور نفرت کا شکار بنایا ہے۔ ان کا علاج تو یہ ہے جو ہم کر رہے ہیں۔ یعنی انہیں حقیقتِ حال پر مطلع کرنا ہمارا فرض ہے۔ یہ فرض قابل عمل نہ ہوگا جب تک ہم علمائے مذکور کی کھڑی کی ہوئی نفرت کی دیواریں نہ گرا دیں۔ اسی لئے ہم ان علما کے راستہ میں رکاوٹ بن جانا چاہتے ہیں کہ وہ امت میں نفرت کی تخم پاشی نہ کر سکیں۔ مسلمان مل جُل کر بیٹھیں ایک دوسرے کی بات ٹھنڈے دل سے سُنیں غلط فہمیاں دور ہوتی جائیں۔ لوگ دونوں

طرف کے نقاب پوش علما کو پہچانیں اور ہر اس بات کو رد کر کے ٹھکرا دیں جو عوام میں اشتعال ونفرت پیدا کرتی ہو خواہ وہ بات صحیح بھی ہو۔اس لئے کہ ہمارے پیش پا اُفتادہ حالات اور دنیا میں ہمارا اقوامِ عالم سے مقابلہ ہمیں اجازت نہیں دیتا کہ ہم ماضی کے لئے اپنے مستقبل اور حال میں مشکلات کا اضافہ کریں۔ہمیں تو ہر وہ اقدام کرنا ہے جو ہمارے حال واستقبال کے سنوارنے میں مددگار و معاون بنے۔اور ہمیں ماضی کے وہی بزرگ عزیز وقابل احترام معلوم ہونا چاہئیں جن کی پالیسی اوراقدامات وعقائد آج کی دنیا میں مشکل کشا ہوں۔آج غربت وافلاس کا فوری حل درکار ہے۔بتائیے اوپر کے بزرگوں میں کون ہے؟ جس سے ہمیں اس مشکل میں راہِ عمل ملے۔مسلمان جب اندھیرا ہی اندھیرا دیکھتے ہیں تو تنگ آ کر کارل مارکس اور لینن اور ماؤ کو راہنما بنا لیتے ہیں۔آج وہ زمانہ ہے جس میں فلکیات پر ہدایات درکار ہیں۔کون ہے جو وضو اوراستنجا کے مسائل سے آگے بڑھا ہو؟ آج ہمیں دشمن کو محبت سے فتح کرنے کی ضرورت ہے۔کون ہے جس نے دشمنوں کو دشمن جانتے ہوئے پیار کا سلوک کیا ہو؟ آج اس زمانہ میں وہ تمام مصنوعی بزرگ پٹ کر رہ گئے ہیں جو ایک زمانہ میں قلوب پر اقتدار رکھتے تھے۔آج وہ زبان سے نہ سہی، جہلا میں نہ سہی، دانشوروں کے قلوب میں قابل نفرت بن چکے ہیں۔ یہ تو وہی نقاب پوش علما ہیں جو اپنے حلوے مانڈے کے لئے چند لاشوں کو اٹھائے پھر رہے ہیں۔ورنہ دنیا بہت آگے بڑھ گئی ہے۔اور یہ لوگ اور وہ لوگ بہت جلد داستانِ پارینہ کی طرح فنا ہو جائیں گے۔کسی نے اچھائی

کے ساتھ ہی نہیں برائی کے ساتھ بھی انہیں یاد نہیں کرنا ہے ۔ البتہ حقیقی راہنماؑ اور صاحبانِ قرآن کی ہدایات اجاگر ہوتی چلی جائیں گی ۔

(ششم)۔ نشانۂ غیظ و غضب کون ہونا چاہیئے؟

قارئین کرام یہاں سے بڑی نازک اور جذباتی صورتِ حال سامنے آنے والی ہے۔ یہ وہ صورتِ حال ہے جسے تمام دانشوروں نے ہمیشہ محسوس کیا۔ اُس پر خون کے آنسو بہائے مگر منہ بند رکھا۔ جسے علمائے صالحین نے گول گول الفاظ وعبارتوں میں بیان کیا اور نقاب پوش علما کا نام لینے کی جرأت نہ کی اور کہا تو اتنا کہا کہ "علمائے سُوء نے یہ کیا اور علمائے سُوء نے وہ کہا" علمائے سوء کی شکایت پہلی صدی کی کتابوں سے لے کر کل تک لکھی ہوئی کتابوں میں مسلسل ملتی چلی آتی ہے۔ علمائے اہل سنت ہوں یا علمائے شیعہ ہوں؛ دونوں کے قلم سے دردِ دل ٹپکتا ہوا ملے گا۔ ایسا محسوس ہوگا کہ وہ ان لوگوں کو جانتے ہیں جو اسلام اور مسلمانوں میں بدعقیدگی پھیلا رہے ہیں جو ہر ممکن تخریب کر رہے ہیں ۔ اور غالبًا یہ بھی علمائے صالحین کو معلوم ہے کہ وہ تخریب کار لوگ عوام پر چھائے ہوئے ہیں ۔ ہر دل عزیز بن چکے ہیں اور ان کا نام لینا اور نام بنام ان کی مذمت کرنا بڑا خطرناک ہوگا۔ اور خاموش رہنا اللہ ورسولؐ کے سامنے شرمسار کرے گا۔ لہٰذا یہ بے چارے ڈرپوک مگر صالح لوگ تخریب کار علما کی مذمت کرتے چلے آئے، اُن کی کارستانیاں بیان کرتے رہے۔ مگر پبلک کو ان سے نام بنام روشناس کرنے اور پبلک کو ان کے شر سے بچانے کی ہرگز جرأت نہ کی اور ان پر علمائے سُوء

کی چادر ڈال کر چھپاتے رہنے کا رویہ برابر جاری رکھا۔ مگر ہم نے تمام خطرات ومقاطعات و دھمکیوں سے لاپرواہ ہوکر اُن تمام علما کو ان کی نقاب اٹھا کر اور علمائے سُوء کی چادر اتار کر نام بنام پبلک کے سامنے کھڑا کر دیا ہے۔ اپنی حکومت ودانشورانِ قوم کو دکھا دیا ہے۔ عدالتوں کے حضور پیش کرنے کی اپیلیں کئی کئی سو صفحات میں لکھ دی ہیں۔ ہمیں کہا گیا کہ اس طرح مِلت کی ہوا خیزی ہوگی علما کا وقار مضمحل ہوگا۔ ہم نے قرآن وحدیث کے احکام پیش کیئے اور کہا کہ حق و باطل کو الگ الگ ہو جانا چاہیئے۔ اہلِ باطل اور ننگِ انسانیت لوگوں اور دین فروش وتخریب کار علما کے الگ ہوجانے سے اگر مسلمانوں کی تعداد میں کمی ہوجائے گی تو ہم اُس باقی ماندہ مسلمانوں کی تعداد پر فخر کریں گے۔ اور خبیثوں سے مسلمانوں کو نجات دلانے کا شکریہ اُس کے حضور پیش کریں گے جس نے عہدِ رسولؐ میں طاغوتی ادارہ کے پیدا کردہ نقاب پوش علما کو مسلمانوں میں سے الگ کرنے کا اعلان کیا تھا اور علیحدگی کو مرحلہ وار غیبی اور پوشیدہ رکھے جانے والا منصوبہ قرار دیا تھا۔ قارئین اس آیت کو بار بار پڑھیں، اس کے بعد عربی الفاظ پر ایک ایک کر کے باری باری غور فرمائیں اور دیکھیں کہ اللہ نے نزول قرآن کے دوران جس مہاجر قوم کا قرآن سے ہجرت کر جانا اور قرآن کو مہجور چھوڑ جانا (25/30) بیان فرمایا ہے اور وہیں سے جس قوم کے دوعدد دانشوروں کی دوستی اور دوستی میں طریقہ نبویؐ کے خلاف بیان اور راہِ عمل اختیار کر لینا بیان کیا ہے (فرقان 29-25/27) اسی قوم کے نقاب پوش ماہرین ومجتہد علما کی پیدا کردہ

صورت حال بیان کرتے ہوئے اوراُس خبیث وناپاک گروہ کو مسلمانوں سے جدا کرنے اور حقیقی مومنین کو الگ اور نقاب پوش سازشین کو الگ الگ شناخت کرتے جانے کی پالیسی یوں بیان فرمائی کہ:۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌO (آل عمران 3/179)

۔''اللہ کیلئے یہ مناسب ہی نہیں کہ وہ حقیقی مومنین کو اس صورتِ حال میں مخلوط ومجہول پڑا رہنے دے جس میں تم لوگ مومنین میں پوشیدہ ہو؛ یہاں تک کہ اللہ پسندیدہ گروہ کو خبیث ٹولے سے تمیز کرنے کا انتظام کردے اور ساتھ ہی اللہ کیلئے یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی پوشیدہ (UNDERGROUND) انتظام واسکیم پر تم (خبیث لوگوں) کو مطلع رکھے۔لیکن غیبی وخفیہ عملدرآمد کے لئے اللہ تعالیٰ رسولوںؑ میں سے جس متعلقہ رسولؐ کو چاہتا ہے پسند اور متعین کردیتا ہے۔اب اگر اے خبیث گروہ کے لوگو تم اس زیرِ نظر خفیہ انتظام کر سکنے پر ایمان لے آؤ اور اپنے رویہ کے برے نتائج سے خوفزدہ ہوجاؤ تو تمہارے لئے بھی اجر عظیم ہے۔''

قارئین ہماری کتابوں میں ان نقاب پوش مجتہدین وماہرین کی پوری پالیسی، سارا منشور اور تمام اقدامات تاریخ وار اور قرآن کریم سے تفصیل وار لکھے

ہوئے موجود ہیں۔ یہاں تو ان کی اسکیم کا ایک ہی پہلو سامنے ہے۔ اور وہ ان کے کمانے کھانے اور امت میں تفرقہ ڈالنے اور لڑانے کا طریقہ ہے اور وہ یہی ہے کہ یہ گروہ اسلام کے اندر غلط تصورات خود داخل کرتا ہے۔ اور جب مسلمانوں کا ایک گروہ ان غلط عقائد کو اختیار کر لیتا ہے تو ایک دوسرا فرقہ وجود میں آ جاتا ہے۔ پھر اُن نقاب پوش علما میں سے چند کو نئے فرقے کی قیادت وہدایت کاری پر تعینات کر دیا جاتا ہے۔ اُس فرقہ کا ایک نیا نام رکھ لیا جاتا ہے اور مذکورہ غلط عقائد کو لڑ بھڑ کر، کتابیں لکھ لکھ کر، مناظرے پر مناظرہ اور مباحثہ کر کر کے پختہ کر دیا جاتا ہے۔ پھر یہ متعینہ قائدین اُدھر اور سابقہ مسلمانوں میں موجود نقاب پوش علما اِدھر، دونوں طرف کی کتابوں میں اپنے نئے اعتراضات کے قابل اور مناسب پہلو لکھتے جاتے ہیں۔ اور پھر کوشش کرتے ہیں کہ ایک تیسرا فرقہ وجود میں آئے۔ چنانچہ اب اُن نئے پہلوؤں پر مباحثے شروع ہوتے ہیں، کتابیں میدان میں لائی جاتی ہیں اور دونوں فرقوں میں تقسیم شدہ لوگ دھڑا دھڑ چندہ وعطیات بھی دیتے ہیں اور کتابیں بھی خرید کر پڑھتے ہیں۔ اور نتیجہ میں ایک تیسرا فرقہ نکل کھڑا ہوتا ہے۔ طاغوتی ادارہ کا نقاب پوش عملہ اب تیسرا لیبل لگا کر اس جدید فرقہ کی قیادت سنبھالتا ہے۔ اور حسبِ سابق وہی مناظرے، مباحثے اور کتابیں آگے بڑھتی ہیں اور فرقوں پر فرقے تیار ہوتے چلے آتے ہیں۔ لہٰذا وہ حضرات جو کسی بھی فرقہ میں قیادت وہدایت کاری اور حکومت کا منصب رکھتے ہیں وہی اس فرقہ کے لئے ذمہ دار قرار دیئے جانا چاہئیں۔ اور تمام اچھائی یا برائی کو اس قائد گروہ کی پالیسی کا

نتیجہ سمجھنا چاہیئے ۔اور یہ قدرتی وفطری بات ہے کہ برے نتائج پر ان علما کی اوران کی
پالیسی کی مذمت کرنا اور پبلک کو ان سے روشناس کرانا اوراس غلط پالیسی کو تبدیل
کرانے یا خود تبدیل کرنے کا فوری بندوبست کرنا لازم ہے ۔تاکہ آئندہ یہ ٹوٹ
پھوٹ اورافتراق وانتشار روز وال بند کیا جائے ۔اوران تمام فتنہ پرداز عقائدومسائل کو
یک قلم خارج ومردودقرار دیا جائے جن سے یہ تصادم اورقتل وغارت وقوع میں آئے
تھے ۔ وہ تمام کتابیں ضبط کر لی جائیں اورسردخانوں میں پہنچادی جائیں تاکہ اُمت
کےعوام میں پھوٹ پڑنا بند ہوجائے ۔اُدھراُن تمام اہل قلم کو مردود وملعون قرار دیا
جائے جنھوں نے اس دوتین سال کے عرصہ میں شیعہ سنی فسادات کے لئے کوشش کی
ہےاورجن کے نام،ہم چیلنج جاری کرتے رہے ہیں۔ان میں قائد کی حیثیت مسٹر ڈھکو
اینڈ کمپنی کو حاصل ہے۔ یہ بارہ سال سے شیعوں میں کھلی تخریب پر اپنی دستاویزات
کتابوں کی صورت میں پیش کر چکے ہیں۔ادھر جناب مظہروڈاکٹرمسعود ہیں جوشیعوں
اورسنیوں دونوں کولڑانے کا کافی سامان گھر گھر پہنچا چکے ہیں اور جو برابر جیل خانوں
میں جاتے رہنے کے عادی ہو چکے ہیں۔جس طرح ڈھکو کے ساتھ دس گیارہ نام نہاد
مجتہدوملا ہیں اُسی طرح ادھر مظہر فتنہ وفساد دس گیارہ مفتی وتاریکی پھیلانے والے
نورانی لوگ ہیں۔اُن پر ساری اُمت کے تمام فرقوں کونظر رکھنا چاہیئے اور ہراس کتاب
وپمفلٹ کوحکومت کے سپرد کردینا چاہیئے جواُمت کے اتفاق واتحاد کو کمزور کرتی ہو۔
اورساتھ ہی جن لوگوں نے سنی ہوتے ہوئے سنیوں میں اورشیعہ علما ہوتے ہوئے

شیعوں کی کتابوں میں ایسی باتیں لکھی تھیں جن پر ماضی یا حال میں مناظرے ہوئے، نفرت پھیلی اور اُمت کا روپیہ ضائع ہوا۔ اُن کی فہرست بنا کر اُمت کو بتانا چاہیئے کہ مذکورہ بائیس نقاب پوش علما کے ساتھ ساتھ ماضی کے یہ لوگ بھی غیظ وغضب کا نشانہ رہنا چاہئیں۔ اسلئے کہ انہوں نے اپنے اپنے مسلک و مذہب کے خلاف ایسی باتیں کیوں لکھیں؟ جو دونوں طرف نامقبول و ناہنجار و باعثِ انتشار تھیں۔ ایسا لکھنے سے ثابت ہوا کہ وہ لوگ دل کی گہرائی میں نہ اہل سنت تھے نہ وہ حقیقی معنی میں شیعہ علما تھے۔ یقیناً یا تو وہ طاغوتی ادارہ کے ملعون علما تھے یا وہ فریب خوردہ لوگ تھے اور ان کا ذاتی مذہب ایسا تھا جو ان مذموم وملعون عقائد کو برداشت کرتا تھا۔

(5)۔ <u>وہ علمائے شیعہ جنہوں نے شیعہ مسلّمات وعقائد کے خلاف مواد جمع کیا</u>

<u>پہلی بات:۔</u> اس عنوان کو تکمیل کی حدود تک پہنچانے کی ہمارے پاس فرصت نہیں ہے۔ چونکہ اس عنوان کی وسعت میں تیرہ سو سال کے تمام علمائے <u>شیعہ</u> اور ان کی کتابوں کی تلاشی لینا ضروری ہے۔ اور اُنکے غلط بیانات کو مِنَّ وَعَنْ پیش کرنا بھی لازم ہے۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ اس عنوان کو مکمل کرنے کیلئے کئی ضخیم جلدوں والی کتاب ضروری ہے۔ اور ہم اسکے لئے معذرت خواہ ہیں۔ معذرت کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے یہاں <u>کتاب المختلف</u> اور <u>کتاب الخلاف</u> (علامہ حلیؒ) موجود ہیں جو مجتہدین کے اجتہادی وقیاسی مسائل کی حد تک وہ تمام بکواس ایک ہی جگہ سمیٹ کر دکھا دینے کیلئے کافی ہیں۔ جس میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال وغیرہ وغیرہ تمام

سامان موجود ہے۔ یعنی وہ تمام مسائل موجود ہیں جن میں ایک مجتہد کچھ کہتا ہے۔ دوسرا اُسکے خلاف فتویٰ دیتا ہے۔ تیسرا اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بناتا ہے۔ چوتھا اُسے مسمار کردیتا ہے۔ پانچواں اٹھ کر سب کی طرف سے تاویلات کے چکر چلاتا ہے، اصول فقہ کے کرتب دکھاتا ہے۔ چھٹا اُسکی حجامت کردیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اصلاحِ فرقۂ شیعہ یا اُمت کی مجموعی ترقی سے سب کے سب سبکدوش رہتے چلے جاتے ہیں۔اور یہ سب علماوہ ہیں جوٹھاٹ سے تاحیات فرقہ شیعہ کے سر پر **حجۃ اللہ** اور آیۃ اللہ اور (معاذ اللہ) نائبِ امامؑ بن کر مسلط رہتے اور کروڑوں پتی سرمایہ داروا جارہ دار بنتے چلے جاتے ہیں۔ لہٰذا یہ دونوں کتابیں ہمارے بزرگ عالم کی طرف سے ایک بے مثل سرمایہ ہیں۔ موقعہ ملاتو ہم ترجمہ پیش کردیں گے۔

دوسری بات:۔ قارئینِ کرام یہ چیز بھی نوٹ فرمالیں کہ نقاب پوش علما نے نزولِ قرآن کے زمانہ ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ایسی باتیں (حدیثیں) عوام میں پھیلانا شروع کردی تھیں جو قرآنی تعلیمات کے خلاف تھیں۔ اور یہ گروہ اس وقت سے چوتھی صدی ہجری تک برابر زروجواہر اوراقتدار حکومت کے زور سے حدیث کے نام پر بدترین عقائد پھیلاتا چلا آیا ہے۔ اورشیعہ لیبل رکھنے والے علما سنیوں کی کتابوں پراورسنی لیبل لگانے والے علما شیعوں کی کتابوں اورروایات پراعتراض کرنے اورتفرقہ سازی ونفرت انگیزی میں مصروف رہے ہیں۔ اوردونوں ایک دوسرے کی کتابوں کا باقاعدہ حوالہ (مع صفحہ وجلد) لکھ لکھ کر ایک

دوسرے پرلعن طعن اورملامت کرتے رہے ہیں۔تاکہ دونوں طرف کے عوام بھی آپس میں ایک دوسرے سے دست وگریبان رہتے چلے جائیں۔اس مناظرہ بازی میں چونکہ ہر جاہل مُلّا بھی برابر شامل رہا ہے۔اس لئے ایسا بھی ہوا ہے کہ شیعہ وسنی دونوں کی کتابوں میں دونوں طرف کے علمانے ایک صحیح یا غلط بات لکھی یعنی دونوں غلط یا صحیح ہونے میں برابر تھے۔مگر ایک جاہل اُٹھا اوراس نے مثلاً،سنی مذہب پر اعتراض جڑ دیا کہ:۔''اسلامی اصول وفروع کا نقشہ اہل سنت کے نقشۂ خیال سے،

توحیدِاہل سنت۔اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔''

(کتاب تجلیات صداقت بجواب آفتاب ہدایت صفحہ 8)

مسٹر محمد حسین ڈھکو نے ہی نہیں بلکہ دونوں کے علما نما جاہلوں نے یہ دیکھے بغیر کہ انکی اپنی کتابوں میں بھی وہی بات موجود ہے۔بلا تکلف مذمت واعتراض لکھے اور دونوں فرقوں میں عالم ومناظر اور صدرالمحققین بن گئے۔لہٰذا اب ڈھکوصاحب کو یہ بتائیں کہ جناب جس بات کو آپ نہ جانتے ہیں نہ سمجھتے ہیں نہ آپکو **صورت وشکل** کا فرق معلوم ہے،پھر حجۃالاسلام بن کر ایسی حماقت کرنا کون پسند کرے گا۔تمہیں مومنین کیا کہیں گے جب وہ دیکھیں گے کہ تم سنیوں کی آڑ لے کر شیعوں کی کتابوں پر اعتراض کررہے ہو۔تم نام تو بخاری کا لیتے ہو(تجلیات صفحہ 8)مگر اعتراض شیعوں کی سب سے بڑی اورمعتبر کتاب **کافی** پر کرتے ہو۔یا یہ کہ تم نے نہ بخاری پڑھ کر اعتراض کیا نہ تم نے کبھی کتاب کافی اٹھا کر دیکھی۔آؤ ہم تمہیں کافی دکھائیں۔

عَن محمد بن مُسلم قال : سَألتُ ابا جعفر علیه السلام عما یَرَوُوْنَ اَنَّ اللّٰه خَلَقَ آدمؑ علٰی صورتہٖ ؟ فقال : ھی صور ۃٌ مُحدثۃٌ، مَخْلُوْقَۃٌ و اصطفاھااللّٰہ واختار ھا علٰی سائر الصور المختلفۃ ،فاضا فھا اِلٰی نفسہٖ کما اضاف الکعبۃ الی نفسہ والروح الٰی نفسہٖ ،فقال بیتی ونفخت مِن رُّوحی۔

(کافی کتاب التوحید با ب الروح)

۔’’محمدؑ بن مسلمؓ نے کہا کہ میں نے محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ لوگوں میں یہ روایت کی جارہی ہے کہ:۔’’اللہ نے آدمؑ کو اپنی صورت پر پیدا کیا ؟ فرمایا کہ وہ صورت ایک نئی پیدا کردہ صورت تھی ۔اللہ نے باقی صورتوں میں سے اسے پسند فرمایا اورتمام باقی مختلف صورتوں میں سے اسے اختیار وانتخاب کیا اور اُسے اپنی ذات کی نسبت سے اپنا قرار دیا۔جیسے کعبہ کو اپنا گھر کہا۔جیسے روح آدمؑ کو اپنی روح فرمایا‘‘

ہمارے شیعہ مومنین ڈھکو صاحب کو پہچان لیں اور دیکھیں کہ جو بات امام معصوم علیہ السلام کے نزدیک صحیح ہے وہ حجۃ الاسلام ڈھکو کے یہاں قابل مذمت ہے۔ کم ازکم مجتہد اور عالمِ دین ایسا تو ہو جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام پر اعتراض کر کے لعنتی بن جانے کی پرواہ نہ کرے۔یہ صحیح ہے کہ یہ روایت معصومین علیہم السلام نے خود بیان نہیں فرمائی مگر اُس کی تصدیق اور وضاحت فرمادی اور کسی اعتراض کا پہلو نہ چھوڑا۔

<u>**تیسری بات:۔**</u> آپ نے امام محمد باقر علیہ السلام کا جواب ملاحظہ کیا۔اور یہ بھی دیکھا کہ طاغوتی گروہ کے مذکورہ علمانے ایک فرقہ کو توڑ توڑ کر جدید فرقے بنانے کے لئے صحیح احادیث وآیات کو بھی قابل مذمت بنانے کی کوشش کی ہے۔اور یہ کہ یہ کوشش

آج بھی ڈھکوی اور مظہری رُوپ میں آپ کے سامنے ہے۔اُدھر مظہر (ظاہر ومشاہدہ میں لانے والا) گروہ تمام سابقہ فتنہ پرداز علما کی کتابوں سے طعن وتشنیع واعتراضات جمع کرکے اُس نفرت انگیز مجموعے کا نام آفتابِ ہدایت رکھتا ہے۔ پھر اُس کو پوری اُمت پر آتش باری اور تفرقہ کاری کے لئے چھاپہ خانہ کے آسمان پر لیجا کرنوع انسانی پر طلوع کراتا ہے۔ تاکہ ہر فرد ملت اُن کی جمع کردہ ملعون شعاعوں سے آتش زیرپا ہوجائے۔اِدھر ڈھکوی (ڈھکا چھپا) گروہ اُس نام نہاد مظہری آفتاب کوشعلہ زن رکھنے کیلئے اپنے چند قدیم وجدید فتنہ پرور علما کی کتابوں سے مذکورہ اعتراضات کے جوابات جمع کرتا ہے۔اور نئے انداز سے پرانے طعن وطنز ودل آزار الفاظ ومضامین کو شدید ترین اشتعال کی چاشنی دے کر تجلیاتِ صداقت کے نام سے شائع کرتا ہے۔ اور شیعہ پبلک کو ابلیسی اطمینان اور سنی پبلک کو ہدف طعن فراہم کرتا ہے۔ اور کتاب فروشی سے تجوریاں بھر لیتا ہے۔ہم یہاں پہلے ڈھکوی ومظہری گٹھ جوڑ کی فسادانگیزی کے نمونے دکھانا چاہتے ہیں تاکہ امت اُس شیطانی آفتابِ ہدایت اور طاغوتی تجلیات صداقت ایسی تمام کتابوں کو خریدنے اور پڑھنے میں اپنا قیمتی وقت وسرمایہ ضائع نہ کرے۔اور دوسرے نفرت کارگروہ کی تازہ شائع کردہ فسادانگیز کتابیں آیات محکمات وبنیات وغیرہ کو اسی معیار پر رد کر کے ان کی شر پسند پالیسی کو ناکام کردے۔

چوتھی بات:۔ ڈھکو اور مظہر کی فتنہ انگیز اسکیم اور کتابیں

چونکہ جناب محمد حسین مجتہد عرف ڈھکو آج کل بد قسمتی سے ملتِ شیعہ پر سوار

ومسلط ہیں۔کہا جاتا ہے کہ وہ پیدائشی شیعہ بھی ہیں اورنجف اشرف سے فارغ التحصیل مجتہد بھی ہیں ۔لہٰذاان کی ہر بات اور ہر کتاب مذہب شیعہ کی نمائندگی کا درجہ رکھتی ہے ۔اس لئے ہم ان کی مذہبی خدمات کومندرجہ بالاعنوانات کی ذیل میں پہلانمبر دیتے ہیں ۔اوران ہی کے قلم سے وہ سب کچھ قارئین کودکھاتے ہیں جس کی مذمت یہاں تک ہوتی چلی آئی ہےاورجن نام نہاد مذہبی خدمات سےشیعہ سنی عوام میں نفرت ودشمنی اپنی انتہا تک جاپہنچی ہے۔اس سےقبل ہم نے ہزاروں صفحات میں ان کااوران کی مجتہد پارٹی کاملت شیعہ کادشمن ہونا ثابت کردیا ہے۔اب یہ دکھانا ہے کہ وہ نہ صرف مذہب شیعہ کےعقائد میں تخریب کرتے رہے ہیں بلکہ انہوں نے مذکورہ بالا طاغوتی ادارہ کے مقاصد کی انجام دہی اور امت کےفرقوں میں تفرقہ ونفرت کاری میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔اورموجودہ شیعہ سنی کشیدگی کا سبب وہی حضرت ہیں۔

(1) مسٹرڈھکوستی شہرت،دین فروشی کی آمدنی اورفرسودہ بحثوں کوناپسندنہیں کرتے

مسئلہ متعہ کا کبھی حل نہ ہونے والا اور ہمیشہ باعث فساد رہتے چلے جانے والا جواب دیتے ہوئے اپنے برادر بزرگ جناب مظہر صاحب کو یوں ڈانٹتے ہیں کہ:۔

''ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ کا سرمایۂ علمی اس قدر محدود ہے کہ نہ نیوگ کی حقیقت کا علم ہےاورنہ متعہ کی ماہیت کا پتہ تو پھر کس حکیم نے تمہیں کہا ہے کہ اس پَھٹہ (اہل زبان لطف اندوز ہوں) میں ٹانگ اَڑاؤ اورمناظرہ بازی کا شغل فرماؤ۔(پھر ایک عدد شعر جڑتے ہیں کہ) نہ فروعت محکم آمد نہ اصول +شرم بایداز خداوازرسوؐل

لیکن کیا کریں؟ سستی شہرت حاصل کرنے کا اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہیں کہ (پھر شعر بازی) ع۔ بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا''؟ (تجلیات صداقت صفحہ 300)

شیعہ حضرات غور فرمائیں کہ جناب ڈھکو عمداً اور اسکیم بنا کر مظہر صاحب کو سستی ہو یا مہنگی، شہرت فراہم کرنے کے لئے چھ سو سولہ (616) صفحات میں منادی کا ڈھول گلے میں ڈال کر نکل کھڑے ہوئے اور تجلیات کذب وافترا اور فریب و نفرت کو عام کر دیا۔ مناظرہ بازی کو مذموم لکھا مگر مناظرہ شروع کر دیا۔ بدنامی کے خوف کو نام و نمود اور شیعہ قوم کا روپیہ حاصل کرنے کے لئے جھٹک کر الگ کر دیا۔

(2) ڈھکو نے اپنے اور اپنے بزرگ مفسدہ پرداز علما کا سربستہ راز کھول دیا

وہ حق ہی کیا جسے باطل پرست لوگ چھپا جائیں۔ مولانا ڈھکو نے حق کے دباؤ سے آخر تمام تخریب کار علما کی مساعی کی برہنہ تصویر یہ کہہ کر پیش کر دی کہ:۔

''اصولاً چاہیئے تو یہ تھا کہ اُن (سابقہ) کتب میں مذکورہ دلائل کے جوابات دے کر ہم سے جواب الجواب کا مطالبہ کیا جاتا۔ مگر ہر آنے والا ان دلائل کو تو چھوتا بھی نہیں۔ صرف الفاظ و تعبیرات میں تھوڑا بہت تغیر و تبدل کر کے اُن ہی فرسودہ اور بیسیوں دفعہ کے مرُدودہ دلائل کو دُہرا دیتا ہے۔ اور بزعم خویش یہ سمجھتا ہے کہ اُس نے بڑا معرکۃ الآراء مسئلہ حل کر دیا ہے۔'' (تجلیات صداقت صفحہ 185)

قارئین اس بالواسطہ اقرار جرم کرنے والے علامہ کو سنبھال کر سمجھیں۔ اور غور فرمائیں کہ امت میں جنگ وجدل اور فتنہ و فساد جاری رکھنے کے لئے اس

مفسدہ پرداز ادارہ اوراس کے علما نے اپنے اعتراضات اورنفرت انگیز اتہامات کا جو مجموعہ (SET) پہلے دن تیار کیا تھا،اُسی کے الفاظ وعبارات وتعبیرات میں ذرا اورا سا ردو بدل کر کے ایک فرقہ کو دوسرے کے خلاف لڑاتے اور نئے نئے ناموں سے پرانی کتابیں فروخت کرتے اور روپیہ کماتے چلے آرہے ہیں ۔کیا امت کے تمام فرقوں کے لئے مسٹر ڈھکو کا یہ اقبال واقرار جرم کافی نہیں ہے؟ کہ وہ اس قسم کی کتابوں کو شائع کرنے،خریدنے اور پڑھنے سے باز آجائیں؟ تاکہ اُن دوہرے لیبل والے شیاطین کی راہ بند ہوجائے ۔ پھر یہ سوچیے اور ہمیں بتایئے کہ جب ڈھکو کو معلوم ہے کہ یہی فرسودہ ومرذُودہ اعتراضات مظہری گروپ نے لکھے ہیں تو علامہ نے کیوں اس گندگی میں ہاتھ ڈالا ؟ کیوں وقت ضائع کیا ؟ کیوں نہ قرآن وحدیث پر کوئی ایسی تحقیق (RESEARCH) کی کہ شیعوں کے یا امت کے مسائل حاضرہ کا کوئی حل نکل آتا۔اوراس نے اوران کے گروہ کے تمام جاڑا ابخار ٹائپ کے اور گلاب نما ضمیر فروش علما اور یار و بداختر مجتہدین نے آج تک نوع انسان کی روزمرہ مشکلات کے حل میں کونسی خدمات انجام دی ہیں؟ یا یہ سب استنجے اور قینچی اور وٹوانی ہی میں الجھے رہے ہیں؟ یہ سب مناظرہ بازی ہی کا نہیں بلکہ ہر مردود بازی کا شغل کرتے ہیں ۔اُن کی سستی شہرت کو ہم خاک میں ملا کر چھوڑیں گے۔

(3) ڈھکو سے مناظرہ بازوں اورفتنہ پردازوں کے کارنامے سنیے

علامہ ڈھکو صاحب بڑے رعب وداب کے ساتھ ان علما کی فہرست پیش کرتے

ہیں جو شیعہ سنی عوام کو ایک دوسرے سے متنفر کرنے اور مستقل دشمنی برقرار رکھنے میں کوشاں رہے ہیں۔ اس فہرست میں ڈھکو نے کئی ایک علمائے صالحین کے نام بھی لکھ دیئے ہیں۔ تاکہ ان علمائے حقیقی کی آڑ میں اپنی قسم کے علما کو چھپا سکے اور خود ان سب کی آڑ میں کھڑا ہو کر اچھے اور مقدس علمائے شیعہ میں شمار ہو جائے۔ علامہ کا عنوان اور طرز بیان اور اشتعال افروز زبان ملاحظہ ہو:۔ (تجلیات صداقت صفحہ 2 دیباچہ میں)

''بعض کتب مناظرہ کے نام''

''حق و باطل کی باہمی کشاکش اور آویزش تو بہت پرانی ہے اور اسکی تاریخ بہت قدیم۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا اِمروز چراغ مصطفوی سے شرارِ بولھبی۔

مگر ہم یہاں بڑے اختصار کے ساتھ اسلام میں اس نزاع کی بعض جھلکیاں دکھاتے ہیں۔ قاضی عبدالجبار نے مسئلہ امامت پر کتاب مغنی لکھی تو جناب سید مرتضیٰ علم الھدیٰ نے کتاب الشافی لکھ کر مصنف کی کمر توڑ دی۔ 2 سرکار علامہ حلی نے صداقتِ مذہب پر کتاب منھاج الکرامہ لکھی اور ابن تیمیہ حرانی نے اس کے خلاف قلم اٹھایا اور کتاب منھاج السنة حوالۂ قلم کی تو علامہ سید مہدی قزوینی نے کتاب منھاج البراعة شائع کر کے مخالفین کے دانت کھٹے کر دیئے۔ 3 شہید سعید جناب قاضی نور اللہ شوشتری نے برادران اسلامی کی بعض ھفوات (یعنی بکواس) کے جواب اور حقانیتِ اہل بیتؑ کے اثبات پر کتاب احقاق الحق لکھی اور ابن روز بھان نے کتاب ابطال الباطل لکھ کر اس کے جواب دینے کی کوشش ناتمام کی تو

فاضل مظفری نجفی نے کتاب دلائل الصدق سپرد قلم کرکے باطل کا سرکچل دیا۔

4 متحدہ ہندوستان میں مناظرہ کا دروازہ کھولتے ہوئے شاہ عبدالعزیز دہلوی نے (صواقع کا سرقہ کرکے)(علامہ کو نام معلوم نہ تھا) تحفہ اثناعشریہ پیش کی تو علمائے شیعہ نے اسکے جواب میں تحقیقات کے دریا بہا دیئے اور ناصبیّت وخارجیّت کی رگِ حیات کاٹ دی'' (تجلیات صداقت صفحہ 2،3)

قارئین یہاں رک کر یہ سمجھ لیں کہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے زمانہ میں ہی پہلا شر پسند ودشمنِ مذہبِ محمدؐ وآل محمدؐ مجتہد مبعوث ہوا۔اوراُسی زمانہ سے شیعہ سُنّی تفرقہ اوردشمنی کی ابتدا ہوئی اورمعاویہ کی لعنت وتبرا والی پالیسی جاری کی گئی ۔اُسی وقت سے عزاداری حسینؑ مظلوم کو بند کرنے اور بدل ڈالنے کا آغاز ہوا۔زنجیر وقمہ کا ماتم اورترنم وسوز سے مرثیہ پڑھنا ہندوستان میں حرام کیا گیا۔شیعہ سنیوں میں آپس کی شادی بیاہ کو بند کیا گیا ۔ اہل سنت والجماعت کے علما وعوام کو متنفر کرکے ان سے رسوماتِ عزاداری کو چھڑایا گیا۔ ہندوؤں عیسائیوں اوردیگر مذاہب کے لوگوں کو عزاداری سیدالشھدؑا سے باز رکھنے کی چالیں چلی گئیں ۔فضائل اہلبیتؑ کوکھل کر بیان کرنے والوں کواخباری کہہ کرستایااورروکا گیا۔الغرض حکومت کو بے وقوف بنا کراس مجتہد کی خودساختہ علما کی فوج شیعہ اورسنی عوام پرحملہ آور ہوگئی ۔اورآج تک اسی مردود راہ پر گامزن چلی آرہی ہے ۔لہٰذا وظیفہ خواروں اورتنخواہ داروں نے کتاب تحفۂ اثنا عشری کے دن رات جوابات لکھنے اور پرائے مال چٹ کرجانے کا ہنگامہ برپا کردیا؟

اور یہ سلسلہ اس وقت تک بند نہ ہوا جب تک شیعہ سنی ایک دوسرے کے جانی و عملی دشمن نہ بن گئے۔ ڈھکو سے اُس ایک کتاب (تحفہ اثنا عشریہ) کے جواب لکھنے والے علما کو نوٹ کرلیں مسلسل ارشاد جاری ہے کہ:۔

۔''درج ذیل کتب جلیلہ اسی سلسلہ کی مختلف کڑیاں ہیں۔ نزھۃ اثناءعشریہ بارہ (۱۲) جلد طبقات (عبقات) الانوار تیس (۳۰) جلد، تشئید المطاعن تین (۳) جلد، حسام الاسلام، برہان السعادت، مصارع الافھام، احیاء السنۃ، بوارق موبقہ، تقلیب المکائد، صوارم الٰہیات، جواہر عبقریہ، شوارق النصوص، طعن الرماح، بارقۂ فیغمیہ ہر ایک ایک جلد۔ ذوالفقار حیدری چند مجلدات۔ یہ بات خاص توجہ کے قابل ہے کہ ان جوابی کتابوں میں کسی کتاب کا جواب الجواب لکھنے کی آج تک کسی عالم ومناظر اہل سنت کو جرأت نہ ہوسکی۔ اور نہ ہی آئندہ اس وقت تک ہوسکتی ہے۔ جب تک اپنے تمام مذہبی کتب ورسائل کو دریا برد نہ کردیں۔'' (تجلیات حماقت صفحہ 3)

یہاں پھر رک جائیں کہ واقعی اپنی زندگی میں ڈھکو صاحب ایک زبردست انکشاف کرنے لگے ہیں۔ اوّل اپنے ادارہ کے بڑے بھائیوں کا جھوٹ اور دوم اپنی کوتاہ نظری کا ثبوت۔ سنیے مسلسل مگر ڈھٹائی کے ساتھ لکھا کہ:۔

ڈھٹائی کی انتہا:۔ ''باینھمہ ڈھٹائی اور بے حیائی ملاحظہ ہو کہ تحفۂ اثنا عشریہ کے اردو ایڈیشن کے دیباچہ میں لکھا جارہا ہے (علامہ نے باہر سے کتاب نہیں دیکھی ورنہ سرخ روشنائی سے باہر ٹائٹل پر بھی لکھا ہے) کہ ''یہ وہ کتاب ہے جس کا آج تک

شیعوں نے جواب نہیں دیا۔لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ ۔الغرض مولوی حیدر علی نے منتہی الکلام لکھی تو علامہ سید حامد حسین لکھنوی نے آٹھ جلدوں میں استقصاء الافہام شائع کر کے باطل کا سارا غرور خاک میں ملا دیا۔مہدی علی خان نے آیات بینات لکھی تو اس کے جواب میں فوراً رمی الجمرات ۳ جلد، کشف الظلمات ۳ جلد اور آیات محکمات ۳ جلد منصۂ شہود پر آ گئیں۔اور قصر باطل کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔نصیحۃ الشیعہ لکھی گئی تو اسکے جواب میں روشنی اور انتصار الشیعہ منظر عام پر آ گئیں۔حقیقۃ مذہب شیعہ شائع ہوئی تو فوراً شیعی قلم حرکت میں آ گئے اور حقیقت مذہب حنفیہ وابطال الاستدلال جیسے تحقیقی جواب پیش کئے گئے۔ مذہب شیعہ سیالوی شائع ہوئی تو اس کے جواب میں تنزیھہ الامامیہ جیسی محققانہ کتاب عالمِ وجود میں آ گئی۔ سرمہ چشم شیعہ لکھی گئی تو اس کے جواب میں سرمہ چشم سنی اور آئینہ مذہب سنی جلوۂ آرائے عالم ہوگئیں۔الغرض جب بھی کسی دشمن اہل بیتؑ نے مذہب حق کے خلاف ژاژ خائی کرتے ہوئے خامہ فرسائی کی تو شیعی علمائے کرام نے فوراً اُس کا نوٹس لیا۔''(تجلیات نفرت صفحہ 3)

(4) ڈھکو کا جھوٹوں میں نمبر فتنہ وفساد کا ریکارڈ

قارئین ذرا دیکھیں کہ مسٹر محمد حسین کی تحریر کے مطابق اہلسنت والجماعت کو آج دنیا میں موجود نہیں ہونا چاہئے تھا۔اس لئے کہ چوتھی صدی ہجری میں کتاب شافی نے سنی مذہب اور اہل مذہب کی کمر توڑ دی تھی۔لہٰذا اس کے بعد وہ لوگ ٹوٹی ہوئی

کمر لے کر بسترِ مرگ پر لیٹ گئے تھے۔ پھر کتاب منھاج البراعہ نے کمر شکستہ سنیوں کے دانت کھٹے کر کے ان کا کھانا پینا بھی بند کر دیا تھا۔ پھر کتاب دلائل الصدق کے پتھر سے کمر شکستہ سُنّیوں کا سر بھی کچل دیا تھا۔ اور پھر اگلے جھٹکے میں سنیوں کی رگِ حیات بھی کاٹ دی تھی۔ بتایئے اس تمام کارگزاری کے بعد تو کفن و دفن ہی باقی رہ جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جناب ڈھکو فتنہ و فساد پھیلانے اور اُس پر فخر کرنے اور جھوٹ بولنے و لکھنے میں سب سے اوّل درجہ رکھتے ہیں۔ قارئین یہ دیکھ لیں کہ یہ گندگی اچھالنا اور مناظرہ بازی کرنا اور ایک دوسرے کو زبان و قلم کی چُھریوں سے زخمی کرنا ٹھیک ایک ہزار سال پہلے (چوتھی صدی ہجری) سے چلا آرہا ہے۔ ان مناظرہ بازوں نے دونوں میں سے کسی فرقہ کو بھی اس قابل نہ بنایا کہ وہ حق کو قبول کر کے باطل کو رخصت کر دے۔ اِس کے برعکس اِن گنتی کے چند اشخاص نے اس بکواس کو بند نہ کیا۔ اگر یہ لوگ پرخلوص شیعہ یا سُنّی ہوتے تو انہیں کہیں تو رک کر یہ سوچنا تھا کہ مناظرہ بازی میں طعن و طنز سے کوئی اصلاح نہیں ہو رہی ہے۔ لاؤ ہم کوئی دوسرا پُرامن طریقہ اختیار کر لیں۔ آؤ مسلمانوں کو ایک دوسرے کا ہمدرد و مددگار بنائیں۔ لاؤ قرآن کا وہ طریقہ اختیار کر لیں جو غیر مسلموں ہی سے نہیں بلکہ منافقوں اور دشمنانِ اسلام سے بھی رواداری سکھاتا ہے۔ جس میں جیو اور جینے دو کے اصول پر کسی کے مذہب میں دخل دینا منع ہے (لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۝) کیوں نہ مخالفین سے وہ سلوک کیا جائے جس کے بعد مخالفوں کو مجبوراً یاری دوستی کی فضا پیدا کرنا پڑے؟

یہاں قارئین نوٹ کرلیں کہ اسلامی تاریخ میں سے طاغوتی ادارہ کے تخریب کار علما کو الگ کردیا جائے تو آپ کو ایسے علمائے شیعہ ملیں گے (اور ہم ان کے حالات الگ سے لکھیں گے) جن پر شیعہ اوراہل سنت علماوعوام قربان ہوتے تھے، پروانوں کی طرح ہجوم رکھتے تھے ۔اور آج ہمارے چاروں طرف سُنّی ،شیعہ ،قادیانی ،عیسائی اورسوشلسٹ موجود ہیں ۔ یہاں آ کران کے تمام اختلافات ختم ہوجاتے ہیں اوروہ سب محمدؐ وآل محمد علیہم السلام کے وفادار وفداکار بن جاتے ہیں ۔اس لئے کہ ہم اہل بیت علیہم السلام کے اُسوہ حسنہ پیش کرتے ہیں ۔ بُروں کو بُرا سمجھنے اوراچھوں کو اچھا سمجھنے کی توفیق پیدا کرتے ہیں اور ہرگز مسٹر ڈھکواور دیگر متنفی علما نما دشمنانِ اسلام والی نوکیلی اورنفرت انگیز زبان عوام الناس کے لئے نہیں بولتے ۔انہیں معذور وبے قصور اورفریب خوردہ سمجھتے ہیں ۔ان کے تمام مصائب وآلام وگمراہی کا ذمہ دار ڈھکوایسے اُن علما کو سمجھتے ہیں اوراس قسم کے علما خواہ زمانہ رسولؐ کے ہوں یا آج کے یا کسی اور زمانہ کے ہوں ہم صرف اُن ہی کی مذمت کرتے ہیں ۔اوراُس مذمت کوشدید سے شدید کرتے جانا لازم جانتے ہیں ۔اُن کے منصوبوں کا پردہ چاک کرتے ہیں ۔اوریہ ہم ہی ہیں جس کی وجہ سے آج لفظ مولوی وملاں اورعلامہ گالی بن کررہ گیا ہے ۔ ہرفرقہ کے لوگ اپنے اپنے ڈھکوی علما کی سربازار مذمت کررہے ہیں ۔ ورنہ یہ لوگ تو بتوں کی طرح پوجے جانے لگے تھے ۔اُن کے یہاں محمدؐ کے نام پر ناخن چومنا ،تعزیہ چومنا، بزرگوں کی ضریح چومنا تو بدعت وشرک ہے ۔مگر اِن خبیثوں کے ہاتھوں کو چومنا جائز

ہے۔علم وذوالجناح کی تعظیم تو شرک وبدعت ہے مگران حرامکاروں کے لئے سروقد کھڑاہونا،راستہ چھوڑ دینا، جھک کرسلام و تعظیم کرنا شرک نہیں عبادت ہے۔ یہ ہی ہیں وہ منافقین جن کی صورت دیکھنا حرام ہے،جن پر لعنت کرنا عبادت ہے،جن سے ہمہ قسمی بےزاری ولاتعلقی ہرفرقہ پرواجب ہے۔

(5) ڈھکو صاحب کے چند جملے جو عوام اہل سنت کو مشتعل کرتے رہیں گے

علامہ صاحب اپنے گروہ کے ہم قسم علما کی غلط کاری، غلط تصانیف اورمناظرہ بازی کو براتو سمجھتے ہیں مگران کی مذمت نہیں کرتے۔ بلکہ جہاں علامہ کو برا بھلا کہنا ہوتا ہے وہاں علما کے بجائے پوری ملت اہلِ سنت یا تمام اہلِ سنت عوام کو چڑانے اور مشتعل کرنے کا باقاعدہ اہتمام کرتے ہیں۔**مثلاً** ''پرستارانِ ثلاثہ لفظ **لصاحبہ** پر بڑازوردیتے ہیں۔''
(تجلیات صفحہ 121)

قارئین نوٹ کریں کہ اگر مخالفین،شیعوں کو پرستارانِ اہل بیتؑ یا اہلبیتؑ کومعبودانِ شیعہ کہہ ڈالتے ہیں تو اس کا سبب کون ہے؟ اورکیوں ڈھکو نے یہاں علما اورعوام کو الگ الگ نہ کیا؟ پھر یہ بھی دیکھیں کہ:۔

مثال 2۔ ''مُریدانِ ثلاثہ اس سے بھی فضیلت ابوبکر پراستدلال کیا کرتے ہیں۔''
(تجلیات صفحہ 126) پھر شیعہ سنی اشتعال پر شعر سنئے:۔

مثال نمبر 3۔ ''جاؤ گے تم کہاں شیعوں کو چھیڑ کے؟
رکھ دیں گے تیرے مذہب کا بخیہ اُدھیڑ کے۔'' (تجلیات صفحہ 142)

ذرا غور فرمائیں کہ بکواس تو دین فروش علما کریں اور اشتعال دونوں فرقوں کے عوام میں پیدا کیا جائے؟ اور یہ بکواس بھی کی ہے کہ:۔

''بہرحال ایسی باتیں کرنا جن سے اسلام کے فرقوں میں باہمی نفرت پیدا ہو یا نفرت کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہو۔ یہ دین اسلام کی کوئی خدمت نہیں کیوں کہ:۔

ع مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بَیر رکھنا البتہ کارملا فی سبیل اللہ فساد۔

کا مظاہرہ ضرور ہے۔ روٹھے ہوئے بھائیوں کو منانا اور یک جا کرنا دین کی خدمت ہے نہ کہ مَنے ہوؤں کو لڑانا اور جدا کرنا۔'' (تجلیات صفحہ 258)

یہاں ڈھکو نے کھل کر مان لیا کہ وہ اور مظہر اور اِن دونوں کے بزرگ علما ہمیشہ تخریب دین کرتے رہے ہیں۔ خدمت دین پر یہ جملہ ملاحظہ ہو:۔

مثال نمبر4۔ ''اس سے تو.........کا ضال و مضل (گمراہ اور گمراہ کرنے والا) ہونا ثابت ہے۔'' (تجلیات صفحہ 164)

ذرا سوچیے کہ کیا اس جملہ سے روٹھے ہوئے بھائی خوش ہو جائیں گے؟ شک ہو تو یہ جملہ ملاحظہ فرمائیں:۔

مثال 5۔ ''<u>افسوس صرف اہلسنت ہی احسان فراموش نہیں بلکہ خود</u>..... اس قدر محسن کش اور احسان فراموش واقع ہوا تھا۔'' (تجلیات صفحہ 174)

بتایئے تمام اہل سنت عوام کو اس سے زیادہ اشتعال اور کس جملے پر آ سکتا ہے؟ اور سنیئے ؛

مثال 6۔ ''اگر آج اس......کے <u>حبدار</u> (جن کو اپنے اباواجداد کا بھی پتہ نہیں)''

(تجلیات صفحہ 174)۔ساتویں چوٹ کھائیے:۔

مثال 7۔ ''کب تک ایسے بے سروپا فضائل ثلاثہ بیان کر کے خود رُسوا ہو گے اور اپنے بزرگوں کو رسوا کرو گے؟ أَ لَيْسَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ ۔(کیا تم میں کوئی بھی شریف آدمی نہیں ہے؟) نہ سوچو گے تو مٹ جاؤ گے اے حضرت عمر والو

تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں'' (تجلیات صفحہ 166)

اس قسم کی ہزاروں مثالیں ڈھکو کے تحریری انبار میں بھری پڑی ہیں۔اُس نے حقانیت مذہبِ شیعہ کی آڑ میں دونوں فرقوں کے عوام میں ہر دم تازہ غم وغصہ اور اشتعال جاری رکھا اور جہاں تک ہوسکا مقام محمدؐ وآل محمدؐ کو مجروح کیا۔اور بھولے بھالے شیعہ مومنین میں مجتہد بن کر چمکتا اور دولت بٹورتا چلا گیا۔یہ فریب ساز وفتنہ نواز شخص اُسی منہ سے مندرجہ بالا تمام بیانات کو برا بھی کہتا رہا اور لوگوں کو چڑانا اور دونوں فرقوں میں نفرت اور تنازع جاری رکھنے کا پروگرام بھی برسرکار رکھا۔آیئے اُس کی مذمت اُسی کے قلم سے پڑھ کر عنوان بدل دیں،لکھتا ہے کہ:۔

۔''قدیم الایام سے اس موضوع پر سُنی وشیعہ کی طرف سے ایک دوسرے کے خلاف بہت کچھ کہا اور لکھا جا چکا ہے۔ ہر فریق خواہ مخواہ دوسرے کو چڑانے کے لئے قاتلانِ امامؑ کو شیعہ یا سُنی کہا کرتا ہے۔'' (تجلیات 545)

قارئین کرام یہ فیصلہ خود فرمالیں کہ ہم جن سُنی وشیعہ لیبل کے فریب ساز علما کی مذمت کرتے ہیں وہ خود اُن کے اپنے اعمال وتحریر کی روشنی میں قابل مذمت ہیں

یانہیں ہیں؟ رہ گئے علمائے صالحین وہ دونوں فرقوں میں گزرے اور آج موجود ہیں ہم اُن کی نام بنام مدح وثنا بیان کرتے اور لکھتے ہیں۔ وہی حضرات ہیں جن کی وجہ سے یہ دین اب تک محفوظ ہے۔

(پانچویں بات)۔ ڈھکو کی نظر میں شیعہ کتابوں، راویوں، محدثوں اور علما کی پوزیشن

جیسا کہ عرض کیا اور ثابت ہوا کہ طاغوتی ادارہ کے قدیم وجدید علما اسلامی فرقوں میں روزافزوں کمزوریاں، نقائص، خامیاں اور اسلام پر ایمان ویقین میں کمی پیدا کرتے کرتے آج ماشاءاللہ تمام مسلمانوں کو گھیر کر، ہانک کر وہاں لے آئے جہاں سے ہر مسلمان اور ہر مسلمان فرقہ دنیا کی تمام اقوام کو، تمام نظام ہائے حیات کو اور غیر مسلموں کی ہر انتظامی بات کو اپنی ہر بات اور ہر روش سے بہتر اور مفید تر سمجھتا ہے۔ چنانچہ آپ دیانتداری سے دیکھئے اور بتایئے کہ مسلمانوں کا کوئی بھی ایسا پروگرام ہے؟ جس میں وہ کسی بھی غیر مسلم قوم یا جماعت کی نقل نہیں کر رہے ہیں؟ کھانے پینے، پہننے سے لیکر انکی ترقی کے ہر انفرادی یا اجتماعی عملدرآمد یا پروگرام اور پالیسی کو ٹٹول کر الٹ پلٹ کر دیکھیں اور بتائیں کہ کس جگہ وہ دنیا کی باقی اقوام ومذاہب میں منفرد ہیں؟ پھر آپ اُن جماعتوں کو دیکھیں جو اسلام کو چھوڑ کر الگ امت بن بیٹھے۔ دیکھئے بہائی وبابی مذاہب کے لوگ خود آپکے پاکستان میں موجود ہیں، بڑے بڑے ہوٹلوں اور اداروں کے مالک ہیں۔ دنیا میں ایک دھلا ہوا سفید انقلاب لانے میں نہایت خاموشی سے مصروف ہیں، بلاکسی ہنگامہ کے ترقی کرتے جارہے ہیں۔ ان میں کئی

فرقے بنے مگر مسلمان فرقوں کی طرح ایک دوسرے سے متصادم اور نبرد آزما نظر نہیں آتے ۔ ایران سے نکال دیئے گئے تھے مگر رفتہ رفتہ انہوں نے وہ نقصان پورا کرلیا اوراب اپنے مخالفوں پر ہر حیثیت سے غالب آچکے ہیں اور کوئی شور نہیں، جلسہ وجلوس نہیں ۔کلیدی مقامات انکے ہاتھوں میں ہیں ، تجارت میں مسلمانوں سے آگے ، حکومتوں کی نظر میں پرامن اور معزز ۔ ادھر قادیانیوں کو دیکھئے ان میں بھی باقاعدہ دوفرقے اور بے قاعدہ کئی ایک فرقے موجود ہیں ۔ ہے کوئی عالم یا جاہل جو یہ بتا سکے کہ ان میں کوئی جھگڑا، کوئی تصادم، کوئی مار پیٹ ہوئی ؟ ایک دوسرے کے خلاف کوئی جلوس نکلا ؟ کوئی گھیراؤ جلاؤ ہوا؟ کوئی کفر وارتداد اور کفر وشرک کا فتویٰ اور مقدمہ ہوا؟ وہ بھی دنیا میں کلیدی مقامات پر فائز ہیں ۔لیکن اس دنیا میں اگر کوئی مذہب اور مذہب والے آج ساری دنیا سے پیچھے اور تمام اقوام عالم کے محتاج ہیں، جنکی ایجاد کردہ کوئی چیز کسی مارکیٹ میں نہیں ، جنکو ہر قدم پر غیر مسلم اقوام کی ہدایت وراہنمائی کی ضرورت ہے وہ انکا اپنا اختیار کردہ مذہب اسلام اور اہل اسلام ہیں ۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ۔

حالانکہ اللہ نے انہیں وہ راہنماؐ دیئے اور وہ کتاب دی جو ایمان لانے والوں کو اس کائنات پر غالب ومسلط کرنے کا دعویٰ رکھتے ہیں ۔ جو تمام نظام ہائے کائنات کے عالم ومعلم بنادینے کا وعدہ کرتے ہیں ۔ بہرحال یہ زبون حالی اُسی طاغوتی گروہ کے علما نے ایک ہزار سال کی محنت وتدبر سے مسلمانوں پر مسلط کی ہے ۔اور انہیں ایسا بنادیا تھا کہ وہ اپنے ان طاغوتی علما کے خلاف ایک لفظ بھی نہ سنیں اور انہیں رسولؐ نہ سہی

کم از کم حضرت سلیمانؑ وموسیٰ ؑ اورعیسیٰؑ کے برابر تو سمجھتے رہیں ۔ وہ ایک ہزار سال تک کامیاب رہے ۔ جو علما کے خلاف بولا اسے اوّل تو پبلک نے ہی مار پیٹ کر بٹھا دیا ورنہ ان ہی ملعون علما میں سے کسی نے علما کی توہین اور علما کے حضور میں جسارت کرنے پر فتویٰ دے کر قتل کرادیا۔

(2)۔ ہزار ہا دردناک و بے گناہ گردن زدنی علمائے حقہ میں سے ایک مثال پڑھئے

مذکورہ بالا قسم کے علمائے مجتہدین کے حکم سے کتنے بے گناہ انسان عموماً اور مسلمان خصوصاً قتل کئے گئے؟ (تفصیل دیکھئے کتاب **مذہب شیعہ ایک قدیم تحریک وہمہ گیر قوت**) اس کا شمار ہندسوں ،اعداد وعلم الحساب کی رسائی سے باہر ہے ۔کربلا میں خاندان رسولؐ چھ سو علما کے فتویٰ سے تہہ تیغ کیا گیا ۔ اسی سلسلہ کی ایک مثال میرے سلسلے کے ایک بزرگ عالم کے متعلق سن لیں ۔

(الف)۔ قتل ہونے والے عالم کا دینی وعلمی مقام شیعہ ریکارڈ میں

''دھم ۔محمد بن عبدالنبی بن عبدالصانع المحدث الاستر آبادی جدًا والنیشابوری اباً والھندی مولداً۔المعروف بہ میرزا محمد الاخباری۔شبہ نیست درغایتِ فضل ووفور علم وجامعیت اُوفنون معقول ومنقول راوکتب زیادی تصنیف کردہ، درروضات الجنات است کہ ہشتاد جلد کتاب تصنیف کرد۔لکن مرحوم شیخ جعفر صاحب کاشف الغطاءِ تعبیر میکند ازاُو بہ عدوالعلماءِ وکاغذی نوشت بمرحوم فتح علیشاہ (بادشاہ ایران)ودر اوقبائح افعال ومفاسد اعتقاداتِ این مرد را نوشت؛ ونوشت:''میرزا محمد کہ''لَا مَذْهَبَ لَهٗ'' تولّدش روز دوشنبہ بیست ویکم ذیقعدۃ

الحرام سنہ ہزار وصد و ہفتاد و ہشت بود ودر حدود سنہ ہزار ودویست وسی وسہ از جانب جناب آ قا سید محمد مجاہد طباطبائی امر بقتلش صادر شد واودر بلدہ کاظمین بود پس عامہ مردم ہجوم آوردند واُورا بقتل رسانیدند۔'' (منتخب التواریخ صفحہ۔700-699 طبع ایران)

''دسواں۔محمد جو عبدالنبی کے بیٹے اور عبدالصانع کے پوتے تھے۔علم الحدیث کا انتہائی مقام رکھنے والے دادا کی طرف سے استر آبادی تھے اور باپ کی طرف سے نیشاپور کے رہنے والے اور پیدائشی طور پر ہندوستانی تھے۔اور میرزا محمد اخباری کے نام سے مشہور ہیں ۔ ان کی انتہائی بزرگی اور فضیلت میں اور بے حد علم میں اور تمام عقلی اور تاریخی فنون کے مجموعہ ومجسمہ ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔انہوں نے بہت زیادہ علمی ودینی کتابیں لکھیں ۔کتاب روضات الجنات میں لکھا ہے کہ موصوف نے اَسی جلدیں کتابوں کی تصنیف کی تھیں ۔لیکن شیخ جعفر کاشف الغطا کے مصنف نے میرزا محمد (رضی اللہ عنہ) کو علما کا دشمن قرار دیا تھا۔اور ایران کے بادشاہ فتح علی شاہ قاچاری کو ایک خط لکھا تھا۔جس میں میرزاؒ محمد کے عقائد اور افعال کی خرابی کی شکایت لکھی تھی اور لکھا تھا کہ میرزا محمد لامذہب ہے ۔ان کی پیدائش بروز سوموار،اکیس ذیقعد 1178 ہجری میں ہوئی تھی اور 1233 ہجری میں آ قا سید محمد مجاہد طباطبائی نے ان بزرگوار کے قتل کا فتویٰ صادر کیا۔جب کہ وہ حضرت کاظمین میں تھے۔اس فتویٰ کی وجہ سے کچھ عام لوگوں نے ان پر ہجوم کر کے انہیں قتل کر دیا۔'' (انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)(منتخب التواریخ صفحہ 700-699)

(ب)۔ تاریخ کے مصنف نے اُن بزرگوار کواُن شیعہ علما میں دسویں نمبر پر شمار کیا ہے جو کاظمین میں دفن کئے گئے ۔ پھر ان علمائے شیعہ کا ذکر کرتے ہوئے جو خاکِ خراسان سے تعلق رکھتے تھے اور خراسان میں دفن نہ ہوئے یہ لکھا ہے کہ :۔

''ہشتم۔ جناب آقا میرزا محمد بن عبدالنبی بن عبدالصانع النیشا بوری المعروف بہ میرزا محمد الاخباری الامامی ولادتش...........ومدتی مجاور نجف اشرف بودومدّ تے درکربلای معلیٰ بودوبعد مجاور کاظمین شد۔ حدود سنہ ہزار ودویست وسی وسہ در کاظمین بامر جناب آقا سید محمد مجاہد پسر مرحوم صاحب ریاض اُورا بقتل آوردند وچون خیلی متجاہر ومتجاسر بود درتخفیف علماءِ اعلام لھذا امرحوم حجتہ الاسلام آقا سید محمد مجاہد حکم بقتل اوفرمود واز مصدر حکومت بغداد ہم امر بقتل اوصادر شدوایشان تصنیفات زیادی دارند۔''

(منتخب التواریخ۔ صفحہ 915-914)

''آٹھویں۔ جناب آقا میرزا محمد بن عبدالنبی بن عبدالصانع نیشاپوری شیعہ امامیہ کے عالم میرزا محمد اخباری مشہور ہیں۔ (ولادت کی تاریخ لکھی جا چکی ہے) جو مدت تک نجف اشرف میں پھر کربلا میں مجاور تھے اور آخر میں کاظمین میں مجاوری کر رہے تھے۔ کتاب الریاض کے مصنف کے بیٹے محمد مجاہد کے حکم سے 1233ھ میں ان کو قتل کیا گیا۔ چونکہ وہ جناب مشہور شدہ علما کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے اوران کی پوزیشن گھٹانے کی بڑی جرأت وجسارت رکھتے تھے۔ لہٰذااسی جرأت وجسارت کی وجہ سے حجتہ الاسلام محمد مجاہد (طباطبائی) نے ان حضرت کے قتل کا حکم صادر کیا اور بغداد کے (سُنّی)

دارالخلافہ سے بھی ان حضرت کے قتل کا حکم صادر ہوا تھا اوران کی بہت زیادہ تصنیفات ہیں۔‘‘(منتخب التواریخ۔صفحہ 915-914)

قارئین یہی جرم میں کرتا چلا آ رہا ہوں۔لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس نے اِن مفسدہ پرداز ظالمین کے ہاتھوں سے حکومت چھین کر اہل انصاف کے ہاتھوں میں سونپ دی اوران کے ہاتھوں میں کاسہ گدائی دے دیا۔گویہ لوگ برابر بزرگان دین کا نام لے لے کر اسلامی حکومت کا فریب دے دے کر شیطانی حکومت دوبارہ قائم کرنے کی تاک میں لگے ہوئے ہیں اوردھوکہ پٹی دے کر اچھے خاصے بڑے بڑے مرتبوں تک پہنچ گئے ہیں۔لیکن ہماری حکومت اورسربراہان پاکستان اس خبیث ٹولے کے مقاصد سے واقف ہیں اور ہرگز دورِ بربریت کو واپس لاکر نوع انسان کی گردن مُلاّ کی تلوار کے نیچے نہ رکھیں گے۔ یہاں یہ بھی غورطلب ہے کہ قتل تو کیا جاتا ہے ایک نام نہاد حجۃ الاسلام کے حکم سے اورنام لیا جاتا ہے اہلسنت حکومت اورعوام کا۔اَلَا ء لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی قَوۡمِ الظّٰالِمِین والکاذبین۔

(ج)۔ <u>ڈھکوکی نظر میں جوکتابیں اورجوعلمائے شیعہ ناقابل اعتبار تھے</u>

اب ہم یہ دکھاتے ہیں کہ جس کتاب پر بعض ناعاقبت اندیش اوربعض بھولے بھالے شیعہ بڑی خوشیاں مناتے رہے ہیں اورجس کی اشاعت کیلئے بعض نام ونمود وشہرت پسند سرمایہ داروں نے روپیہ صرف کرکے جہنم خریدا ہے اس کتاب میں ڈھکوصاحب نے کیا کیا گل کھلائے ہیں؟ اورکس خوبصورتی سے علمائے شیعہ اورشیعہ

کتابوں کو نا قابل اعتبار قرار دیا ہے ۔تا کہ وہ لوگ جن کے دماغوں کا شیطانی کیڑا مناظرہ کی کتابیں چاٹے بغیر چین سے نہیں رہتا اور جو سابقہ فتنہ انگیز مناظرانہ کتابوں کو شائع کرنے اور کرانے میں مصروف ہیں۔ان کو پتہ لگے کہ ڈھکو قدیم شکل میں ہو یا جدید صورت میں ہو، ہر آنے والے قدم پر تمہارے مذہب کا ستیاناس کرتا چلا جارہا ہے۔ذرا یہ دیکھئے کہ جناب حجۃ الاسلام محمد حسین ڈھکو ارشاد فرماتے ہیں کہ :۔

"**تفسیر قمی والی روایت کا جواب**" "مولف نے تفسیر قمی سے روایت نقل کی ہے۔ اس میں آنخضرتؐ کا ابوبکر کو لقب صدیق عطا کرنے کا ذکر ہے۔ یہ استدلال بدو(2) وجہ نا قابل اعتبار ہے اوّل یہ کہ یہ روایت مرسل و مجہول ہے ارباب بصیرت جانتے ہیں کہ ایسے اعتقادی امور میں ایسی روایات نا قابل اعتماد ہوتی ہیں۔ثانیاً یہ کہ مؤلف نے اس کے نقل کرنے میں خیانت مجرمانہ کا مظاہرہ کیا ہے۔ورنہ پوری روایت دیکھنے کے بعد بجائے فضیلت کے شیخ صاحب کی رذیلت ثابت ہوتی ہے۔"

(تجلیات نفرت صفحہ 128)

ہمارے قارئین کو ڈھکو کے اس بیان میں یہ تو نظر آتا ہے کہ یہ فتنہ پرداز علما ایک دوسرے کے خلاف اشتعال انگیزی میں اضافہ کرنے کے لئے خیانت اور دروغ بافی جائز سمجھتے ہیں۔لیکن جو اہم ترین اور تخریبِ دین کی کوشش کی گئی ہے وہ جلدی سے نظر نہیں آسکتی۔اس لئے کہ ذوق نظر مناظرانہ بن کر رہ گیا ہے۔محققانہ عنصر مجتہد کی تقلید سے فنا ہو گیا ہے۔لہٰذا ہمارے ساتھ ڈھکو اور ڈھکو قسم کے علما کی ترکیب سمجھنے کی

کوشش فرمائیں اور دیکھیں کہ نتیجہ کیا نکلتا ہے۔

شیعوں کی قدیم تفسیریں اور علما ناقابل اعتبار و جاہل تھے

ڈھکو صاحب نے فرمایا ہے کہ تفسیر قمی میں تفسیر قمی کے مصنف (جو تیسری صدی کے عالم تھے) نے ایسی روایات اپنی تفسیر میں لکھ دی ہیں:۔

1۔ جو اعتقادی امور میں ناقابل اعتماد ہوتی ہیں۔

2۔ یا یہ کہ اس مفسر کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ کسی کا صدیق ہونا یا کاذب ہونا شیعوں کے یہاں اعتقادی مسئلہ ہے۔

3۔ یا آئندہ اعتقادی مسئلہ بنالیا جائے گا۔

4۔ وہ یہ بھی نہ جانتے تھے کہ میں ایک ایسی روایت لکھ رہا ہوں جس کو لکھے بغیر مذہب شیعہ میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی۔

5۔ یعنی قمی صاحب کو روایت کی بھر مار کرنے اور علم الحدیث کی نمائش کرنے کا خبط تھا۔

6۔ پھر وہ یہ خیال بھی نہ رکھ سکے کہ کوئی ڈھکو نما شخص اُس روایت میں سے آدھا لکھ کر عوام کو دھوکہ دیگا اور آخری بات یہ ہے کہ:۔

7۔ قمی صاحب کو اصول فقہ کے یہ شیطانی ہتھکنڈے بھی معلوم نہ تھے کہ روایات میں <u>مرسل اور مجہول</u> بھی کسی جانور کا نام ہوتا ہے جو ابلیسی علما کے بطن سے پیدا ہوگا۔ اور چوتھی صدی میں کچھ شیعہ علما اس جانور کی آڑ میں مذہب شیعہ کی قیادت

سنبھال کر ملت شیعہ کو نظام اجتہاد کے شکنجے میں جکڑ دیں گے۔اور جو مخالفت کرے گا اسے حکومتوں سے مل کر قتل کراتے رہیں گے۔قمی صاحب خیر منائیں کہ ان ظالمین کے تسلط سے پہلے دنیا سے نکل گئے۔

(2)۔ علامہ مجلسیؒ اور کتاب حیات القلوب کی ڈھکوی پوزیشن؟

جناب علامہ ڈھکوا اپنے بڑے بھائی کو شیعوں کی طرف سے جواب میں جو کچھ لکھتے ہیں وہ تو ان کی آپس کی ڈھکوی (پوشیدہ) پالیسی ہے۔آپ تو یہ دیکھئے کہ وہ باتوں ہی باتوں میں شیعوں کو شیعہ علما اور شیعہ کتابوں کے لئے کیا تاثر دیتے ہیں۔ ارشاد ہے کہ:۔''مولف نے حیات القلوب سے بذیل تفسیر اذا لسر النبیؐ۔ الایۃ... جو روایت نقل کی ہے۔وہ الفریق یتشبث بکل حشیش یعنی ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کی بدترین مثال ہے۔اوّلاً تو یہ روایت موضوع و من گھڑت ہے۔ملاحظہ ہو میزان الاعتدال جلد ایک صفحہ 294۔ذہبی نے اس راوی کے اکاذیب میں اس روایت کو بھی شمار کیا ہے۔ثانیاً بنا بر تسلیم! آنحضرتؐ کی دوسری بکثرت پیشین گوئیوں کی طرح یہ بھی ایک پیشین گوئی ہے۔(تجلیات حماقت۔صفحہ 240)

جہاں تک ڈھکو صاحب کی اردو عبارتوں کا تعلق ہے وہ تو عموماً غلط ہوتی ہی ہیں۔مگر اس تجلیات صداقت میں ڈھکو صاحب آیات کو بھی اصلاح کے بعد لکھتے ہیں ان کو وہ الفاظ پسند نہیں ہیں جو سورہ تحریم (66/3) میں آئے تھے۔

علامہ نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ:۔

1۔ علامہ محمد باقر مجلسی اپنی تصنیفات میں موضوعی ،جھوٹی اور من گھڑت روایات وبیانات لکھتے رہے ہیں۔

2۔ مسٹر ڈھکو اورعلامہ ذہبی ،علامہ مجلسی سے زیادہ محتاط اورحدیث بیان کرنے والےلوگوں کوجانتے ہیں۔

3۔ علامہ مجلسی انتہائی لاپرواہ تھے کہ جھوٹی روایات کواپنی کتابوں میں بھرتے رہےاورمخالفوں کواعتراض کرنے کےمواقع فراہم کرگئے۔

4۔ ورنہ ڈھکوکوتجلیات جہالت نہ لکھنا پڑتی اورقوم کاروپیہ ضائع نہ ہوتا۔

5۔ یہ بھی بتایا گیا کہ اگر کوئی سابقہ یا بعد کا عالم کسی راوی یا روایت کومن گھڑت یا جھوٹا لکھ دےتووہ راوی وروایت جھوٹی اور باطل ہوجاتے ہیں۔

6۔ چنانچہ مسٹر ڈھکو بھی یہ حق رکھتے ہیں کہ جس حدیث کوچاہیں قبول کریں اورجسے نہ چاہیں رد کردیں۔

7۔اسی بناپرانہوں نے حیات القلوب والی روایت کومن گھڑت کہہ کررد کردیا۔

8۔اور اسی جھوٹی روایت کو آنحضرؐت کی پیشینگوئی کہہ کر قبول کر لیا۔

9۔یعنی آنحضرؐت کی پیشینگوئی اورخانہ ساز جھوٹی روایت ہم پلہ ہوتی ہیں۔

(اِنا للّٰہ واِنا الیہ رٰجعون)

(3)۔ علامہ کلینیؒ اورشیعوں کی معتبر ترین کتاب کافی کی ڈھکوی پوزیشن ؟

علامہ ڈھکو نے تمام علما کوایک خاص (ڈھکوی) شکل وصورت میں پیش

کرنے کا ریکارڈ توڑ دیا ہے۔ یہ وہی اصول ہے جس کو اسی طبقہ کے طاغوتی علما نے استعمال کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صورتیں پیش کیں۔ ایک محمدؐ بن عبداللہ، دوسری صورت محمدؐ رسول اللہ۔ ایک بشری و خاطی صورت دوسری نبوی رسالت والی صورت۔ یا ہمارا علیؑ اور تمہارا علیؑ، یا ہمارے پنجتنؑ اور تمہارے پنجتنؑ، یا ہمارے چار یار اور تمہارے چار یار وغیرہ وغیرہ۔ یعنی ان ڈھکوی علما نے جہاں محمدؐ و آل محمدؐ یا بزرگانِ دین کی مذمت کرنا ہوتی ہے۔ وہاں تمہارے کی دم لگا کر خوب مذمت کر لیتے ہیں اور جہاں مدح و ثنا کرنا ہوتی ہے وہاں ہمارے کا دُم چھلاّ لگا دیتے ہیں۔ یہی حال مسٹر ڈھکو کا ہے۔ جہاں اسے محمدؐ و آل محمدؐ کی توہین کرنا ہوتی ہے تو وہ اپنے ہم قسم علما کی کتابوں سے وہ مواد پیش کر دیا کرتا ہے جو فضائل محمدؐ و آل محمدؐ کو گھٹانے کے لئے انہوں نے پہلے سے اپنی کتابوں میں محفوظ کر کے شیعوں میں آگے بڑھایا تھا۔ اور جب اس سوچے سمجھے مواد پر اہلسنت میں پوشیدہ (ڈھکوی) علما اعتراض کرتے ہیں تو اس مواد میں لکھی ہوئی روایات و بیانات کو غلط، خود ساختہ اور جھوٹ کا پلندہ کہہ دیا جاتا ہے۔ اور آنے بہانے اور تاویلات کے چکر چلائے جاتے ہیں۔ اور کہیں یہ نہیں کہا جاتا کہ آخر اُس مواد کو کیوں اپنی اپنی کتابوں میں لکھ کر شیعہ اور سُنیوں کو ذلیل و رسوا کرنے اور لڑاتے رہنے کا انتظام کیا تھا؟ اور وہ کون سی مصیبت آ پڑی تھی؟ جس کے ماتحت مذہبی کتابوں میں بے دینی اور باطل کو داخل کیا گیا تھا؟ یہ خبیث علما یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ ہماری کتابوں میں رطب و یابس یعنی ہمہ قسم کی بکواس

بھری پڑی ہے۔لیکن یہ نہیں کرتے کہ ان رطب ویابس بھرنے والوں کی مذمت کریں یا اُس بکواس کو کتابوں سے نکال دیں ۔ یہ اس لئے کہ اُدھر وہ علما خود اُن کے بزرگ اوراسی پارٹی کے لوگ تھے اور اِدھر اس بکواس کو نکال دینے سے کل مسلمانوں کولڑانا ناممکن ہوجائے گا۔لیکن ہم ہراُس عالم کی اُسی تناسب سے مذمت کرتے ہیں جس تناسب سے اُس نے مذہب حقہ کے خلاف کوئی بات لکھی یا کوئی اورغلط مواد جمع کیا ہو۔ہم اس طاغوتی گروہ کوامت کے روبرو ننگا کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔اورڈھکواورڈھکی چھپی ہزارسالہ اسکیم کا پردہ چاک کرکے اس کے پیچھے چھپے ہوئے ڈھکو اینڈ کمپنی کوسامنے لانا چاہتے ہیں تا کہ گلاب شاہی جامن کی تلخی اور بدبو محسوس ہوسکے اور یار محمدی بنے ہوئے لوگ دشمنانِ اہل بیتؑ ثابت ہوں اورحسینؑ کی آڑ میں ڈھکو جاڑا بخار بلکہ نمونیہ معلوم ہونے لگے۔شیعوں کے علما کہلا کر زنجیر کے ماتم کواورسنیوں کے عالم بن کراولیائے کرام کی قوالی کوحرام کہنے والے لوگ اپنا کاروبار بندکردیں۔ چنانچہ مسٹرمحمد حسین سے سارا پاکستان متعارف ہو چکا ہے ۔ وہ جگہ جگہ لوگوں سے معافی طلب کررہے ہیں لیکن چھپ چھپ کراور چپکے چپکے تا کہ جہاں چاہیں انکارکرسکیں۔مگر ہم نے پبلک کو بتایا ہے کہ اُن سے تحریری توبہ نامہ لکھایا اورشائع کیا جائے۔تا کہ وہ آئندہ محمد وآل محمد علیہم السلام کی توہین سے باز آئے اورسابقہ ملعون قسم کی تحریروں کو واپس لے ورنہ یہ ڈھکوی چھپوی معافیاں فریب اورمنبر کی کمائی جاری رکھنے کے لئے ہیں۔جس کتاب (تجلیات حماقت) کولکھ کراس نے ہزارہا روپیہ شیعوں سے کمایا اس

میں سینکڑوں ایسے پہلو پیدا کرتا چلا گیا جس سے شیعوں پر سینکڑوں سال تک نئے نئے اعتراض ہوتے رہیں۔ سینیے کہ جناب محدث محمد یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ اور کتاب کافی کے لئے لکھتا ہے کہ:۔

۔''یہ استدلال بچند وجہ نا قابل اعتبار ہے۔اوّلاً۔اس روایت کے دوراوی بدعقیدہ ہیں ۔ پہلا ہارون بن مسلم جو جبری العقیدہ تھا۔ ملاحظہ ہو رجال نجاشی صفحہ ۳۰۷ نقدالرجال صفحہ ۳۶۶۔دوسرا مسعدہ بن صدقہ ہے۔جو سُنّی المذہب تھا۔ چنانچہ نقدالرجال صفحہ ۳۴۳ پر لکھا ہے۔قال الشیخ فی الرجال عامیٌ یعنی جناب شیخ طوسی نے اپنے رجال میں لکھا ہے کہ یہ عامی (سنی) ہے۔بنابریں یہ روایت نا قابل حجت ہے۔ثانیاً اس روایت کے نقل کرنے میں خیانتِ مجرمانہ سے کام لیا گیا ہے۔ جس روایت کا یہ ٹکڑا یہاں پیش کیا گیا ہے۔ یہ فروع کافی کے پورے تین صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔''(تجلیات۔صفحہ 143)

(4)۔ <u>ڈھکو تمام احادیث، محدثین اور راویوں کو نا قابل اعتبار کہتے ہیں</u>

ڈھکو کے اس بیان میں یہ ثابت ہے کہ جناب علامہ مجلسی کی طرح جناب علامہ محمد یعقوبؒ کلینی بھی اپنی کتاب کافی میں <u>بدعقیدہ راویوں</u> سے غلط اور جھوٹی حدیثیں بھرتے رہے۔لہٰذا شیعوں کی سب سے بڑی کتاب ،جس میں آٹھ جلدیں ہیں اوراہل سنت والجماعت کی تمام حدیث کی کتابوں سے زیادہ حدیثیں ہیں۔ اور جسے تمام علمائے شیعہ حدیث کی سب سے معتبر کتاب مانتے چلے آئے ہیں اور ڈھکو

نے بھی اپنی پہلی تصنیفات میں اُسے معتبر اور بلا دغدغہ قابل قبول اور قابل عمل لکھا ہے وہ آئندہ نا قابل اعتبار قرار پا گئی ہے۔ لہٰذا اب وہ لوگ سن لیں جو ڈھکو کو شیعہ عالم سمجھتے ہیں کہ اب اُنکے پاس معصومینؑ کے احکام کو حاصل کرنے کا ذریعہ صرف مسٹر ڈھکو ہی رہ گئے ہیں۔ جس حدیث کو وہ صحیح قرار دے گا وہی صحیح ہوگی۔ باقی تمام معصومؑ فرمان (معاذ اللہ) غلط ہونگے۔ مسٹر ڈھکو نے تمام محدثین کے خلاف ہی نہیں بلکہ حدیث کے راویوں کے خلاف بھی یہ اصول مقرر کر دیا کہ اہل سنت کیلئے ہر وہ حدیث معصومینؑ نا قابل اعتبار ہے جو شیعہ بیان کرے اور اس طرح شیعوں کیلئے ہر وہ حدیث نا قابل قبول ہے جو اہل سنت راوی نے بیان کی ہو۔ قارئین اس طرح حدیث کی تمام شیعہ سنی کتابیں نا قابل قبول اور فضول و بیکار ہو کر رہ گئیں۔ اسلئے کہ تمام شیعہ و اہل سنت محدثین نے شیعہ سنی حدیث کی تمام کتابوں میں شیعہ اور سنی راویوں سے حدیثیں لے کر لکھی ہیں اور انتہائی کوشش سے سچے راویوں کو انتخاب کر کے روایات لکھی ہیں۔

ڈھکو صاحب یہ بھی لکھ گئے ہیں کہ علامہ نجاشی اور علامہ طوسی بھی اُن لوگوں میں سے ہیں جو علامہ محمد یعقوبؒ کلینی اور ان کی کتاب کافی کے راویوں کو غلط کار ثابت کرنے میں کوشاں رہے ہیں۔ اور ڈھکو صاحب نے جن دو کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ یہ کتابیں اور اسی قسم کی بہت سی اور کتابوں کو دونوں طرف کے علما نے جس غرض سے لکھا تھا وہ تو یہ تھی کہ علم الحدیث کے محافظ حضرات کی سوانح عمری اور تاریخ محفوظ ہو جائے۔ لیکن طاغوتی علما کے ٹولے نے ان کتابوں سے جو کام لیا وہ یہی ہے جس کا

نمونہ ڈھکو صاحب نے بار بار دیا ہے۔ یعنی تمام شیعہ سُنّی محدثین کو، تمام حفاظِ حدیث اور راویوں کو اور تمام شیعہ سُنّی حدیث کی کتابوں کو راستے سے ہٹا دیا جائے۔ تا کہ اسلامی احکام کا تعیّن کرنے میں محمدؐ و آل محمدؐ کے احکام و احادیث اُن کی مجتہدانہ راہ نہ روکیں اور وہ جو چاہیں حکم اور فیصلہ صادر کرتے رہیں اور اپنے حکم اور فیصلوں کو اسلام اور اللہ و رسولؐ اور آئمہؑ کے احکام کہہ کر منواتے رہیں۔

(5)۔ محمد باقر مجلسیؒ اور ان کی کتاب بحارالانوار کی ڈھکوی پوزیشن؟

علامہ محمد حسین ڈھکو پھر علامہ مجلسی کو سامنے لاتے ہیں اور ان کی کتاب کو جو پہلے 28 جلدوں میں تھی اور اب سو جلدوں پر مشتمل ہے نا قابل اعتبار قرار دیتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ:۔

> ۔''جہاں تک روایت **اللّھم اعز الاسلام**............کا تعلق ہے۔ بچند وجہ اس سے استدلال کرنا غلط ہے۔ اولاً یہ روایت مرسل ہے اور اعتقادی مقام پر ایسی روایات حجت نہیں ہوتیں۔'' (تجلیات صفحہ 163)

ڈھکو کا منشا 1۔ محمد باقر مجلسیؒ نے بلا ضرورت ایسی روایات لکھیں جن سے شیعوں کے مخالف فائدہ اٹھاتے چلے آتے ہیں۔

2۔ سابقہ شیعہ علما احادیث کو لکھنے میں حد بھر لا پرواہ تھے۔

3۔ اور یہ نہ جانتے تھے کہ اعتقادی مقام کیلئے کس قسم کی حدیثیں لکھنا چاہئیں۔

لہٰذا اعتراض مذہب شیعہ پر نہیں علما کی غلط بھرمار اور غلط تحریروں پر ہوا کرتے ہیں۔

(6)۔ کتاب کافی میں ضعیف حدیثیں بھری ہیں

علامہ جلی قلم سے عنوان بنا کر لکھتے ہیں کہ:۔

"**حدیث العلما ورثة الانبیاء کا جواب**:اہل خلاف اِس مقام پر اپنی گرتی ہوئی دیوارِ اعتقاد کو **اصول کافی** کی اُس حدیث سے سہارا دینے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ جس میں وارد ہے کہ **علما انبیاءؑ کے وارث ہیں**۔ کیونکہ انبیاءؑ درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے ۔ یہ سہارا بچند وجہ نا قابل استناد ہے۔ اوّلاً یہ روایت ضعیف ہے۔ کیونکہ اس کا راوی ابوالبختری (وہب بن وہب) ہے۔ اور وہ اکذب البریہ ہے۔ جیسا کہ رجال کشی صفحہ 199 اور رجال نجاشی صفحہ 360 ہر دو طبع بمبئی میں مذکور ہے اور علامہ جلال الدین سیوطی نے اللیالی المصنوعہ جلد2 صفحہ 126-125 طبع مصر میں اس کے متعلق لکھا ہے۔ من کبار الوضاعین ۔ بہت بڑے حدیث سازوں میں سے ہے۔ اس لئے یہ حدیث نا قابل اعتماد ہے۔" (تجلیات صفحہ 421)

ڈھکو پرست رئیسوں اور دانشوروں اور مومنین کو مبارک ہو کہ انکے راہنما مجتہد نے اپنے بھائی کی کتاب کا جواب دینے کی آڑ میں ان تمام حدیث کی کتابوں اور حدیثوں کو خانہ ساز اور نا قابل اعتماد ثابت کر دیا اور اپنے مقلدین سے معصومین علیہم السلام کے علمی ذخیرہ کو تباہ کرنیکی داد بھی لے لی اور ہزاروں روپیہ بھی کما لیا اور آئندہ مذہب پر نئے نئے اعتراضات کا دروازہ بھی چوپٹ کھول دیا۔ اور خصوصاً ثابت کر دیا کہ فروع کافی ہی نہیں بلکہ اصول کافی میں بھی ساری مخلوقات سے زیادہ

جھوٹے (**اکذب البریہ** کے معنی) راویوں کی گھڑی ہوئی حدیثیں بھری ہیں۔اور یہ کہ شیعوں کا سب سے بڑا محدث بھی اس قابل نہ تھا کہ وہ حدیث ساز گروہ سے محفوظ رہ کر حدیثیں لکھے تو پھر بعد والے شیعہ محدثین کا حال تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

قارئین غور فرمائیں کہ شیعوں میں نظام اجتہاد نے آ کر اپنے اجتہادی، قیاسی اور ابلیسی احکام جاری کرنے کے لئے مذکورہ بالا قسم کی کتابیں لکھیں اور دوسروں سے لکھوائیں تا کہ علم الحدیث باطل و مشکوک ہو کر رہ جائے اور جس حدیث کو راہ سے ہٹانا ہو فوراً اس کے راوی کو **سُنّی ، بدعقیدہ، جھوٹا اور حدیث ساز** کہہ کر رد کر دیا جائے۔آپ ڈھکو سے پوچھیے کہ اس نے اور بقول اس کے رجال کشی اور رجال نجاشی کے مصنفین نے کس ذریعہ سے مذکورہ بالا راوی کو یا دوسرے راویوں کو سُنّی یا بدعقیدہ یا جھوٹا وغیرہ قرار دیا ہے؟ کیا تم پر اور ان پر کوئی وحی نازل ہوئی تھی؟ جو ہم تمہارا اور ان کا ضرور اعتبار کریں اور تم سے ہزار درجہ بہتر لوگوں کو جھوٹا اور بدعقیدہ سمجھ لیں؟ یا تم نے بھی لوگوں سے سن کر ہی یہ لکھا کہ فلاں فلاں اور فلاں لوگ جھوٹے اور حدیث ساز تھے؟ اگر یہ بکواس بھی لوگوں کی روایات سے معلوم ہوئی ہے تو ہم کیوں اِن غیبت کے مجرموں کی روایات کو جھوٹا نہ کہیں؟ اور کیوں اپنے بزرگ ترین محدثین کے پسندیدہ راویوں کی روایت کی تصدیق نہ کریں؟ اور جب کہ تم اور وہ پیدا بھی ایسے زمانہ میں ہوئے جس میں راویانِ حدیث موجود ہی نہ تھے اور تم اپنے جیسے کاذب اور اکذب البریہ لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرتے اور بکواس کرتے رہے۔ہم پر لازم

ہے کہ تم ہی کو جھوٹا، بدعقیدہ، مفتری اور مفسدہ پرداز اور فتنہ ساز اور امت میں تخریب کار و ناہنجار و بدکردار سمجھیں۔

ڈھکو نے یہ بھی لکھ دیا کہ شیعہ اہل قلم پہلے سے اپنی کتابوں میں ایسا مواد لکھتے چلے آئے ہیں جن سے سہارا لے کر مخالفینِ مذہب اپنی دیواروں کو گرنے سے بچاتے رہے۔ لیکن جب ڈھکو کو یہ معلوم تھا کہ یہ سہارا ہمیشہ لیا گیا اور اس کے جوابات دیئے جاتے رہے تو اس فرسودہ بحث میں کیوں حصہ لیا اور کیوں مناظرہ بازی کی سستی شہرت سے دستکش نہ ہوا؟ لہٰذا ثابت ہوا کہ طاغوتی ٹولے کے علما دونوں طرف کے مسلمانوں کو بے وقوف بناتے چلے جا رہے ہیں۔ اور اُن کی لکھی ہوئی کتابوں کا خریدنا اور پڑھنا یقیناً باطل پرستی ہے۔

قارئین نے یہ بھی نوٹ کیا ہوگا کہ ڈھکو نے اصول کافی کی حدیث کو غلط ثابت کرنے کے لئے اپنے بظاہر مخالف اور بباطن ہم عقیدہ مولوی جلال الدین سیوطی کی تحریر کو سہارا بنایا اور ایک شیعہ راوی پر تہمت لگانے میں مدد لی ہے۔

مجتہدین کا ایک زبردست اور ہمہ گیر فریب

ہمارے قارئین جانتے ہیں کہ آج 4 دسمبر 1976ء تک ہمارے کسی دعویٰ، کسی اعتراض اور کسی بیان کے خلاف شیعہ سنی علما میں سے کسی نے قلم نہیں اٹھایا ہے۔ یہ صرف اس لئے کہ ہم جو کچھ لکھتے ہیں وہ قرآن کی آیات اور معصومین علیہم السلام کی احادیث سے لکھتے ہیں۔ لہٰذا ان دونوں چیزوں پر اعتراض کا مطلب دین سے خارج

ہو جاتا ہے۔اس لئے دونوں قسم کے متفنّی علما خاموشی میں اپنی خیریت سمجھتے ہیں۔لیکن رفتہ رفتہ اُن کی خاموشی اُن کا قبرستان بنتی اوران کو دفن کرتی جارہی ہے۔ یہاں ایک دفعہ پھر یہ بتانا ہے کہ ہم اس زیر قلم کتاب میں آفتاب ہدایت وغیرہ کا جواب نہیں بلکہ ڈھکواور ڈھکوی قسم کے مناظرہ بازوں کی نقاب کشائی کررہے ہیں۔تاکہ آئندہ امت اس قسم کے دینی تاجروں اورتخریب کاروں کی کتابیں خرید کرنفرت اور بے دینی مول نہ لےاورآپس میں جنگ وجدل سے بازرہے۔

علما کون ہیں؟ علمائے امت کون ہیں؟ کیا یہ لوگ عالم ہیں؟

یہاں ان تینوں سوالات کا جواب سن لیں تاکہ اسلام اورقرآن اور احادیث میں بیان شدہ عالم وعلمااورنام نہاد علما میں فرق معلوم ہوکر ایک سوبیس سوالات واعتراضات اورڈھکوی سازش سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارامل جائے اور یہ تفرقہ باز ہمیشہ کے لئےمحروم ہوجائیں۔

آپ جانتے ہیں کہ لفظ عالم کے معنی جاننے والے کے ہیں۔اورجوانجان ہو یا جانتانہ ہو،اسے جاہل کہتے ہیں۔ پھرعلم ایک لامحدودسمندرہے۔اس میں سے جسے جتنا ملا ہووہ اتنا عالم ہے باقی کا جاہل ہوتا ہے۔اس لئےکسی کوعالم کہتے ہوئے یہ جاننااورسمجھنا ضروری ہے کہ وہ کس چیز کا عالم ہے۔یعنی نوع انسان میں جسے بھی عالم کہا جائے گا وہ علم کے کسی جزکا عالم ہوگا اورکسی جُزکا جاہل ہوگا۔یعنی صحیح یاحقیقی معنی میں کسی کوبھی عالم نہیں کہا جاسکتا۔امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ:۔ لَاوَاللّٰہِ لَا

يَـكُـوْنُ عَـالِمٌ جَاهِلًا أ بدًا،عَالِمًا بِشَئٍ ءٍ جَاهِلًا بِشَئٍ ءٍ ۔ ثُـمَّ قَالَ : اللّٰه أَجَـلُّ وَاَعَـزُّوَاَكْـرَمُ مِـنْ اَنْ يَـفْـرَض طَاعَة عبدٍ يَحْجَب عَنْهُ عِلم سمائه وارضه ۔ ثُمَّ قال : لَايَـحْجَبُ ذٰلِکَ عَنْهُ (کافی کتاب **الـحـجة باب ان الائمةؑ يعلمون علم ماكان ومايكون وانه لايخفى عليهم الشئ**)

''بخدا'' **عالم**'' جاہل نہیں ہوتا کہ کسی چیز کو جانتا ہواور کسی چیز سے جاہل ہو۔اس کے بعد فرمایا کہ'' اللہ اس بات سے بلند تر اور زیادہ عزت والا اور زیادہ نفع فراہم کرنے والا ہے کہ وہ کسی اپنے بندہ کی اطاعت لوگوں پر واجب کرے اور پھر جس کی اطاعت انسانوں پر فرض کرے اس سے آسمانوں اور زمینوں کے علوم کو چھپا بھی دے۔پھر فرمایا کہ اللہ اس بندہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھتا۔''

(کتاب کافی کا وہ حصہ جسے کتاب الحجۃ کہتے ہیں اور وہ باب جس میں آئمہ معصومینؑ کے ماضی وحال و مستقبل کے علوم کا جاننا بیان ہوا ہے۔حدیث نمبر 6)

یہ حدیث اُن تمام نام نہاد یا جزوی علم کے عالموں کو حقیقی اور اسلامی علماؑ سے الگ کردیتی ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ ڈھکوی علما اس کتاب کافی اور حضرت محمد یعقوبؒ کلینی کو نا قابل اعتبار قرار دیتے رہے ہیں، چونکہ یہ کتاب ان کو انبیاؑ کی وراثت اور جانشینی سے محروم کرتی ہے ۔ ایک حدیث اور سن لیں تو ہم آفتاب ہدایت اور تجلیات صداقت کے مصنفین کی بدمعاشی پر دولفظ کہیں۔امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:۔ **يغذ وا الناس علىٰ ثلاثة اصناف : عَالِمٌ ومتعلّمٌ وغثاء،**

فنحن العلماء وشیعتنا المتعلّمون وسائر النّاس غثاء۔

(کافی۔کتاب فضل العلم،باب۔اصناف الناس)

فرمایا کہ انسانوں پر ہر صبح اس طرح آتی ہے کہ وہ تین قسم کے ہوتے ہیں۔(1) عالم(2)طالب علم(3) اور ملبہ۔ چنانچہ ہم عالم ہیں ۔ہمارے شیعہ یعنی اشاعتِ دینِ محمدؐ وآل محمدؐ کرنے والے لوگ طالب علم ہیں اور باقی ماندہ انسان مَلبہ ہے۔

اگر ڈھکوی علما حقیقتاً شیعہ ہوتے تو ہرگز انبیاؑ کے وارث اور جانشین نہ بنتے اور آفتاب ہدایت والے کو کہہ دیتے کہ تم اس حدیث کی رو سے جھوٹے ہو۔جن کو انبیاؑ کا وارث کہا گیا ہے وہ وہی علما علیہم السلام ہیں جن سے اس کائنات کی کوئی چیز غائب نہیں ہے ۔ یہ جواب ہے ایک سو بیس سوالات واعتراضات کا۔اور محرومی کی سند ہے اس ظالم ٹولے کے لئے جو خطا کار و گناہگار ہوتے ہوئے انبیاؑ اور رسولوںؑ کا ورثہ دار بننا چاہتا ہے۔اور جاہل ہوتے ہوئے عالم بنتا ہے۔اور جواب ہے نام نہاد آفتاب ہدایت وتجلیات صداقت کی بکواس کا۔

(7)۔ <u>کتاب کافی پر ایک اور مصیبت ملاحظہ ہو</u>

ڈھکو صاحب کو اس دفعہ مدد کیلئے علامہ مجلسیؒ اور ان کی کتاب مرآۃ العقول کا سہارا ابھی مل گیا چنانچہ فرماتے ہیں کہ:۔

''یہ اعتراض بچند وجہ مندفع ہے۔اوّلاً یہ روایت ضعیف ہونے کی وجہ سے ناقابل استدلال ہے۔(مراۃ العقول جلد3 صفحہ 486) ثانیاً بنابر تسلیم جناب امیر علیہ

السلام کے اس ارشاد کہ ''بخدا یہ تزویج ہے'' بطور مجاز ہے یعنی کہ اس کا حکم نکاح والا ہے کہ اس پر کوئی سزا نہیں دی جاسکتی ۔ کیونکہ شریعت کا یہ محکم اصول ہے کہ ہر حرام اضطرار شدید کے وقت حلال ہو جاتا ہے ۔'' (تجلیات حماقت صفحہ 330)

جن حضرات نے ڈھکوی تجلیات باقاعدہ اور پوری دیکھی ہے وہ جانتے ہیں کہ مسٹر ڈھکو نے ہر اعتراض کا جواب دیتے ہوئے احادیثِ معصومینؑ کو ضعیف، موضوعی ، جھوٹے آدمیوں کی بیان کی ہوئی اور نا قابلِ اعتبار اور نا قابل اعتماد اور نا قابل استدلال قرار دیا۔ اور پھر **بنا بر تسلیم** کہہ کر نہایت چالاک اور مزید اعتراض پیدا کرنے والا جواب دیا ہے اور مذہب شیعہ کو دوہرے طریقہ سے غلط اور باطل ثابت کیا ہے۔ اُدھر حدیث کا انکار اور اِدھر کمزور اور اقرار نما انکار یعنی پورے مذہبِ شیعہ کو نا قابل اعتبار بنا دیا ہے۔

چنانچہ زیرِ نظر جواب میں بھی وہی شیطانی سنت موجود ہے ۔ حدیث کا ضعیف و نا قابل استدلال ہونا مان لیا اور گواہی میں علامہ مجلسی کو پیش کر دیا لیکن بات یہاں ختم نہیں ہوتی ۔ بلکہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ علامہ مجلسی کی بات مانی جائے یا جناب محمد یعقوب کلینیؒ کو برسرِ حق سمجھا جائے ؟ اِن دونوں علما میں چھ سو سال کا زمانہ حائل ہے ۔ چھ سو سال بعد والا عالم کن ذرائع سے یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ فلاں راوی یا روایت ضعیف ہے یا تھی ؟ اس چھ سو سال میں سینکڑوں تخریب کاروں نے طرح طرح کی فریب سازیاں کیں ، غلط بیانات و روایات کو شہرت دی ۔ حکومتوں نے اپنی اپنی

پالیسیوں کو مذہب کا رنگ دیتے ہوئے دین کی تاریخ ومسائل میں طرح طرح کی تبدیلیاں کیں۔اس تمام تغیر وتبدل کے بعد علامہ مجلسی تو علامہ ہیں فرشتے بھی یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ فلاں حدیث ضعیف ہے۔

بہرحال ہم احادیث وآیات کے مقابلہ میں کسی عالم کی ایسی بات نہیں مانتے جو آیات واحادیث میں عیب جوئی کرتی ہو۔لہٰذا ڈھکو ہوں یا مجلسی ہوں ۔ یہ خاطی انسان ہیں اوران کے ہرذاتی فیصلے میں غلطی کا ہرحال میں امکان ہے ۔ اورامکان ہو یا نہ ہو یہ تو ماننا پڑے گا کہ یہ حضرات مذہب شیعہ پر اعتراضات کو مستحکم کرنے میں مددگار رہے ہیں۔اوراگر واقعی جناب محمد یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ نے عمداً ضعیف اورنا قابل اعتبار احادیث کافی میں لکھی ہوتیں تو ہم ان کی مذمت کرنے میں بھی تکلف نہ کرتے ۔ پھر اگر ہمارے آئمہ علیہم السلام (معاذ اللہ) معصومؑ نہ ہوتے اورایسی حدیثیں بیان کردیتے جو ڈھکوایسے تھرڈ کلاس آدمی کو بھی ناپسند ہوں تو ہم ایسے خاطی راہنماؤں کو باقی خاطی لوگوں کے ساتھ شامل کردیتے۔اوردیگر خاطی راہنماؤں کی طرح ان کی بھی مذمت کرتے ۔ہم صرف آیات اورمعصومؑ احادیث کے طرف دار ہیں۔رہ گئے باقی خاطی لوگ خواہ وہ علما ہوں یا جہلا ہوں صحابہ ہوں یا بعد والے ہوں، اُن کی غلط بات کو غلط کہنا اورصحیح بات کو صحیح ماننا بحکم خدا ورسولؐ واجب ہے۔لیکن ان کی تباہ کن باتوں ،غلط تصورات وعقائد واقوال کو چھپانا ،تاویلیں کرنا حرام وگناہ کبیرہ ہے۔اوراس حرام پر عمل کرکے ہی نام نہاد علمانے مذہب کو بدنام کیا ہے۔اورہم یہی

ثابت کررہے ہیں کہ مذہب شیعہ پر کبھی کوئی اعتراض نہیں ہوا نہ ہوسکتا ہے۔ اعتراضات غلط قسم کے علما کی غلط بکواس یا تحریروں پر ہوتے رہے اور میں بھی ان ہی پر تنقید واعتراض کررہا ہوں۔ اور ڈھکو اینڈ کمپنی کے مناظرانہ روزگار کو بند کرانا لازم سمجھتا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ شیعہ وسنی مومنین اپنے اپنے غلط علما کے غلط اقوال اور تحریروں کو رد کردیں اور آئندہ غلط بکواس کرنے والوں کا مقاطعہ کریں۔ مناظرانہ کتابوں کو پڑھنا خریدنا اور رکھنا بند کردیں تاکہ امت میں اتحاد وہم آہنگی پیدا ہو۔ اور آئندہ غلط علما، غلط لیڈر خانہ نشین ہوجائیں یا توبہ کرکے اپنی روش بدلیں۔

زیر بحث روایت میں یہ تو ہے کہ عورت کے رپورٹ کرنے پر اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا گیا۔ حضرت علی علیہ السلام کی وضاحت پر عورت کو بری کردیا گیا۔ لیکن کوئی نہیں بتاتا کہ اُس چرواہے کو عدالت میں کیوں نہ بلایا گیا؟ اُس عورت نے چرواہے کو سزا کے لئے کیوں بلانے کا تقاضہ نہ کیا؟ اگر یہ تزویج نہ ہوتی، زبردستی یا اضطرار کی صورت ہوتی تو وہ عورت اور کوئی اور عورت یوں خاموشی سے عدالت میں نہ پہنچتی۔ اُس کا اکیلے آنا، چرواہے کے خلاف استغاثہ نہ کرنا اور صرف وہ اسباب وعلل اور واقعات بیان کرنا جو پیش آئے۔ اس لئے تھا کہ وہ دین کے ذمہ دار افراد کی طرف سے توثیق وتصدیق کے بعد جنسی تعلقات کی یہ صورت جائز ہونے کی سند لے لے۔ اور آئندہ وہ دونوں شوہر وزوجہ کی ذمہ داری سنبھال لیں۔

چونکہ وہ عورت تنہا آئی اور مجرم کے خلاف غم وغصہ کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ یہ

کہا کہ ''میں نے زنا کیا ہے'' (زَنَیْتُ) یعنی باختیار ہوتے ہوئے ایک ایسا کام کیا ہے جو زنا کہلاتا ہے۔ لہٰذا مجھے پاک کردو (طھرنی) حضرت علی علیہ السلام زانی کی عدم موجودگی، لب ولہجہ اور صورت حال پر مطلع ہوتے ہوئے فرمایا کہ بخدا یہ صورت **دونوں کے زوجہ وزوج یعنی جوڑی** بن جانے کی ہے زنا نہیں ہے۔ یہ ہے ہمارا جواب کہ اس کے بعد کوئی سوال واعتراض سر نہیں اٹھا سکتا۔ اور وہ ہے اس ملعون کا جواب جس میں عدالت اور مجسمہ عدل علیہ السلام بھی مجرم بنتے ہیں کہ انہوں نے مجرم کو کیوں حاضر نہ کیا؟ کیوں عورت کے بیان پر یقین کر کے فیصلہ کیا؟ کیوں اسے پاگل نہ سمجھا کہ وہ ایک ایسے جرم کا اقرار کر رہی ہے جس کی سزا بڑی دردناک موت ہے۔ جس سے ہر عقلمند محفوظ رہنا چاہتا ہے۔ اُس جبر کا پتہ کیوں نہ لگایا جو اسے اقبالِ جرم پر مجبور کر رہا ہے؟ ایسا خطرناک اقبال جرم کرنے والے کو دماغی توازن کھو بیٹھنے والا سمجھنا، پھر اسے اس کی عقل وہوش حاصل کرنے میں مدد دینا، خطرہ سے بار بار مطلع کرنا ضروری ہے۔ جب یقین ہو جائے کہ وہ سو فیصد عقل وہوش کی باتیں کر رہا ہے تب مقدمہ دائر ہوگا۔ مزید تحقیق وتفتیش ہو کر فیصلہ تک پہنچا جائے گا۔ سنتے ہی سنگسار کرنے کا حکم دے دینا قانون سے سو فیصد ناواقفیت کی دلیل ہے۔ لہٰذا آفتاب والا ہو یا ڈھکو ہو یا دونوں ہوں یہ اُدھر حضرت عمر اور حضرت علی علیہ السلام کو مجرم بناتے ہیں۔ ادھر اسلامی مسائل سے نفرت پیدا کرتے ہیں تو اِدھر احادیث کی کتابوں کو غلط قرار دیتے ہیں اور علامہ مجلسی مجتہدین کے دباؤ سے حدیث کو ضعیف لکھ مارتے ہیں۔ اور یوں

تخریبِ دین مکمل ہو جاتی ہے اور مسلمانوں کو لڑاتے اور دولت کماتے اور مناظرے کے اکھاڑے جماتے رہنے کا لامحدود سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔فرقوں پر فرقے بنتے چلے جاتے ہیں اور امت تباہ و برباد کر کے رکھ دی جاتی ہے۔

(8)۔ کافی میں ڈھکو کو بکواس اور حماقت نظر آتی ہے

ہم نے کئی مرتبہ عرض کیا ہے کہ ہم اس کتاب میں وہ سازش بیان کریں گے جو ڈھکوی اور ابلیسی علما نے ایک ہزار سال سے امت محمدیہؐ میں برسر کار رکھی ہے۔لہٰذا ہم ان اعتراضات کے جوابات میں نہ الجھیں گے جو یہ دونوں گروہ ساز باز کے ماتحت کرتے ہیں۔مگر جہاں صحیح جواب کا تقاضہ ہوگا ضرور شیعہ و سنی قاریوں کو مطمئن کر دیں گے ۔لہٰذا قارئین ڈھکو کی اور ڈھکوی مددگاروں کی وہ چالیں دیکھتے جائیں جن سے اسلام میں تفرقہ کی سازش جاری ہے۔اور جسے آپ نے بند کر کے امت کو نجات دلا نا ہے۔ڈھکو جواب لکھتے ہیں کہ:۔

1۔''یہ چند جملے''وَاَنتُم سُکارٰی ''کو چھوڑ کر صرف لَاتَقرَبُوا الصَّلوٰة کے طور پر جس طویل عبارت سے لئے گئے ہیں۔وہ فروع کافی کے صفحہ 251 سے لے کر صفحہ 254 تک قریباً چار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔اس کے متعلق پہلی گزارش تو یہ ہے کہ یہ کسی امام معصومؑ کا کلام نہیں۔بلکہ یونس بن عبدالرحمٰن (راوی) کا کلام ہے۔ وَکَلامُ غَیر الْمَعْصُومِ لَیسَ بِحُجَّةٍ''(مسلسل لکھا کہ:)

2۔''دوسری بات یہ ہے۔کہ یہ کلام اس قدر پیچیدہ اور اُلجھا ہوا ہے کہ اُس

سے کوئی مفہوم اخذ کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ چنانچہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ بھی یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ **لا یخفی مافیہ اِلٰی آخر الباب مِنَ الْخَبْطِ و الاضطراب** یعنی اس کلام میں جو کچھ **خبط واضطراب** پایا جاتا ہے۔ وہ مخفی نہیں ہے۔ (مرآۃ **العقول** جلد 3 صفحہ 528)(ڈھکوی تجلیات۔صفحہ 334)

(الف)۔ مسٹر ڈھکو نے کیا کہا؟ اور ہم کیا سمجھے

ڈھکو کی پہلی کوشش تو یہ ہے کہ وہ اپنے بڑے بھائی پر الزام لگائے کہ اس نے جو کچھ لکھا وہ حقیقی مفہوم کو خبط کرنے کے لئے ایسی جگہ سے اور اتنا لکھا کہ جو غلط مطلب پیدا کرے۔ ڈھکو اس الزام تراشی میں کاذب اور فریب ساز ہے۔ اور آفتاب ہدایت والے ابلیس نے جو کچھ لکھا وہ عبارت پوری اور با معنی ہے۔ اور اسی لئے ڈھکو نے وہاں آفتاب ہدایت کا صفحہ......بھی نہیں لکھا کہ قاری پتہ نہ چلا سکے۔ ڈھکو کی دوسری کوشش یہ ہے کہ کافی کی عبارت کو غلط، مبہم اور بے جوڑ اور بے معنی بنا کر دکھائے۔ چنانچہ جناب مجلسی کا وہ بیان لکھ دیا جو انہوں نے ڈھکوی اصول کے ماتحت سمجھا تھا۔ یعنی علامہ محمد یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب کافی میں ایسی روایت لکھ دی ہے جو ایک خبط الحواس آدمی کی بک بک اور جھک جھک سے زیادہ نہیں ہے۔ یعنی مسٹر ڈھکو اور مجلسی صاحب علامہ کلینی سے زیادہ سمجھ دار اور محتاط علما ہیں۔ اور یہ بات کوئی شیعہ تسلیم نہ کرے گا کہ وہ ہستی جس سے امام زمانہ علیہ السلام رابطہ رکھیں اور جس کی کتاب کو شیعوں کے لئے (كَافٍ لِشِيْعَتِنَا) کافی ہونے کی سند دیں وہ کتاب خبط الحواس

بکواس کی حامل ہواور وہ بزرگ عالم ڈھکو اینڈ کمپنی سے گھٹیا درجہ کا ہو؟ اور تیسری بات غلطی سے یہ لکھ دی کہ "غیر معصوم کی کوئی بات کسی کیلئے دلیل و حجۃ نہیں ہوتی۔" ہم ڈھکو سے سو فیصد اس بات میں متفق ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ مسٹر ڈھکو اینڈ کمپنی غیر معصوم ہے۔ لہٰذا ان کی کوئی بات کوئی فیصلہ اور کوئی تحقیق کسی شیعہ کے لئے حجۃ اور قابل قبول نہیں ہوتی۔ پھٹا کھاؤ جہنم جاؤ۔

(ب)۔ **ہم ڈھکو سے پھر متفق ہیں کہ وہ اور علما حجۃ نہیں ہیں**

یہاں تمام مسلمان عموماً اور ہمارے محبان اہل بیت علیہم السلام خصوصاً نوٹ فرمائیں کہ ہمارے تمام بیانات اور بحثوں کی تصدیق مزید علامہ الشیخ محمد حسین ڈھکو مجتہد کے قلم سے ہورہی ہے۔ لہٰذا سنی وشیعہ مومنین ہمارے موقف سے متفق ہوجائیں۔ اور کلام اللہ وکلام معصومؑ کے علاوہ کسی اور کی بات کو، دلیل کو، فیصلہ اور فتوے کو حجۃ اور قابل توجہ نہ سمجھیں۔ اور یہ بھی کہ اُس تمام سامان کو بکواس سے زیادہ کوئی حیثیت نہ دیں جو کلام اللہ اور کلام معصومؑ کے الفاظ میں نہ ہو۔ خواہ دنیا کے تمام علما یا اقوام مل کر مانتے ہوں۔ ڈھکو کہتے ہیں کہ:۔

"باقی رہی یہ بات کہ علامہ سید دالدار علی (یعنی غفرانمآب) اعلی اللہ مقامہ نے اساس الاصول میں بِـــدَاء کا انکار کیا ہے۔ مؤلف نے اُن کی اُسی کتاب کے صفحہ 419 کا حوالہ دیا ہے۔ ہمارے پاس اُس کتاب کا جو نسخہ مطبوعہ لکھنو موجود ہے۔ وہ تو کُل صفحہ 228 پر تمت بالخیر ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اس میں صفحہ 419 پر اس عبارت

کے تلاش کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اگر بالفرض انہوں نے انکار کیا بھی ہے؟ تو یہ اُن کی ذاتی رائے ہے جو ہمارے لئے حجت نہیں۔ ہمارے لئے تو شریعت مقدسہ میں اگر حجت ہے تو یا قرآن، یا سرکار محمد وآل محمد علیہم السلام کا فرمان، وبس۔ اور جب وہ دونوں بدَاء کی حقانیت وصداقت پر شاہدینِ عدلین کے طور پر ناطق ہیں تو پھر اس کے صحیح ہونے میں کیا کلام ہوسکتا ہے؟ اور کسی عالم کے انکار کرنے سے اس کی صداقت کس طرح مشتبہ ہوسکتی ہے۔'' (تجلیات صداقت صفحہ 281)

علامہ ڈھکو کا یہ بیان اُدھر اُن کی تمام تصنیفات اصول الشریعہ وغیرہ کا ردوابطال کردیتا ہے اور اِدھر نظام اجتہاد واجتہادی مسائل ومجتہدین کا ستیاناس کرڈالتا ہے۔

ایک لطیفہ:۔ ڈھکو صاحب نے یہ کہہ کر کہ کتاب اساس الاصول میں کل دوسو اٹھائیس (228) صفحات ہیں۔ لہٰذا آفتاب والے حوالہ صفحہ 419 اس کتاب میں تلاش کرنا ہی غلط ہے۔ مگر مسٹر ڈھکو نے اپنی تجلیات میں آفتاب ہدایت کا حوالہ صفحہ 74 لکھا اور بتایا کہ عثمان کی فضیلت غلط لکھی ہے (تجلیات 82) پھر اس کا جواب دیا ہے۔ ہم نے چاہا کہ ہم آفتاب ہدایت کے صفحہ 74 پر وہ بیان دیکھیں جس کا ڈھکو نے ذکر کیا ہے لیکن صفحہ 74 پر وہ ذکر ہی نہیں ہے۔ آخر سوچا کہ محمد حسین نے کوئی غلطی کی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ (47) کو ادل بدل کر (74) لکھ دیا ہو تو واقعی وہ بحث صفحہ 47 پر موجود تھی۔ اگر ڈھکو صاحب ذرا عقل سے کام لیتے تو صفحہ 419 کی جگہ صفحہ 219 دیکھ لیتے۔ ہوسکتا تھا کہ وہاں حوالہ مل جاتا۔ پھر کتاب کا سائز بدل

جانے سے صفحات کی تعداد گھٹ بڑھ سکتی ہے۔ مگر ڈھکو تو خود ایک لطیفہ ہے۔ جہاں ڈھکو موجود ہو وہاں کوئی چیز کیسے کھلی رہ سکتی ہے؟ ان کا سایہ پڑتے ہی ہر چیز ڈھکتی چھپتی اور تاریکی میں غائب ہوتی چلی جاتی ہے۔

(9)۔ شیعہ کتابوں میں غلط ومتضاد روایات ہیں۔ کافی مصدقہ امامؑ نہیں ہے

شیعہ علما اور شیعوں کے لکھے پڑھے مومنین **ایک ہزار سال** سے یہ کہتے اور سمجھتے چلے آئے ہیں کہ حدیث کی سب سے بڑی اور معتبر کتاب **کافی** کو حضرت حجۃ امام آخر الزمان علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا تھا اور اس کتاب کو شیعوں کیلئے کافی قرار دیا تھا (کَافٍ لِشِیۡعَتِنَا) اور یہ کہ امام علیہ السلام کے اسی جملے کی وجہ سے اس کتاب کا نام **کافی** مشہور ہوا ہے۔ لیکن حضرت علامہ ڈھکو کا بیان ملاحظہ ہو کہ موصوف شیعوں کی تمام روایات اور **کتاب کافی** کو ساقط الاعتبار ثابت کرتے ہیں ارشاد ہوتا ہے کہ:

''اس سلسلہ میں مولف (کتاب آفتابِ ہدایت) نے جو روایات کتبِ شیعہ سے نقل کی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی صحیح السند نہیں ہے۔ چنانچہ اس سلسلے کی پہلی روایت جو علامہ محمد باقر مجلسی نے حیات القلوب میں بحوالہ کتاب قرب الاسناد (شیخ ابوجعفر) مروی ہے۔ اس کی سند میں مسعدہ بن صدقہ موجود ہے۔ جو سُنّی المذہب ہے۔ (ملاحظہ ہو رجال حائری صفحہ 300 کذافی رجال استرآبادی ورجال الشیخ طوسی وغیرہ) لہٰذا وہ بدیں وجہ ناقابل استدلال ہے۔ اور دوسرے ثبوت میں **اصول کافی** کے حوالے سے جو عبارت نقل کی جارہی ہے۔ یہ سرکار (علامہ) کلینی کی

ذاتی رائے ہے۔ اسے روایت قرار دے کر اس پر استدلال کی دیوار کھڑی کرنا خیانت مجرمانہ ہے۔ علاوہ بریں اصول کافی کو بار بار مصدقۂ امام مہدیؑ ظاہر کرنا بھی درست نہیں۔ جب کہ علمائے اسلام نے اس بے سر و پا قصے کی رد کر دی ہے۔ ملاحظہ ہو روضات الجنات، دارالسلام وغیرہ۔ اور تیسرے ثبوت میں تحفۃ العوام سے صلوات کے جو فقرے نقل کئے گئے ہیں۔ اوّلاً تو یہ صلوات باسناد کسی امام علیہ السلام سے مروی نہیں ہے۔ ثانیاً ممکن ہے کہ جناب رقیہ وام کلثوم سے بناتِ امیر علیہ السلام مراد ہوں۔ جو رسوؐل اللہ کی نواسیاں ہونے کی وجہ سے بناتِ رسوؐل کہلاسکتی ہیں۔ (کماترجمہ مفاتیح الجنان) اور چوتھے ثبوت میں علامہ محمد باقر مجلسی کی کتاب حیات القلوب صفحہ 294 سے جو یہ نقل کیا گیا ہے کہ عثمان نے مع اپنی زوجہ رقیہ دختر رسولؐ کے حبشہ کی طرف ہجرت کی یہ حیات قلوب جلد2 صفحہ 509 کی اُس روایت کے مخالف ومناقض ہے جو محمد باقر مجلسی نے اسی صفحہ پر ایک سوال کے جواب میں نقل کی ہے۔ کہ جنگ بدر کی طرف جاتے وقت آنخضرتؐ نے رقیہ کا عقد عثمان سے کر دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ جنگ بدر ہجرت مدینہ کے بعد واقع ہوئی اور ہجرت حبشہ اس سے پہلے۔ لہٰذا یہ آثار (احادیث) اپنے اختلافات اور انتشار کی وجہ سے نا قابلِ اعتبار رہیں۔'' (تجلیات ڈھکوی صفحہ 198)

(10)۔ علامہ ڈھکو نے نہایت چالاکی سے تمام علمائے شیعہ کی مذمت کی ہے

قارئین کے دیکھنے کی یہ بات ہے کہ آفتابِ ہدایت کے مصنف نے جن علما

کو اپنے ثبوت میں پیش کیا ہے۔اورجنھوں نے اپنی اپنی کتابوں میں رسولؐ اللہ کی حضرت خدیجہؑ سے چار بیٹیوں کا ہونا مان لیا اور اُن کے نام زینب ورقیہ اورام کلثوم اورحضرت فاطمہؑ تسلیم کئے ہیں، وہ کون کون ہیں؟ اورشیعہ مذہب میں ان کا مقام کیا ہے؟ لہٰذا دیکھیے کہ ان میں جناب علامہ محمد یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ ہیں۔جن پر اورجن کی کتاب کافی پر مذہب شیعہ کا دارومدار ہے۔پھر جناب صدوق رضی اللہ عنہ ہیں جن کی کتاب **من لا یحضرہ الفقیہ** کافی کے بعد احادیث کی بہت معتبر وضخیم کتاب ہے۔ان کے بعد جناب علامہ مجلسی اوران کی مشہور عالم کتاب حیات القلوب ہے۔اوران تمام حضرات نے بلا تکلف آنحضرؐت کی چار بیٹیاں مانی اورلکھی ہیں اورجناب ڈھکو صاحب نے بھی لکھ دیا کہ:۔

''ثانیاً اوربنا برتسلیم ایں کہ یہ محترمات آنحضرؐت ہی کی صلبی بیٹیاں ہیں۔تاہم اس سے نہ ہمارا کوئی نقصان ہوتا ہے اورنہ مخالفین کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔کیونکہ قریباً تمام کتب سیر وتواریخ اہل سنت میں تصریح موجود ہے۔کہ ام کلثوم اوررقیہ یکے بعد دیگرے زوجیت عثمان میں آنے سے قبل عتبہ وعتیبہ پسران ابولھب کے حبالہ عقد میں تھیں۔'' (تجلیات ڈھکوی صفحہ 196)

(الف)۔ مسٹر ڈھکو کا مذہب کیا ہے؟؟

مندرجہ بالا سطور میں یہ حقیقت قبول کر لی گئی کہ اگر زینب ورقیہ اورام کلثوم بھی آنحضرؐت کی صلبی بیٹیاں تھیں تو ڈھکو اینڈ کمپنی کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔یعنی آنحضرؐت

کا اپنی بیٹیاں معاذ اللہ مشرکوں کے عقد میں دینا اور کافروں کا ان رسولؐ زادیوں کو اپنی بیویاں بنانا مولانا ڈھکو کے مذہب میں جائز ہے۔ اور رسولؐ اللہ کا کافروں اور مشرکوں سے نکاح جائز سمجھنا اُس وقت تک جائز ہے جب تک قرآن میں مومنات کا کافروں اور مشرکوں سے نکاح ممنوع ہونے کی آیت نازل نہ ہوجائے۔ یعنی مولانا ڈھکو صاحب آنحضرتؐ کو روزِ ازل سے رسولؐ نہیں مانتے۔ بلکہ قرآن کے مجموعی علم سے لاعلم مانتے ہیں گویا جو آیت نازل ہوتی جاتی تھی اس کا علم جہاں دوسرے لوگوں کو ہوتا جاتا تھا رسولؐ اللہ کو بھی ہوتا جاتا تھا۔ یعنی نزولِ قرآن کے دوران تمام صحابہؓ، رسولؐ اللہ کے برابر قرآن کے عالم رہتے چلے گئے یہاں تک کہ تئیس (23) سال میں آپؐ آخر کے چند روز پورے قرآن کے عالم تھے۔ ورنہ صحابہؓ کے ساتھ رفتہ رفتہ آپؐ کا علم بھی بڑھتا گیا اور اسلامی تعلیمات معلوم ہوتی چلی گئیں۔ مطلب یہ کہ حضورؐ کا کوئی حکم بھی پورے قرآن کی روشنی میں نہ تھا نہ ہوسکتا تھا۔ یہی مطلب جناب ڈھکو نے اپنی کتاب اصول الشریعہ (صفحہ 43-42) میں بیان کیا ہے کہ: ''وحی ذات نبیؐ میں داخل نہیں ہے'' اور یہ کہ نبیؐ موجود ہوسکتا ہے حالانکہ وحی سے ابھی کوئی تعلق نہیں ہوتا'' یا یہ کہ ''بعبارۃ النص واضح ہوتا ہے کہ ایک وقت ایسا بھی تھا کہ آنحضرتؐ موجود تھے لیکن وحی نبوت کا سلسلہ جاری نہ ہوا تھا۔'' (صفحہ 43-42) اور یہی عقیدہ شیخی مذہب کے لوگوں کا ہے اور مسٹر ڈھکو شیخی مذہب کے مسلمہ عالم ہوتے ہوئے بھی سازشاً شیخیوں کی مذمت کرتے رہے ہیں۔ ہم نے ثابت کر دیا کہ ڈھکو کے عقائد سو فیصد وہی ہیں جو شیخ

احمد احسائی، کریم خان اور دیگر شیخی علما کے عقائد ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

(ب)۔ علامہ محمد حسین دل کی گہرائی میں شیخی مذہب چھپائے ہوئے ہیں

سنیے کہ شیخی مذہب کے لوگ (علما) آنحضرتؐ کے متعلق کیا لکھتے ہیں؟ شیخی مذہب کے چوتھے سربراہ محمد خان کریم خان کے جانشین نے لکھا ہے کہ:۔

''اقتضائے تن عنصری این است کہ اگر توجہ بطرفی کرد از طرفی غافل باشد ودر یک آن یک تن عنصری دردو(2) محل نباشد۔ چنانکہ اقتضای آن آنست کہ بخورد وبخوابد ومنصدم شود از صدمات واعراض مثل سائز بشر وچون بعرصہ بشر آمدند بلباس بشر جلوہ کردند واز این باب بود کہ معجزاتے ہم ظاہر میفر مودند کہ بشر بدانند کہ آنھا از صفات بشر نیست بلکہ فعل خدا است۔ کہ بردست ایشاں جاری شد......روح ایشان منبعی است کہ از آن منبع فیضھا وعلمھا وقدرت پی در پی بایں بدن شخصی میرسدو ہر چہ از روح ایشان باین بدن رسید دارد ہر چہ نرسید محتاج است کہ باُو برسد۔ پس اگر علمی از روایشان بتنِ ایشان برسد دارند اگر نہ نرسید ندارند وجمیع آنچہ از روح بہ این بدن میرسد تدریجی است۔ اگر چہ درخود روح تدریج نباشد لھذا علمھای ایشان تدریجی بود۔ وشیئًا فشیئًا برایشان واردمیشد۔ وآن ورود وحی الٰہی بود کہ بواسطہ جبرائیل میشد......پس از این باب بود کہ دردنیا تاوحی بہ پیغمبران نمیشد نمیدانستند وبسا از ایشان سوال میشد وحکم آن رانمیدانستند تاوحی برسد واز آئمہ علیہم السلام چیزی سوال میکردند ونمیدانستند حکم آن راتا بایشان الھام بشود وروح القدس ایشان را خبردھد۔'' (ھدایۃ المسترشد۔ صفحہ 166-165)

''مادی عناصر سے بنے ہوئے بدن کا تقاضہ یہ ہے کہ اگر اس بدن کی توجہ ایک

جانب ہوتو دوسری جانب سے غافل ولاعلم ہوتا ہے۔اور یہ کہ مادی جسم ایک ہی وقت میں دومقامات پرنہیں ہوسکتا ہے ۔ یہی سبب ہے کہ مادی جسم رکھنے والے کھاتے اورسوتے ہیں۔اورصدمات اوردوسرے حالات میں متاثر ہوتے اورصدمہ برداشت کرتے ہیں۔جس طرح تمام بشر کا حال ہے وہی ان کا حال ہوتا ہے۔جب میدان بشریت میں آئے تو بشری لباس میں جلوہ کیا ۔یہی وجہ تھی کہ انہوں نے معجزات دکھائے تاکہ باقی بشر یہ سمجھ لیں کہ معجزات انسانی صفات میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ معجزات اللہ کا فعل ہوتے ہیں اوران کے ہاتھوں پر ظاہر ہوتے ہیں۔اُن کو دی ہوئی روح ایک منبع ہوتی ہے۔اُس منبع سے علوم اور فیوض اور قدرت اس انسانی بدن کوملتی رہتی ہے۔جو کچھ اس روح سے اس مادی جسم کو ملتا ہے وہ رکھتا ہے اور جو کچھ اس روح سے نہیں ملتا اس کا محتاج ہوتا ہے کہ اسے دیا جائے ۔پس اگر کوئی علم اُن کو اُس روح سے ملتا ہے وہ ان کے پاس ہوتا ہے۔نہ ملے تو وہ لاعلم ہوتے ہیں۔اور جو کچھ بھی اُس روح سے اِس مادی جسم کو ملتا ہے وہ رفتہ رفتہ ملتا ہے۔حالانکہ روح میں رفتہ رفتہ نہیں آتا۔لہٰذا ان کا علم تدریجی تھا۔اورتھوڑا تھوڑا کر کے ان پر وارد ہوتا تھا۔اوروہ وارد ہونا وحی الٰہی کے ذریعہ تھا جو بواسطہ جبرائیلؑ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دنیا میں جب تک پیغمبروںؑ کو وحی نہ ہوتی تھی کچھ نہ جانتے تھے۔اوراکثر ان سے سوال کیا جاتا تھا تو وحی آنے تک نہ جانتے تھے۔ اور آئمہؑ سے سوال کیا جاتا تھا۔مگر وہ جواب نہ جانتے تھے۔ یہاں تک کہ الہام ہوتا یا روح القدس ان کو خبر دیتی۔'' (صفحہ 165-166)

یہ ہے وہ شیخی مذہب جسے جناب ڈھکو نے اپنی شیعت کی نقاب سے ڈھک کر اور اصول الشریعہ کا لیبل لگا کر تجلیاتِ صداقت کے نام سے شیعہ سنی مارکیٹ میں رکھا ہے اور کھٹ سے لکھ دیا کہ:۔

۔" جناب علامہ محمد یعقوبؒ کلینی نے کافی میں اور جناب علامہ صدوقؒ نے **من لایحضرہ الفقیہ** میں اور جناب علامہ محمد باقر مجلسیؒ نے حیات القلوب میں سنیوں اور بدعقیدہ لوگوں سے سن کر غلط اور متضاد و متناقض اور من گھڑت حدیثیں لکھی ہیں اور یہ کہ وہ تمام علمائے شیعہ جھوٹے اور فریب ساز تھے جنہوں نے یہ مانا اور لکھا کہ کتاب کافی کو حضرت امام عصر علیہ السلام نے مستند قرار دیا تھا اور وہ تمام شیعہ و سنی مومنین فریب خوردہ تھے جنہوں نے اس بے سروپا ناول کو مانا اور اس پر فخر کیا۔"

ان حالات میں اب صرف حجۃ الاسلام الشیخ محمد حسین مجتہد اعظم ہی باقی رہ گئے جو اس اُمت کی راہنمائی کر سکتے ہیں۔ وہی ہیں جو نا قابل اعتماد کتابوں اور علما کے ڈھکے چھپے بیانات میں سے حق ڈھونڈھ سکتے ہیں۔ لہٰذا اُن کی خوشامد و منت و سماجت ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اسم بامسمیٰ بن کر رہے سہے اسلامی ذخیرہ کو بھی نہ ڈھک دیں اور یوں آپ سب کو شیخ و شیخی بنا کر چھوڑ دیں۔

(11)۔ <u>مسٹر ڈھکو جس طرح ہو سکے معصومینؑ کی احادیث اور علما کو غلط ثابت کرینگے</u>

وہ لکھتے ہیں کہ:۔" **فروع کافی** سے امام حسینؑ کے متعلق مؤلف نے جو روایت نقل کی ہے۔ وہ قانونِ روایت و درایت کی رو سے نا قابل استدلال ہے۔

قانونِ روایت سے اس طرح کہ وہ ضعیف السند ہے۔جیسا کہ علامہ مجلسی نے مراۃ العقول ج 3 صفحہ 90 پر تصریح فرمائی ہے۔اور قانونِ درایت سے اس طرح کہ اس میں مذکور ہے کہ امام حسنؑ نے جناب امیرؑ کی شہادت کی مدائن میں امام حسینؑ کو اطلاع دی تھی ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنجنابؑ کی شہادت کے وقت آپ (حسینؑ) کوفہ میں موجود نہ تھے۔حالانکہ تمام کتب سیَر وتواریخ میں اُس وقت آپ کے کوفہ میں موجود ہونے کا تذکرہ موجود ہے۔اور یہ کہ دونوں شہزادوں نے اپنے عظیم والد کے عظیم سانحۂ شہادت پر اس قدر گریہ وبُکا کیا فرمایا کہ ان کی گریہ وزاری سے ساکنان آسمان میں بھی بے قراری پیدا ہوگئی اس سلسلے میں جلاء العیون ، منتہی الآمال، بحارالانوار وغیرہ کتب دیکھی جاسکتی ہیں۔''(ڈھکوی تجلیات صفحہ 543)

(الف)۔مسٹر ڈھکو اور اُن کی سازشانہ کتابیں کلام اللہ وکلام معصومؑ کو رد نہیں کرسکتیں

قارئین مسٹر ڈھکو کو بتائیں کہ کلام اللہ اور کلامِ معصومین علیہم السلام کے خلاف تمام انسانوں اور اُنکی تمام کتابوں کی کوئی پوزیشن ہم تسلیم نہیں کرتے۔یہ تو نظام اجتہاد کا ایک ابلیسی حربہ ہے جو انسانوں کو اللہ ورسولؐ کا مدمقابل بنا کر انسانی قیاس واجتہادی مسائل کو واجب التعمیل، حجۃ ودلیل ماننے کا تقاضہ کرتا ہے ۔ جو انسانی کثرت اور اجماعی فیصلوں کو اللہ ورسولؐ کے برابر لا کھڑا کرتا ہے۔ہم ابلیس اور اسکے قائم کردہ تمام نظام ہائے فکر کو باطل وملعون سمجھتے ہیں۔ہمیں طاغوت اور طاغوتی مذہب ومکتبِ فکر سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا ہے(نساء 4/60)۔ہم نظام اجتہاد کو اپنا حاکم

وراہنمانہیں مانتے۔اسلئے کہ ہم محمدؐ وآل محمدؐ کے سامنے صرف مدائن اورکوفہ ہی کونہیں بلکہ پوری کائنات اورکائنات کے تمام نزدیک ودورمقامات کوحاضراورمسخرسمجھتے ہیں۔ اوراس حقیقت کومان لینے والے شخص کے سامنے تاریخ وسیئر اورلوگوں کا بیان اسلئے صحیح ہے کہ ان غریبوں نے جوکچھ دیکھا وہ لکھ دیا۔یعنی انہیں امام حسین علیہ السلام کوفہ میں موجود ملے تو موجودلکھ دیا۔اورمعصومؑ حدیث نے یہ بتایا کہ آپ اس دوران مدائن (ایران کا صوبہ) میں بھی رہے تو یہ بھی مان لیا۔اس لئے کہ اُن حضراؑت کے لئے زمان ومکان اورفاصلہ رکاوٹ نہ تھا۔لیکن علامہ ڈھکوتو نظام اجتہاد کے پرستار ہیں۔ ابھی ابھی ان کے شیخی بزرگوں کا وہ بیان دیکھا گیا تھا جس میں وہ تمام انبیاؑ اورمحمد مصطفیٰ اورآئمہ اہل بیت علیہم السلام کو مادی وعنصری محتاج جسم والا مجبورانسان مانتے ہیں۔مگر اس کم بخت نے تو یہ بھی بھلا دیا کہ اُن حضراتؑ کے لئے معجزہ تسلیم کیا گیا تھا۔یعنی یہ حقیقی شیخ شیخیوں سے بھی دوقدم آگے بڑھ گیا۔یہ بھی نہ کیا کہ اتنا مان لیتا کہ شاید مدائن کا معاملہ بھی معجزاتی ہو؟ (دشمنانِ محمدؐ وآل محمدؐ پر لاکھوں بارلعنت)

(ب)۔ علمائے شیعہ اورکتب ہائے شیعہ کے متعلق صحیح طریقہ کار؟

چونکہ نزول قرآن کے زمانہ سے رسولؐ اللہ کی نام نہادقوم قرآن کی حاکمیت کومعطل ومجبورکرنے اورطاغوتی راہنمائی کو برسرکار لانے میں کوشاں رہی (سورہ الفرقان 25/27-31)اورزبردست جرائم پیشہ لوگوں سے ساز باز جاری رکھی۔اس لئے مسلمانوں میں اپنی منشاواسکیم کے ماتحت غلط عقائدوواقعات تراش تراش کر، غلط

بیانات واحادیث بنابنا کر پھیلائے اور مشہور کئے۔ پھر تاریخیں اور حدیث اور سوانح عمریوں پر کتابیں لکھوائیں اور اپنی پالیسی کے طرفدار ووظیفہ خوار وتنخواہ دار اہل قلم سے جو چاہا لکھوایا۔ ہر مسجد ومنبر سے وہ تمام واقعات وحالات وکہانیاں پبلک میں پھیلائیں جو طاغوتی تصورات اور مذہب کی تائید کرتی ہوں۔ اس شوروغوغا سے وہ لوگ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے جو اسلام کی حقیقی تعلیمات کو آگے بڑھانے اور باطل سے بچا کر رکھنے میں مصروف محتاط روش رکھتے تھے۔ انہوں نے بھی بعض مشہور چیزوں کو صحیح سمجھ کر اپنی کتابوں میں لکھ لیا اور بحثوں میں الجھتے رہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ گروہ قرآن کے الفاظ میں ردوبدل نہ کرسکا۔ اسے جوں کا توں آگے بڑھنے سے نہ روک سکا۔ بہرحال قرآن کو مشکوک کرنے اور تراجم وتفاسیر میں معنوی اور واقعاتی تبدیلیاں پیدا کرنے اور اپنی پالیسی وتاریخ سے ہم آہنگ کرنے کی سرتوڑ کوششیں برابر بلاناغہ جاری رہیں اور آج بھی علامہ ڈھکو اوران کی پاکستانی وکرمانی پارٹیاں دن رات اسی میں مصروف ہیں۔ مگر ہم نے اور امتِ مسلمہ کے حقیقی علما نے اسلامی تعلیمات کو سمجھنے اور حق وباطل کو الگ الگ کرنے کے لئے محمدؐ وآل محمدؐ صلوٰۃ اللہ علیہم کا یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ہر آدمی کی، ہر قوم ومذہب کی، ہر تاریخ وکتاب کی وہ بات تسلیم کرلی جائے <u>جو کلام اللہ اور کلام معصوؑم کی تائید کرے اور ہر اس بات کا کھلا بے تکلف انکار کردیا جائے جو ان دونوں سے متصادم ومخالف ہو اور قرآن کریم کے الفاظ کے وہ معنی اختیار کئے جائیں جو ہمیشہ سے ان الفاظ کے مصدری معنی ہوں</u> اور اُن تمام معانی

کوٹھکرادیا جائے جونظام طاغوت نے عربی الفاظ کے ساتھ چسپاں کر کے عام رواج دے دیا ہے۔لہٰذا ہم عربی زبان کے قواعد کے مطابق ہر عربی مصدر کے ایک اور صرف ایک معنی مانتے ہیں اور اُس مصدر سے نکلنے والے ہر لفظ میں اُن معنی کو بحال اور باقی رکھتے ہیں۔ یہ نہیں کرتے کہ وہی لفظ جب دوسری جگہ آئے تو دوسرے معنی اور تیسری جگہ آئے تو تیسرے معنی کر کے یہ کہہ دیں کہ عربی زبان کے ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنی ہوتے ہیں۔ یہ ایک مہلکِ دین وایمان طاغوتی فریب ہے۔یہی سبب ہے کہ قادیانی اِسی قرآن سے نبوت کو جاری اور حضرت عیسیٰؑ کو مردہ مانتے ہیں۔شیعہ علما اسی قرآن سے متعہ کو جائز اور سنی حرام کرتے ہیں۔ حالانکہ الفاظ کے مصدری معنی تمام مسلمان فرقوں کو اتحاد کی دعوت دیتے ہیں۔ چونکہ ابلیس اتحاد بین المسلمین نہیں چاہتا اس لئے اس کے نمائندہ علما بھی الفاظ کے معنی ادل بدل کر ترجمہ کرتے اور اپنے تفرقہ پرداز نظام چلاتے ہیں اور ہم تفرقہ سازوں کو ملعون قرار دیتے ہیں۔

(12)۔ عقد ام کلثوم کی آڑ میں تمام علمائے شیعہ کو اوران کی کتابوں کو باطل لکھا ہے

بجائے مذکورہ بالا طریقہ اختیار کرنے کے علامہ ڈھکو نے مناظرانہ اور تجارت کتب کا کاروبار چلانے کیلئے یہ لکھ دیا کہ:۔

''اس سلسلے میں سُنّی شیعہ کتب سے جو روایات یعنی حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔ اس قدر مضطرب اور باہم متعارض ہیں۔ کہ اُن پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔(1) کسی روایت میں یہ ہے کہ حضرت امیرؑ خود اس عقد کے متولی تھے۔(2) کسی میں یہ مذکور ہے کہ

جناب عباس عم رسوؐل کی تولیّت میں ہوا(3) بعض میں یہ درج ہے کہ یہ عقد برضا و رغبت واقع ہوا (4) اورکسی روایت میں یہ لکھا ہے کہ وعید وتہدید شدید (ڈرادھمکا کر) کے بعدعمل میں آیا۔(5) بعض میں یہ ہے کہ اس نکاح کے نتیجے میں ایک لڑکا مسمی بہ زید متولد ہوا۔(6) بعض میں یہ ہے کہ مرگِ پسر کے بعد ماں زندہ رہیں۔(7) بعض میں یہ ہے کہ حق مہر چالیس ہزار درہم مقرر ہوا(8) اور بعض میں یہ ہے کہ صرف ایک ہزار درہم معیّن ہوا۔(9) یہ روایات یا تو بلا سند بعض کتب تاریخ واحادیث میں مذکور ہیں تو وہ بوجہ ارسال واہمال (طاغوتی اصطلاحات) اور جو مُسند (طاغوتی لفظ ہے) وہ بوجہ ضعف رجال نا قابل اعتما د ہیں۔ ان کے اکثر وبیشتر راوی کَذّابُ وَضّاع اوردشمن اہل بیتؑ ہونے کی وجہ سے غیر قابل وثوق ہیں۔'' (تجلیات صفحہ 186)

مولانا صاحب اس کے بعد نام بنام راویوں کی حجامت کرتے ہیں اور آٹھ راویوں کا حال طویل بیان میں لکھتے ہیں۔ہم اختصار کے خیال سے صرف راوی کا نام اورعلامہ کا فتویٰ لکھتے ہیں۔

1۔ ''پہلا راوی سفیان۔(1) اگر یہ سفیان بن عیینہ ہے تو آخر عمر میں مختلط (خلط ملط) ہوگیا تھا۔(2) اوراگر سفیان بن ثوری ہے تو یہ شخص ایسا دشمن اہل بیتؑ تھا کہ حضرت صادقؑ آل محمدؐ نے اسے اپنی بزم قدس میں آنے سے روک دیا تھا۔

2۔دوسراراوی عبدالرحمٰن بن اسلم ہے۔جوضعیف وناچیز ونا کارہ ہے۔

3۔ تیسرا راوی زبیر بن بکار ہے ۔ یہ شخص دشمن جناب امیرؑ اوروضاع الحدیث

(حدیثیں گھڑنے والا) تھا منکر حدیث بھی تھا۔

4۔چوتھا راوی ابن اسحاق ہے۔ جسے کذّ اب ودجال اور معتزلی کہا گیا ہے۔

5۔عطا خراسانی ہے جو ضعیف وکذّ اب اور مفتری۔ ردّی حافظہ والا وہمی وخطا کار تھا۔

6۔ابوحنیفہ ہے۔اُس نے شریعت محمدؐی کو الٹ پلٹ کیا صراط مستقیم کو مشکوک ومشتبہ کیا اوراسلام کے کمر بند کو کاٹ دیا۔7 ابوصالح ہے۔کاذب وحقیر تھا۔8 لیث بن سعد ہے۔مجہول ہے۔'' (تجلیات صفحہ 187-186)

(الف)۔ <u>فروع کافی اورتہذیب الاحکام (علامہ طوسی) کی الگ سے پوزیشن؟</u>

۔''جہاں تک فروع کافی اورتہذیب الاحکام کی روایات کا تعلق ہے۔ان کے متعلق پہلا جواب تو یہ ہے کہ شیعہ علماءِ محققین نے اہل سنت کی <u>''صحاح ستہ''</u> کی طرح اپنی کتب کو <u>''صحاح اربعہ''</u> (یعنی چھ صحیح کتابیں اور چار صحیح کتابیں) نہیں کہا۔ اس لئے اُن (چاروں حدیث کی کتابوں) کے مندرجات کو علم درایۃ کے اصول اورنقدو (تنقیداوربحث) تبصرہ سے بالا نہیں سمجھا جاسکتا۔اور باخبر ناظرین کرام پر یہ حقیقت مخفی نہیں ہے۔کہ یہ (مندرجہ بالا وزیر بحث) احادیث بنابر اصول حدیث صحیح السند نہیں ہیں۔اس لئے وہ حجت نہیں ہوسکتیں۔'' (تجلیات ڈھکوی صفحہ 187)

(ب)۔ <u>قارئین کے سمجھنے اورفیصلہ کرنے کی باتیں</u>

سب سے نمایاں اورواضح مقصد تو یہ ہے کہ قدیم علمائے شیعہ اوراُن کی مرتب کی ہوئی چاروں حدیث کی کتابیں اہل سنت کی کتابوں کی طرح صحیح اورقابل

اعتبار نہیں ہیں ۔اس لئے کہ انہوں نے حدیثیں قبول کرنے اور پھر اپنی اپنی کتابوں میں لکھنے سے پہلے نہ یہ دیکھا کہ حدیث کے بیان کرنے والا سُنّی ہے یا شیعہ ہے؟ نہ یہ سمجھنے اور پتہ لگانے کی کوشش کی کہ حدیث کا راوی کوئی مجہول شخص ہے یا معروف ومشہور آدمی ہے؟ نہ یہ غور کیا کہ حدیث کے بیان کرنے والا سچا ہے؟ یا جھوٹا شخص ہے؟ نہ یہ سوچا کہ راوی خود حدیثیں گھڑ گھڑ کر تو نہیں پھیلا رہا ہے اور نہ یہ پتہ لگایا کہ کہیں وہ راوی بارگاہِ امامتؑ کا ٹھکرایا ہوا تو نہیں ہے؟ نہ یہ خیال رکھا کہ معتزلہ مذہب کا آدمی حدیث بیان کرر ہا ہے؟ نہ اہل بیتؑ کے دشمنوں کی شناخت کر سکے نہ دجال قسم کے مشہور لوگوں سے پرہیز کر سکے۔ نہ وہمی اور خبطی اور افیمیو ں کی بیان کردہ احادیث کو پہچان سکے۔ اور نہ ہی انہیں یہ خبر تھی کہ حدیث بیان کرنے والوں کے سلسلہ میں کوئی گڑ بڑ ہے؟ اور راوی جن لوگوں سے حدیث سننے کا ذکر کرر ہا ہے وہ دنیا میں تھے بھی یا نہیں؟ وہ بیچ کے راویوں کے ناموں میں گڑ بڑ اور ادل بدل تو نہیں کرتا یا ایک دو کو چھوڑ کر زقند (چھلانگ) تو نہیں لگا دیتا۔ الغرض ڈھکو نے جناب علامہ محدث جناب محمد یعقوب کلینی ، جناب علامہ محدث صدوق ، جناب علامہ محدث طوسی رضی اللہ عنہم کو اپنے سے زیادہ جاہل ولا پرواہ اور احادیث معصومینؑ کو تباہ کر ڈالنے والا ثابت کر دیا۔

اور کتاب کافی ومن لایحضرہ الفقیہ اور استبصار وتہذیب الاحکام (کتب اربعہ) کو نا قابل قبول ومشکوک ومشتبہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ تا کہ ڈھکو پارٹی قیامت تک احادیث کی بحث کو جاری رکھے۔ کتابیں لکھتی اور مسلمانوں کو لڑاتی اور روزی کماتی

رہے۔اور احادیث کے متعلق جس کا جو دل چاہے کہتا اور ٹھکراتا رہے۔اور یوں قرآن کی طرح احادیث رسولؐ و معصومینؑ بھی ان کے ماتحت رہیں۔

(ج)۔ اصل اعتراض یعنی حضرت عمر و ام کلثوم پر ایک قرآنی نظر

ڈھکو اینڈ کمپنی نے ایک ہزار سال سے جہاں اسلامی حقائق کو کبڈی کا میدان بنا رکھا ہے۔ وہاں یہ فتنہ ساز گروہ حضرت علیؑ اور حضرت عمرؓ کو بھی اپنی اپنی ٹیم (TEAM) کے کیپٹن بنا کر ہار جیت سے جُہالِ اُمت کو ٹھگتے اور انعامات حاصل کرتے رہے ہیں۔ اور اپنی خود ساختہ کہانیوں اور تاریخ کا دامن پکڑ کر فیصلے کرتے رہے اور میں نہ مانوں کہہ کر نئے گیم، نئے اکھاڑے اور نئے اولمپکس اور نئے ریفری متعین کرتے چلے آئے۔ یہاں تک کہ ہم نے اُس تلعب بالدین کی راہ میں رکاوٹ بن جانے کا کام شروع کر دیا۔ یہ تخریب کار علما، سُنی شیعہ حضرات کو برسرِ پرخاش رکھنے کے لئے طرح طرح کے اشتعال انگیز داؤ مارتے رہے اور کبھی پلٹ کر قرآن کی طرف فیصلے کے لئے نہ آئے بلکہ مذکورہ قوم کے طاغوتی نظام کو اور اُس نظام کے ماتحت تیار کردہ کتابوں اور مسائل کو اپنا راہنما بناتے چلے آئے۔(نساء 4/60-61)

آیئے قرآن سے دریافت کیجئے کہ عورت و مرد میں اسلام کی رو سے جنسی تعلقات کس عمر میں ہونا چاہئیں؟ تو وہ بتائے گا نکاح کی عمر وہی ہے جس وقت بچہ جوان ہو کر اپنا مختار بن جاتا ہے۔ جب اسے دنیا کے تمام کاموں میں ذمہ داری سے حصہ لینے کی بصیرت و قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ جب وہ رشد و ہدایت پر مطلع ہو

چکتا ہے جب اس پر کوئی دوسرا انسان اس کی مرضی کے خلاف اپنا فیصلہ ٹھونسنے کا اختیار نہیں رکھتا ہے (نساء 4/6 وغیرہ)۔ قرآن پر یہ مسئلہ پیش کرنے سے یہ ثابت ہوگا کہ جو کچھ ان دشمنانِ اسلام نے لکھا وہ حضرت عمر کی کھلی توہین ہی نہیں کی بلکہ انہیں مخالفت قرآن کا مجرم بنانے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے۔

پھر قرآن کریم ہی نہیں۔ بلکہ کسی بھی شریف وغیور مسلمان یا کافر سے پوچھئے کہ وہ ساٹھ سال کی عمر میں کئی ایک صاحبِ اولاد عورتوں کا شوہر ہوتے ہوئے، کئی ایک جوان اور شادی شدہ بچوں والے بیٹوں اور بیٹیوں اور پوتوں اور نواسوں کی موجودگی میں ایک ایسی بچی سے جنسی تعلقات قائم کرنے کے متعلق کیا کہتا ہے جو بچی ابھی گود میں بٹھانے اور کھلانے کے قابل ہو؟ ہمیں یقین ہے کہ وہ ایسا سوال کرنے والے کو ایک طمانچہ رسید کرے گا۔ ان بے شرم و بے غیرت اور قحبہ زادوں کو بتاؤ کہ حضرت عمر کیسے بھی ہوں؟ ایسے نہ تھے کہ وہ تم ایسے دیوثوں کے مطاعن کا نشانہ بنائے جائیں۔ عقائد کی بحث اور طرز فکر ایک علمی چیز ہے۔ لیکن ناموس وعزت الگ چیز ہے۔ یہاں مومن ہو یا کافر ہوں۔ سب کے ناموس کا احترام واجب ہے۔ یہ ہیں ڈھکو اینڈ کمپنی کے وہ نعرے اور بحثیں جن میں مسلمانوں کو الجھا کر، لڑایا الگ جاتا ہے۔ ان کی کتابوں اور علما کو الگ مجروح و ناقابل اعتماد قرار دیا جاتا ہے۔ اور لوٹ کھسوٹ اور قتل عام الگ کرایا جاتا ہے۔ اس تمام کاروباری سازش سے بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ اس قسم کے نعرہ بازوں اور بدنہاد علما سے بات بات میں بلکہ ہر بات میں یہ

دریافت کرنے کی عادت ڈالیں کہ جو کچھ تم نے کہا وہ قرآن کی کونسی آیت کی رو سے صحیح یا غلط ہے؟ آیت کا نمبر مانگو اور دریافت کرو کہ کیا اُس آیت کا ہر قرآن میں وہی ترجمہ ہے؟ جو تم اپنے نعرہ یا مسئلہ میں کہتے ہو؟ اس طرح یہ لوگ خواہ شیعہ شرارت پسند علما ہوں یا سنی لیبل کے بدمعاش و بدنہاد علما ہوں، آپ کی صورت دیکھتے ہی اس طرح بچ کر نکلا کریں گے جیسے شیطان لاحول اور قرآن سے بچ کر چلتا پھرتا ہے۔ مثلاً؛

(د)۔ <u>ڈھکو و شیخی علما کا منہ بند کرنے والے چند سوالات</u>

1۔ کون سی آیت میں مسلمانوں کے مُردوں کو ایصال ثواب منع ہے؟

2۔ کون سی آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ: جس کھانے پینے کی حلال چیز پر سورہ فاتحہ پڑھ کر کسی مسلمان مرد یا عورت کی روح کو ثواب پہنچایا گیا ہو وہ چیز کھانا حرام ہے؟

3۔ کس آیت میں نازل ہوا ہے کہ گیارہویں شریف یا بارہ وفات پر فاتحہ کا پڑھا ہوا کھانا حرام ہے؟ یا محرم کی سبیل و نذر و نیاز کا کرنا اور کھانا حرام ہے؟

4۔ اور یہ کس آیت یا آیات کا ترجمہ ہے کہ فلاں مسلمان کی قبر پر یا کسی مسلمان بزرگ کی قبر پر جانا، ادب و احترام کرنا، توسل سے دعا مانگنا حرام ہے؟

5۔ کون سی آیت میں تعزیہ بنانا؟ ذوالجناح تیار کرنا؟ جلوسِ عزا نکالنا، ماتم حسینؑ کرنا، غم حسینؑ میں رنجیدہ ہونا اور تعزیوں، ذوالجناح اور علم پر محمدؐ و آل محمدؐ کے وسیلے سے دعا مانگنا حرام ہے؟

ان حرام حرام اور شرک شرک کہنے کا ورد کرنے والے حرامکاروں اور حقیقی مشرکوں سے

تقاضہ کرو کہ وہ اپنی ذاتی رائے اوراجتہاد داخل کئے بغیر قرآن کے الفاظ میں بات کریں اورفتویٰ دیں ورنہ ان سے کہہ دو کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ:۔

وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡكٰفِرُوۡنَo(5/44)

وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَo(5/45)

وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَo(5/47)

’’۔اور جو کوئی اللہ کے نازل کردہ احکام سے فیصلے نہیں کرتے ایسے ہی لوگ ہیں جو حق پر پردہ ڈالنے والے مجرم یعنی **کافر** ہیںO اور جو کوئی اللہ کے نازل کردہ احکام سے فتویٰ نہ دے وہ غلط کار (**ظالم**) ہےO اور جو کوئی اللہ کے نازل کردہ احکام سے فتویٰ یا فیصلہ نہ دے وہی قانون شکن **فاسق** لوگ ہیں۔‘‘(5/44,45,47 سورۃ مائدہ)

ان کو بتا دو کہ تم یہ سب کچھ بھی ہو اور دشمنانِ اُمت بھی ہو۔ **کافر وظالم وفاسق** ہونا بھی قابل نفرت جُرم ہوتا ہے۔لیکن دشمنِ اُمت ہونا، دشمنِ خدا ورسولؐ ہونا، دشمن انسانیت ہونا تو نا قابل معافی جرم ہے۔لہٰذا تمام نوع انسان کو، ہر مذہب ومکتبِ فکر کے افراد کو، تمام اقوام عالم کے باشعور اشخاص کو ڈھکوی طرزِ فکر رکھنے والے علما سے متنفر رہنا اور ان کے انسانیت کش عزائم اور منصوبوں کو فنا کرنا لازم ہے۔یہی لوگ ہیں جن کے گھڑے ہوئے مذہب سے متنفر ہو کر کمیونزم وسوشلزم اور دوسرے مکاتیب فکر نے جنم لیا ہے۔جنھوں نے نوعِ انسان کو اللہ اور اللہ کے دین سے متنفر کیا ہے۔لوگوں نے اس تخریب کار ٹولے کو اسلام کا نمائندہ اور جانشینِ رسولؐ سمجھا

اوران کی شیطانی تفہیم ہی کو اسلام اور اللہ کے احکام سمجھ لیا۔ یہ طاغوتی گروہ آج کل ایک عالمی حکومت کا خواب دیکھ رہا ہے۔ گردن کی رگیں پُھلا پُھلا کر، لمبا لمبا سانس لے کر فضاؤں میں اسلام کے نام پر طاغوتی نظام کا پرچار کررہا ہے۔ طرح طرح کے دلچسپ ودل فریب نعروں کے لئے دن رات عربی ڈکشنری چاٹ رہا ہے ۔ مگر دانشورانِ اقوام ان کی ہر چال کو چار قدم کے بعد مات دیتے آرہے ہیں۔ اور ابلیس کے اس گروہ کو ہرگز نوع انسان کی گردن پر سوار نہ ہونے دیں گے۔ یہ اسلام کی ڈھال لے کر نکلتا ہے۔ لیکن اب لوگوں نے اُن کو مع اُن کی ڈھال کے تباہ کر دینے کا تہیہ کرر کھا ہے۔ اگر ڈاکو تمہارے ننھے بچے کو سینے سے لگا کر، ریوالور لے کر آگے بڑھتا چلا آرہا ہو تو تمہیں چاہیئے کہ اُسے اِس طرح گولی مارو کہ وہ چیخ مار کر مر جائے ۔ خواہ اس طرح ایک بچہ قربان کرنا پڑے ورنہ ذرا دیر بعد وہ سارے خاندان کو اور پھر اس بچہ کو بھی خاک وخون میں غلطاں کر کے گھر لوٹ لے جائے گا۔ لہٰذا ایسے دشمنان اسلام کی تباہی اس حالت میں بھی جائز ہے جب کہ وہ قرآن سینے سے لگائے ہوئے ہوں۔

(13)۔ علامہ ڈھکو ایک زمانہ میں مومن بھی تھا

قارئین نے یہاں تک برابر دیکھا کہ علامہ شیخی صاحب برابر شیخ احمد احسائی کی طرح ہماری کتبِ اربعہ کو اور دیگر کتب کی احادیث کو غلط ، نا قابلِ اعتبار واعتماد، نا قابلِ استدلال، من گھڑت، اور کذابوں اور دجالوں کی بیان کردہ لکھتا چلا آیا ہے۔ اورسابقہ عنوان میں تو اس نے کافی کے مصدقۂ امام علیہ السلام ہونے کا بھی

انکارکردیاہے۔اب ذرا بارہ سال پہلے والے محمد حسین مجتہد کو دیکھیں اورسوچیں کہ یہ شخص کس سے بِدَک کر شیخیوں میں جاملا اور ملک بھر کے اَسّی فیصد شیعہ مومنین کو شیخی وغالی بنانے کا پروگرام شروع کردیا اور کیوں سارا غصہ محمدوآل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم اورمسلمانوں پراتاردیا؟ یہ وہ زمانہ ہے جب علامہ علی صفدر مرحوم کا طوطی بول رہا تھا۔ اورہم اُس وقت تک اپنے مضامین وتصنیفات اردو زبان کے پریس تک نہ جانے دیتے تھے۔لیکن قوم کی ہرتحریک پرنظر رکھتے اورعلمائے اسلام کی ہرنقل وحرکت کا ریکارڈ تیارکررہے تھے کہ اچانک علامہ علی صفدر مرحوم کے برادر جناب علی احسن صاحب نے ،جوراولپنڈی میں مقیم تھے رابطہ قائم کیا۔اور چند پرچے ھفت روزہ درنجف کےاورایک کتاب علامہ موصوف؛اپنے برادر بزرگ کی ارسال کردی۔احیاء الاسلام نام تھانہایت انوکھی اورمجتہدین کی پول کھولنے میں لاجواب تھی۔مگرعلامہ نے غلطی یہ کی تھی کہ نظام اجتہاد کی مخالفت کے ساتھ ساتھ خودزبردست مجتہدانہ اندازفکر اختیارکیا تھااورتمام سابقہ مجتہدین کوبھی مات کردیا تھا۔چونکہ ہم پرتبصرہ کرنے کا تقاضہ کیا گیا اورہم نہ چاہتے تھے کہ اچھے دل برے ہوجائیں۔اس لئے احسن صاحب کو کتاب کی بحیثیت مجموعی افادیت لکھ کربھیج دی اورلکھ دیا کہ معمولی علمی اختلاف کونظر اندازکرکے میرا تعاون علامہ صاحب کے لئے حاضر ہے۔میرا یہ خط راولپنڈی سے بجنسہ بمبئ بھیج دیا گیا۔ساتھ ہی میرا پتہ بھی علامہ کومل گیا۔بس اس کے بعد کیا ہوا؟ یہ ایک بڑی دلچسپ اورضابطہ تحریر میں لکھی ہوئی داستان ہے۔ ڈیڑھ سال تک تحریری

مناظرہ ہوتا رہا ۔ دوسوصفحات کے قریب دونوں طرف سوال وجوابات کا ریکارڈ تیار ہوگیا۔ وہ مجتہدین کی پیروی میں حدیث کے سخت مخالف یعنی دوسرے علامہ ڈھکو تھے ۔ میں حدیث کوغلط کہنا یا کسی بنا پر حدیث کا انکار یا عیب جوئی کفر سمجھتا ہوں ۔ وہ عقل وعقلیات ومنطق وفلسفہ کے شیدااور ماہر، وہ زبردست عالم اور میں طالب علم، وہ نہایت سخت گوطعن وطنز کے ماہر، میں طالب علمی کی حدود میں محدود۔ اُس طرف سے انتہائی درشت زبان کا استعمال اِدھر سے شاگردانہ ومؤدبانہ گزارشات اس لئے کہ اُن کی عمر میرے والد صاحب سے بھی زیادہ تھی ۔ اوراس لئے کہ میں ان میں دینی جوش وجذبہ وخلوص کی فراوانی دیکھ رہا تھا۔ بہرحال ایک دن انہوں نے نہایت مودبانہ خط لکھا ۔ اپنے تمام قلمی مسودات اصلاح کے لئے ارسال کردیئے اور میرا موقف اختیار کرلیا، یہ تمام سامان یہاں موجود ہے ۔ اللہ انہیں جو ارآئمہ علیہم السلام میں بہترین مقامات عطا کرتا رہے۔ آمین

یہی علامہ علی صفدر تھے کہ جنہوں نے تمام علمائے شیعہ کا ناطقہ بند کردیا تھا۔ انکے ایک مضمون پر بدقسمتی سے جناب ڈھکو نے تنقید کردی بس پھر کیا ہوا؟ یہ بھی ایک داستان ہے جو شائع ہوچکی ہے۔ اُس زمانہ میں ہم سرگودھا میں تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب پرنسپل مدرسہ محمدیہ سے بڑی پرخلوص محبت تھی محبت آج بھی ہے۔ مگر اس وقت تک مولوی صاحب مومن تھے، شیعہ عالم کہلانے کے مستحق تھے ۔ دل میں اُن کے کیا کیا منصوبے تھے؟ اُن کا مادی ثبوت کوئی تھا بھی تو وہ میرے سامنے کوئی اختلافی

بات نہ کرتے تھے۔ دن رات اپنے مدرسہ میں میری قصیدہ خوانی کرتے تھے۔ عجیب پیارا وقت تھا انکی باتیں رہ رہ کر یاد آتی ہیں۔ ہر دفعہ سینے سے لپٹا کر مجھے رخصت کرنا، میرے بنگلے پر آنا جانا، میرے رخصتانہ کی بڑی عظیم الشان دعوت کرنا، ڈبڈبائی ہوئی پیاری آنکھوں سے الوداع کہنا بہت دردانگیز ہے۔ بہر حال میرے سرگودھا ہی کے قیام میں اُنکی علی صفدر کے مضمون پر تنقید درنجف میں شائع ہوتی رہی۔ آج وہ پرانا ریکارڈ نکال کر آپکے سامنے رکھتا ہوں اور دکھاتا ہوں کہ ڈھکو صاحب پر ایک زمانہ میں میری صحبت کا کیا اثر تھا۔ اور میرے چلے آنے کے بعد ڈھکو صاحب کو کیا ہو گیا؟ انہیں بار بار خطوط میں سمجھایا کہ بھائی یہ طرز تحریر بند کر کے مجھ سے تبادلہ خیال کرلو۔ اگر میں آپ کو مطمئن نہ کر سکوں تو اتمام حجت ہو جائے گا۔ پھر آپ دل کھول کر اپنے تصورات اور اپنا مسلک پیش کریں۔ لیکن علامہ نے ہمیشہ ٹالنے کے خطوط لکھے۔ یہ سب ریکارڈ شائع کر دیا جائے گا۔ اور امید تو یہ بھی ہے کہ شاید مولانا محمد حسین صاحب پھر قبلہ و کعبۂ دل بن جانے کیلئے اپنی تحریروں سے نادم ہو جائیں اور علی صفدر مرحوم کی طرح میرے دل میں آ بیٹھیں۔ آمین ثم آمین۔ بحق معصومؑین آمین۔

اب ہم یہ دکھاتے ہیں کہ جناب علامہ پہلے کتب اربعہ اور کتب اربعہ میں مرتب شدہ احادیث کیلئے کیا تصور رکھتے تھے۔ اور یہ کہ وہ مجتہد ہوتے ہوئے اخباری علما کے مداح تھے اور احادیث معصومین علیہم السلام کی تائید و حمایت کیا کرتے تھے۔

(الف)۔ شیعہ مجتہدین کے خودساختہ معاشی فرقے

جیسا کہ ہم نے کتاب ''**مذہب شیعہ**'' میں مجتہدینِ شیعہ کی تفرقہ اندازی کے سلسلے میں بتایا ہے کہ مجتہدین کے ایک گروہ نے ان تمام سیاسی جماعتوں کو کافر وزندیق قرار دے کر زبردستی مذہبِ شیعہ سے خارج کردیا جنھوں نے محمدؐ وآل محمدؐ کی دشمن حکومتوں کو تباہ وبرباد کرنے کی مہم جاری رکھی۔تاکہ یہ گروہ دشمن حکومت سے انعام واِکرام ومعاشی سہولتیں حاصل کرتا رہے۔اُن میں سے مصری حکومت قائم کرنے والی جماعت تھی جن کو اپنے خودساختہ مذہب سے الگ کیا گیا۔اسی طرح اس فتنہ ساز گروہ نے اُن علما کو اخباری کہنا شروع کیا جو زبردست شیعہ محدث تھے۔اوراپنا نام اصولی رکھ لیا تاکہ شیعہ محدثین محدث ہوتے ہوئے بھی اخباری اور بے اصول مشہور ہوجائیں۔ چنانچہ یہ مجتہدین اپنے طاغوتی اصول کی مدد سے کوشش کرتے رہے کہ شیعہ محدثین کو شیعہ پبلک کی نظر سے گرادیں اور آخر مخالف حکومتوں کی مدداورتعاون سے یہ ٹولہ غالب آ گیا۔اور جب موقعہ ملا یہ لوگ شیعہ محدثین کوقتل کراتے رہے۔جلاوطن کرتے اور انکا مال واسباب وگھربارلوٹتے رہے۔جیسا کہ ایک اخباری عالم کا دردناک اور بے گناہ قتل سابقہ صفحات میں مذکورہوا ہے۔یہ تو اِکّا دُکّا واقعات تھے۔لیکن 1000 ہجری کے بعد تو انہوں نے اخباریوں کو بالکل ایک الگ فرقہ قرار دے دیا تھا۔اورغفران مآب کے زمانہ تک اخباری علما کا صفایا کرکے فارغ ہوگئے تھے۔اور جب کوئی بظاہر مقابلہ پرنہ رہا تو چین سے راج کرتے اور شیعہ سنی فساد کراتے رہے۔اور جب دیکھا

کہ کوئی عالم اجتہاد کی ڈگر سے ہٹ کر کچھ کہتا یا لکھتا ہے، فوراً اسے غالی اور مفوضہ قرار دے کر خانہ نشین ہو جانے پر مجبور کرتے رہے۔ یہ سلسلہ برابر جاری تھا کہ ہم اٹھے اور ہم نے ایک طرف سے نظام اجتہاد کا محاسبہ شروع کیا۔ بہرحال اخباری اور اصولی علما پر مسٹر ڈھکو کے ریمارکس ملاحظہ ہوں۔

(ب)۔ <u>شیعہ علما کی دو قسمیں اور دو مکتب فکر (اخباری اور اصولی)</u>

علامہ نے بارہ سال پہلے ایک مومنانہ بیان میں لکھا تھا کہ:۔

''ارباب عقل واطلاع جانتے ہیں کہ فقہی مسائل کے استنباط میں علمائے شیعہ کے بظاہر دو گروہ ہیں۔ مآخذ ومبانیٔ فقہ میں اُن (شیعہ) کے دو مکتب (فکر) ہیں۔ ایک گروہ، اخبارئین ومحدثین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جو استنباط احکام کے سلسلے میں قرآن کے بعد فقط حدیث پر اعتماد کرتا ہے۔ اور اس گروہ کے اکثر بلکہ تمام علما <u>کتب اربعہ</u> کی احادیث کو قطعی صحیح سمجھتے ہیں اور دوسرا گروہ اصولئین ومجتہدین کے نام سے مشہور ہے۔ جو اصول اربعہ یعنی 1۔ کتاب 2۔ وسنت و3۔ اجماع قطعی و4۔ عقل کی روشنی میں احکام کا استنباط کرتے ہیں اور اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اُن میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ سب کی بازگشت قرآن وحدیث میں جد وجہد کرنے اور ان سے اخذ احکام میں ہمت صرف کرنے کی طرف ہے۔ اس لئے بقول شیخ جعفر کاشف الغطا مرحوم کُلُّ مُجْتَهِدٍ عندالتحقيق اَخْبَارِىٌ وَكُلّ اَخْبَارِىٍّ مجتهد۔''

(رسالہ ماہنامہ المبلغ۔ اگست 1964ء صفحہ 6 پہلا کالم)

(ج)۔ انکارحدیث اورانکاراجتہاد ڈھکو کو ناپسند تھے

آ گے چل کر علامہ نے لکھا ہے کہ علامہ علی صفدر نہ مجتہد تھے نہ اخباری تھے۔ بلکہ دونوں کے درمیان مذبذب تھے اور یہ کہ علامہ محمد حسین صاحب جو آج حدیث کے سب سے بڑے منکر اور دشمن ہیں وہ لکھتے ہیں کہ علی صفدر صاحب کا:۔

۔''مجتہدین کے زمرہ سے اس لئے ان کو کوئی تعلق نہیں ہے کہ وہ۔''حرمت اجتہاد''۔ کے بارے میں مستقل رسالہ لکھ چکے ہیں۔ جو ماضی قریب میں۔''کیا اجتہاد حرام ہے؟'' کے نام سے چھَپ کر شائع ہو چکا ہے اور محدثین کے زمرہ سے اس لئے خارج ہیں کہ وہ احادیث کو وضعی وجعلی سمجھتے اور اُن کو علما کی اختراع قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے پہلے مضمون میں احادیث اور علما پر یوں ہاتھ صاف کئے ہیں:

''یہ لوگ شریعت سازی میں سرگرم بھی تھے۔ اور آزادانہ روش رکھتے تھے۔ اور اب رہی حرمت کی سند؟ تو حدیثیں بنا دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔''(اور)

''شریعت سازی میں فقہا یہاں تک آزاد رہے ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کے صریحی احکام کے خلاف فتوے دیئے اور ان فتوؤں کی سند میں حدیثیں وضع کرلیں۔ ایسی سب حدیثیں وضعی ہیں۔ لہٰذا غنا کی حرمت پر جو حدیثیں وارد ہیں۔ وہ سب وضعی ہیں۔'' (درنجف ۔مجریہ 15مارچ 1964ء)

(المبلغ ۔ماہ اگست 1964ء صفحہ 6 کالم دوسرا)

قارئین نے ہماری کتاب''غنا کیوں حرام ہے؟'' پڑھی ہے تو معلوم ہوا ہوگا کہ ڈھکو

نے عزاداری حسینؑ مظلوم کو رو کنے کے لئے مرثیہ اورنوحہ کو غنا میں داخل کر دیا تھا۔

بہر حال ڈھکو صاحب علی صفدر سے اس لئے خفا ہوئے کہ انہوں نے احادیث کے لئے وہی کچھ لکھ دیا تھا جو ڈھکو کے قلم سے اس کتاب میں برابر دیکھا گیا ہے۔

(د)۔ __کتب اربعہ لکھنے والوں کی مدح وثنا ڈھکو کے قلم سے__

بارہ سال قبل وہی علما قابل مدح وستائش تھے جن کو آج کس طرح ذلیل ورسوا کیا جارہا ہے۔(دیکھو سابقہ عنوان نمبر 12 کا الف) سنئے علی صفدر کو نشانہ بناتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

''دیکھئے کس جرأت اور بیباکی سے شریعت سازی کا الزام علماءِ اعلام و مجتہدین ومحدثین عظام پر عائد کیا ہے۔جن میں رئیس المحدثین حضرت شیخ صدوقؒ،ثـــقۃ الاسلام شیخ محمد یعقوب کلینیؒ،شیخ الفرقہ الحقہ شیخ مفیدؒ۔شیخ الطائفہ شیخ طوسیؒ.........(نام لکھنے کے بعد مسلسل لکھا کہ۔''جن کے علمی وعملی اور دینی خدمات اور کرامات کی تفصیل لکھی جائے۔تو اس کیلئے ایک ضخیم جلد درکار ہے۔''

(ماہ نامہ المبلغ اگست 1964ء صفحہ 7-6)

قارئین سوچیں کہ کیا واقعی یہ تمام حمد وثنا قلب کی گہرائی میں بھی تھی یا نہیں؟ اور تھی تو اب اُن علما کو اتنا غافل ودین کو تباہ کرنے اور موضوعی ومن گھڑت اور کذابوں کی حدیثیں جمع کرنے والا کیوں بنا دیا(پیرا نمبر 12 کا الف)؟ اب کیوں ان کی بصیرت ورائے نا قابل حجت ہوگئی؟ ظاہر ہے کہ وہ تو ہزار سال قبل کے علما تھے۔جیسے تھے ویسے رہے۔

مرنے کے بعداُن میں عقائدواعمال کی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔البتہ یہی ماننا پڑیگا کہ اس بارہ سال کے عرصہ میں جناب علامہ محمدحسین ڈھکو بدل گئے اور شیخیت کی چادر پھیلا کر اوڑھ لی۔اورحدیث اورحدیث کی کتابوں اورمحدثین کی مذمت وانکارضروری سمجھ لیا۔

(ہ)۔ **حدیث کاانکارکرنے والوں پرڈھکوی غم وغصہ کتب اربعہ کی تصدیق**

''یہ بات کس قدرتعجب خیزہے کہ یہ محقق جدید جب احادیث واخبار کاانکار کرنے پر اترتے ہیں تو باوجود دعوائے تشیع کے کتب اربعہ اورمذہب شیعہ خیر البریّہ کی دیگرتمام کتب معتبرہ ومُتدَاولہ کی احادیث پر بیک جنبشِ قلم وضعی وجعلی ہونے کافتویٰ صادرکردیتے ہیں۔''(ایضاًالمبلغ صفحہ 8)

مسٹرڈھکو کے اس بیان کی روسے خودڈھکوصاحب مذہب شیعہ سے خارج ہوجاتے ہیں۔اسلئے کہ دعوائے تشیع کرنیوالے پرکتب اربعہ اورحدیث کی مشہورومقبول کتابوں کا صحیح ماننالازم کردیاہے۔اورخودہی کتب اربعہ کوناقابل اعتماداور غیرصحیح کتب اربعہ لکھ دیاہے۔ان میں من گھڑت اورجھوٹی اورناقابل اعتماداحادیث تسلیم کرلی ہیں۔

(و)۔ **ڈھکوصاحب بارہ سال پہلے حدیث وقرآن کولازم سمجھتے تھے**

''ہمارے پاس دوہی چیزیں تھیں۔ایک قرآن اوردوسری رسولؐ وآلِ رسولؐ کی احادیث۔ قرآن متن اوراحادیث اسکی شرح کی حیثیت رکھتی ہیں۔قرآن واحادیثِ معصومینؑ کے درمیان ایسا چولی اوردامن اورجسم وجان اورلازم وملزوم والاتعلق ہے۔کہ ایک کوچھوڑکر دوسرے کے دامن کے ساتھ تمسک کرناممکن ہی نہیں ہے۔''(المبلغ صفحہ 10)

ان دونوں کے ساتھ مسٹر ڈھکو نے جو کچھ کیا وہ قارئین نے مسلسل دیکھا ہے اور کتاب اصول الشریعہ تو صرف انکار حدیث کے لئے ہی لکھی گئی ہے۔

(ز)۔ **علی صفدر مرحوم پر ڈھکو کے تین اعتراض جو ہم نے ڈھکو پر کیے ہیں**

محمد حسین صاحب علی صفدر کے متعلق لکھتے ہیں کہ:۔

(1) ''حضرت مولانا نے بیک جنبشِ قلم تفسیر قرآن کو غلط اور احادیث کو مجہول (خودساختہ) وموضوع (گھڑنت) قرار دے دیا۔''(ایضاً صفحہ 11)

(2) ''تمام احادیث قرآن کے مخالف ہیں۔''(ایضاً صفحہ 11)

(3) ''موجودہ کتب میں انہیں کوئی صحیح حدیث نظر نہیں آتی۔''(ایضاً صفحہ 11)

قارئین نے ہمارے قلم سے یہی شکایت مسٹر ڈھکو کے لئے برابر نوٹ کی ہوگی اور ڈھکو سے شیعہ احادیث کی تصدیق کے بعد پھر ڈھکوی انکارِ حدیث سامنے آنے والا ہے۔

(14)۔ **احادیث کی کہانی، کتب اربعہ کی تصدیق ڈھکو کی زبانی**

حدیثوں کے گھڑے جانے کا اور شیعہ کتابوں میں غلط اور خودساختہ احادیث نہ ہونے کا اعلان سنیئے اور بارہ سال بعد والے ڈھکو کو بتایئے کہ تم نے تو یہ لکھا تھا کہ:۔

(الف) ''یہ صحیح ہے کہ اوائل اسلام اور آئمہ علیہم السلام کے دور میں کچھ حدیثیں وضع کی گئیں۔ مگر آئمہ طاہرین کی چھان بین اور علمائے دین کے مساعی مشکورہ کی وجہ سے جو چند وضعی حدیثیں تھیں۔ اُن کو انبار احادیث سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد احادیث بہت منقح و مصفّٰی ہوکر موجودہ مجامعِ حدیثیہ کی شکل میں ہم تک پہنچیں۔

ہمارے علمائے اعلام **شکر اللہ سعیہم** نے تدوین حدیث کے سلسلے میں جس تتبع اور تفحص اور حزم و احتیاط کو عمل میں لائے اُس کی نظیر نہیں مل سکتی ......لیکن بتقاضائے بشریت ممکن ہے ۔ پھر بھی کوئی وضعی (خود ساختہ) حدیث کتب میں درج ہو گئی ہو ......بایں ہمہ (علی صفدر کا) یہ کہنا کہ اسی فیصد 80% وضعی احادیث ہیں ۔ یہ علاوہ کذب وافترا ہونے کے حضرات آئمہ طاہرین اور علمائے متقدمین ومتاخرین کی مساعیٔ مشکورہ پر پانی پھیرنے کے اور احسان فراموشی کا بدترین مظاہرہ ہے۔''

(ایضاً صفحہ 12)

(الف)۔ <u>شیعوں کے قدیم علمائے محدثین کے خلاف مجتہدین کی کوشش</u>

اب یہ دیکھئے کہ جو الزام مسٹر ڈھکو، علی صفدر پر لگاتے ہیں وہی جرم خود کرتے رہے ہیں ۔ آیئے اور دیکھئے کہ بعد والے مجتہدین حدیث کے ساتھ اپنی ذاتی رائے سے کیا کیا کرتے رہے؟ علامہ لکھتے ہیں کہ:۔

''ہم نے جہاں تک غور وفکر کیا ہے ۔ ہمیں یہی معلوم ہوا ہے کہ علی صفدر صاحب کا یہ کذبِ صریح ایک علمی اشتباہ کا نتیجہ ہے ۔ وہ یہ کہ انہوں نے بعض شروحِ حدیث مثل مرأۃ العقول شرح کافی از علامہ مجلسیؒ وغیرہ میں کہیں یہ دیکھ لیا کہ وہ متعدد احادیث کے متعلق یہ لکھ دیتے ہیں کہ '' **هذا الْحَدِيْثُ ضَعِيْفٌ** '' کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔''

یہاں رک جایئے اور سوچیے کہ علامہ مجلسیؒ نے متعدد یعنی بہت سی احادیث کو کون سے علم غیب سے <u>ضعیف</u> لکھا؟ اور کیوں لکھا ؟ اور کیا ضعیف کے معنی کمزور

وناطاقت وناتوان نہیں ہیں؟اور یہ کہ اگر انہوں نے حدیثوں کی شرح میں ضعیف ہونے کا فتویٰ نہ لکھا ہوتا تو کل علی صفدر اور دیگر علما اور آج خود مسٹر ڈھکو ہر حدیث کے ساتھ ضعیف لکھ کر اسے نا قابل استدلال ، نا قابل اعتماد واعتبار اور مقام اعتقاد میں نامقبول کیوں لکھتے ؟اور حدیث کی کمزوری اور بے بسی پر کسے سند بناتے۔لہٰذا یہ بات طے شدہ ہے کہ علامہ مجلسی نے اپنی ذاتی رائے سے احادیث کو ضعیف قرار دیا اور بقول علامہ ڈھکو ذاتی رائے تو علامہ محمد یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ کی بھی نا قابل اعتنا ہے تو بے چارے علامہ مجلسی تو ان سے تقریباً چھ سو سال بعد اندھیرے میں پیدا ہوئے۔نہ راوی سے ملاقات ہوئی، نہ امامؑ زمانہ سے بات ہوئی،لوگوں کی غلط باتوں سے متاثر ہو کر خود بھی احادیث پر غلط فیصلہ ٹھونس دیا اور آئندہ ہمیشہ کے لئے احادیث کو مشکوک کر دیا۔

پھر سنئے کہ علامہ ڈھکو حدیث پر گزرے ہوئے ظلم وستم سنا رہے ہیں اور ذرہ برابر صدمہ نہیں،کوئی شکوہ نہیں، گویا یہ سب کچھ حدیث معصومینؑ کے ساتھ جائز تھا۔

(1)''علاوہ بریں ارباب دانش واطلاع جانتے ہیں **(2)**(مگر عوام نہیں جانتے) کہ ہمارے یہاں یہ صحیح وحسن وموثق ومرسل اور ضعیف وغیرہ تنویع (یعنی حدیثوں کو مختلف گروپس (Groups) میں تقسیم) احادیث کی اصطلاح جناب سید احمد بن طاؤس استادِ علامہ حلّی یا سرکارِ علامہ حلّی علیہ الرحمہ کے دَور (قرن ہفتم) سے شروع ہوئی ہے۔**(3)** جس کی بنیاد راویوں کے حالات پر ہے۔**(4)** اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ صحت وسقم روایات معلوم کرنے کے لئے وہ قرائن جو بوجہ قرب

زمانہ آئمہؑ وعلماء متقدمین کے پاس موجود تھے۔(5) اب بوجہ بُعد عہدوہ مفقو د ہو چکے تھے۔(6) لہٰذا متاخرین (یعنی مجتہدین) کے پاس سوائے راویوں کی وثاقت یا عدم وثاقت کے روایات کے صحت وسقم معلوم کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہ تھا۔ (7) علمائے متقدمین میں اس اصطلاح کا کوئی وجود نہ تھا (محض سنی مجتہدین کے یہاں موجود تھا)۔(8) اُن کے پاس احادیث کی دو ہی قسمیں تھیں ۔ صحیح اور غلط (وضعی)(9) وہ ہر اُس حدیث کو جس کے متعلق اُن کو بوجہ قربِ زمانہ آئمہؑ طاہرین قرائن خارجیہ وداخلیہ سے ارشاد رسولؐ یا فرمان امامؑ ہونے پر وثوق واطمینان ہو جاتا تھا(10) اُسے وہ صحیح حدیث سمجھتے تھے۔(11) خواہ اس کے راوی کمزور (ضعیف) ہی کیوں نہ ہوں۔(12) اور جس حدیث کے متعلق انہیں قرائن ودلائل سے موضوع ہونے کا یقین ہو جاتا تھا۔(13) وہ اسے موضوع ومکذوب قرار دیتے تھے۔(14) اگر چہ اُس کے رجال سند اچھے ہی کیوں نہ ہوں۔(15) ہمارے اس بیان حق ترجمان سے یہ شبہ بھی زائل ہو جاتا ہے۔(16) کہ حضرتِ شیخ صدوق نے کتاب **من لایحضرہ الفقیہ** کے مقدمہ میں اور **ثقۃ الاسلام** کلینی نے مقدمہ اصول کافی میں احادیث صحیح لکھنے کا التزام کیا ہے۔(17) حالانکہ اُن کتب میں بکثرت ضعاف (کمزور حدیثیں) موجود ہیں۔(18) اس کی وجہ یہی اصطلاحات کا (ڈالا ہوا) اختلاف ہے۔(19) ورنہ اصل میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔(20) لہٰذا ہوسکتا ہے کہ جو حدیث باصطلاح متاخرین ضعیف ہو وہ باصطلاح متقدمین صحیح ہو

(21)اس میں کوئی منافات نہیں ہے۔(22)یہی سبب ہے کہ آپ اصول کافی میں بیسیوں احادیث ایسی پائیں گے کہ جن کی شرح میں علامہ مجلسی نے اُن کو ضعیف قرار دیا ہے۔(23)مگر اصول وفروع کافی میں آپ کو ایک حدیث بھی ایسی نہیں ملے گی جس کے متعلق انہوں نے موضوع یا مجعول ہونے کا فیصلہ صادر کیا ہو۔ (24)بلکہ سرکار علامہ مجلسی نے مرأۃ العقول فی شرح الاصول کی جلد اوّل کے مقدمہ میں تصریح کی ہے کہ(25)ہم نے جو ہر ہر حدیث کے متعلق اس کے صحیح یا حسن یا موثق یا ضعیف وغیرہ اقسام کی تصریح کی ہے(26)تو یہ اس لئے ہے کہ جب کتب اربعہ کی احادیث کے اندر کسی وقت بظاہر اختلاف معلوم ہو(27)تو آسانی ترجیح دی جاسکے۔(28) ورنہ اصول احادیث (سابقہ چار سو حدیث کی کتابوں کا نام) اور کتب اربعہ کی تمام احادیث بلا دغدغہ اور بلا اشکال قابل عمل ہیں۔(29)اسی طرح دیگر اعلام کی تصریحات موجود ہیں ۔(30)بعدازیں یہ بھی کہنا کہ ''حدیثوں کے انبار میں اسی فیصد (80%) حدیثیں بنابر بیان محدثین وضعی ہیں'' کس قدر دیدہ دلیری ہے۔'' (المبلغ مذکور۔صفحہ 12 تا 13 ماہ اگست 1964ء)

ہم نے قارئین کو بڑی زحمت میں مبتلا کیا ہے مگر کیا کریں دشمنانِ اسلام کے قلم سے حق بات لکھوانے اور اُنکے عمل درآمد کو خود اُن کے قلم سے باطل کرنے کیلئے بڑی چھان بین اور محنت وزحمت لازم ہے۔ اگر آپ کیلئے مسٹر ڈھکو کا یہ بارہ سال قبل کا ریکارڈ نہ ملتا تو ہماری باتوں میں اتنا وزن پیدا نہ ہوتا۔ بہرحال مسٹر ڈھکو کے اس طویل

بیان کو ہم نے جملوں کو نمبر دے کر اسلئے لکھا ہے کہ ڈھکو کے بیان میں سے حقائق نکالنے کیلئے ان جملوں کو دوبارہ لکھنے کی جگہ انکے نمبروں کا حوالہ دے دیا جائے۔ لہٰذا آپ ہمارے ساتھ دوبارہ اس بیان میں سے گزریں اور ہماری تصدیق فرمائیں۔

(پہلی نظر) کتب اربعہ اور ان سے پہلی کتابوں میں تمام احادیث صحیح اور قابل عمل تھیں

قارئین کرام سب سے پہلے اس بیان میں یہ دیکھیں کہ ایک ہزار سال سے پہلے لکھی ہوئی تمام حدیث کی کتابوں میں آئمہ علیہم السلام اور قدیم محدثین کی تصدیق شدہ حدیثیں تھیں (جملہ نمبر 9 تا نمبر 14 اور سابقہ عنوان پیرا نمبر 14) اور کتب اربعہ جو آج موجود ہیں ان میں بھی تمام حدیثیں صحیح ہیں (جملہ نمبر 16) اور یہ کہ تمام سابقہ حدیث کی کتابیں، جن کی مسلمہ تعداد چار سو تھی، اور یہ چاروں کتابیں یعنی اصول وفروع کافی، من لا یحضرہ الفقیہ، الاستبصار اور تہذیب الاحکام اپنے اندر جتنی حدیثیں رکھتی ہیں وہ سب بلا شک وشبہ اور بلا کسی دقت اور چھان بین کے قابل عمل ہیں۔ (جملہ نمبر 29-28)

جب یہ تسلیم کرلیا گیا کہ چوتھی صدی تک لکھی ہوئی حدیث کی تمام کتابیں اور ان کتابوں میں لکھی ہوئی تمام حدیثیں صحیح اور شیعوں کے لئے قابل عمل تھیں تو چوتھی صدی کے بعد والے علمائے شیعہ کو اُن تحقیق وتصدیق شدہ حدیثوں پر شبہ کیوں ہوا؟ اور انہوں نے کیوں آئمہ طاہرینؑ اور قدیم شیعہ علما اور محدثین پر اعتماد جاری نہ رکھا؟ یہ دونوں ایسے سوالات ہیں کہ تمام مجتہدین اور مجتہد پرست حضرات اِن کا ایسا جواب

نہیں دے سکتے جسے آئمہؑ تو آئمہؑ ہیں کوئی اور دیانت دار عقل والا مسلمان قبول کرسکے۔اور ہم اسی مقام سے اُس سازش کا ثبوت دیتے آرہے ہیں جو نظامِ اجتہاد نے چند سادہ لوح اور سہولت پسند علمائے شیعہ کو دربارِ عباسی میں کرسیاں اور وظائف ومشاھرے اور جائیدادیں وجاگیریں دے کر ملت شیعہ سے کی تھی۔ اور اُسی زمانہ سے اُن علمائے شیعہ نے اور اُن کے بعد آنے والے ان کے جانشینوں نے مخالف حکومت کی کرسیوں پر بیٹھ کر نظام اجتہاد کے خود ساختہ علوم یعنی اصولِ فقہ، اصولِ حدیث، اصولِ درایت وروایت اور تمام مخالف اصطلاحات، مخالف علما کی مدد اوران کی کتابوں سے مذہب شیعہ میں منتقل کیں۔ اور احادیث معصومینؑ اور قرآن کریم کی آیات کو اُس کافرانہ تقسیم سے ہم آہنگ کردیا جس کا اہتمام رسولؐ کی بار بار مذکورہ قوم نے نزول قرآن کے زمانہ میں کیا تھا اور مطالب قرآن وحدیث کو تباہ کردیا تھا (سورہ حجر 15/89-92) (الفرقان 25/30)۔ تاکہ کسی فریضہ کو کفائی کہہ کر باطل کردیا جائے۔ اور کسی کو منسوخ قرار دے کر راستے سے ہٹادیا جائے۔ کسی حدیث کو ضعیف کہہ کر معطل کردیا جائے کسی راوی کو کاذب کہہ کر حدیث کو رد کردیا جائے۔ چنانچہ جناب ڈھکو نے نہایت بے معنی اور بلادلیل جناتی زبان میں اقبال کیا ہے۔

(دوسری نظر)۔ <u>صحیح اور مصدقہ احادیث کو باطل قرار دینے کے عذرات</u>

ہم لکھ چکے کہ آئمہ اہل بیت علیہم السلام اور قدیم شیعہ محدثین کی احادیث پر بلادغدغہ عمل نہ کرنا اور اجتہادی سازش کے ماتحت احادیث کو ازسرنو <u>صحیح</u> و <u>حسن</u> و <u>موثق</u>

و متواتر و مرسل و احاد و مجمل و مفصل و ناسخ و منسوخ و عام و خاص و مطلق و مقید و مقطوع و مستفیض وغیرہ جیسے بکواس میں تقسیم اور بقول ڈھکو تنویع کرنا اس غرض سے تھا کہ اُن مجتہدین کو مذکورہ بالا مصدقہ احادیث سے جان چھڑانے اور حکومتوں کے اشاروں پر قرآن وحدیث کے خلاف احکام صادر کرنے کی ضرورت آ پڑی تھی۔ لیکن مسٹر ڈھکو اور اُن کے بزرگ مجتہدین کا عذر یہ ہے کہ جو قرائن حضرات آئمہ علیہم السلام اور قدیم شیعہ علما و محدثین کو حاصل تھے وہ بعد والے مجتہدین کے لئے مفقود ہو گئے اس لئے کہ زمانہ زیادہ گزر گیا تھا (جملہ نمبر 4,5)۔ لیکن ہم نے سوال کیا ہے کہ جب مان لیا کہ شیعہ علما اور آئمہؑ کی لکھی ہوئی تمام کتابیں اور حدیثیں صحیح اور قابل عمل تھیں تو ان بہانہ سازوں کو قرائن وغیرہ تلاش کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اور کیوں نہ بلادغدغہ تمام احادیث پر صحیح مان کر عمل کرتے چلے گئے؟ (جملہ نمبر 16، جملہ نمبر 29-28)

(تیسری نظر)۔ کیوں مذکورہ و مصدقہ احادیث کو مشکوک کیا گیا؟

اور ایک بات کبھی نہ بھولیں کہ علما کے مابین جو کچھ ہوتا رہا وہ غلط تھا یا صحیح، اس کو اُنہوں نے اپنی اپنی کتابوں کے قبرستانوں میں دفن رکھا اور کبھی شیعہ سُنّی عوام کو یا دیگر اقوام کے عوام کو اُس تمام الٹ پلٹ کی اطلاع نہ ہونے دی۔ اگر انہیں اِس طرح مطلع رکھا جاتا جس طرح ہم نے اہتمام و انتظام کیا ہے تو عوام نے اس تخریب کار گروہ کو اوّلین صدیوں ہی میں ختم کر دیا ہوتا۔ یہی وجہ ہے اور یہی اس گروہ کے علما کی شناخت ہے کہ وہ لکھا کرتے ہیں کہ:۔

اربابِ علم ودانش جانتے ہیں کہ......اہلِ تحقیق سے پوشیدہ نہیں ہے کہ....

ہم پوچھتے ہیں کہ وہ کون خبیث گروہ ہے جو جان بوجھ کر غلط عقائد اور غلط باتیں کرتا اور اپنی کتابوں میں لکھتا اور جانتا ہے مگر عوام کو نہیں بتاتا کہ وہ کیا کرتے اور لکھتے چلے آتے ہیں؟ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ:۔

حدیث کی صحت اور غلطی معلوم کرنے کے لئے راویوں کے حالات جاننے کو بنیاد بنایا گیا۔اور جس کے حالات سے اطمینان ہوا اسکی بیان کردہ حدیث کو صحیح سمجھ لیا گیا۔ جس کو بے اعتبار پایا اسکی بیان کردہ حدیث کو غلط قرار دے دیا گیا۔(جملہ نمبر 6-3)

سوال یہ ہے کہ وہ کون سی اور کس کتاب کی حدیثیں تھیں؟ جن کو صحیح اور غلط جانچنے کی ضرورت ان لوگوں کو پیش آئی جو بقول ڈھکوسا تویں صدی ہجری میں اور اُس کے بعد پیدا ہوئے ؟ (جملہ نمبر 2) اگر وہ وہی حدیثیں تھیں جن کو آئمہ معصومینؑ اور قدیم علمائے محدثین نے صحیح اور بلا دغدغہ عمل کے قابل قرار دیا تھا؟ تو ان میں رکھے رکھے کیا خرابی پیدا ہوگئی تھی؟ اور اگر کوئی خرابی نہ ہوئی تھی؟ تو کیوں یہ کافرانہ وملعونانہ جسارت کی گئی ؟ اور یہ سوال بھی کرنا ہے کہ ان مجتہدین نے جو راویوں کے حالات معلوم کئے اور لکھے، اُن کے سو فیصد صحیح ہونے اور اس قدر اہم ہونے کی وہ کون سی الہامی دلیل تھی جس کے مقابلہ میں آئمہ اہل بیتؑ اور قدیم شیعہ محدثین کی مصدقہ احادیث کا دوبارہ صحیح یا غلط ہونا تسلیم کرنا واجب تھا؟ اور وہ ذریعہ کس طرح اس قدر یقینی وقابلِ اعتماد تھا کہ احمد بن طاؤس یا محمد باقر مجلسی نے اُن احادیث کو ضعیف ومرسل

وغیرہ قرار دے کر مشکوک کر دیا جو ایک ہزار سال تک معصومینؑ کی مصدقہ تھیں اور جن پر برابر مومنین عمل کرتے چلے آرہے تھے؟ یہ بھی کھل کر بتانا پڑے گا کہ علامہ مجلسی نے یہ حق اور مرتبہ کہاں سے حاصل کیا کہ وہ اپنے بعد آنے والے علما کو جاہل سمجھ کر اُن کے لئے احادیث کو ترجیحی پوزیشن دینے کیلئے ضعیف وغیرہ لکھ دیں؟ اور یہ سمجھ لیں کہ اب اُن سے زیادہ بابصیرت عالم شیعوں میں پیدا ہی نہ ہوگا؟ پھر ڈھکو نے مان لیا ہے کہ:۔

(چوتھی وآخری نظر)۔ کسی راوی کو ضعیف قرار دینا ایک بے معنی عمل تھا

جن راویوں یا حدیثوں کو بعد والے مجتہدین مثلاً علامہ مجلسی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ دوسروں کے نزدیک ضعیف نہ ہوں معتبر ہوں (جملہ نمبر 21-20) اور یہ بھی تسلیم کرلیا کہ علامہ مجلسی کی محنت اور ضعیفی کا چکر ایک ضائع شدہ احمقانہ محنت تھی ،جس سے کوئی حرج واقع نہیں ہوا۔ احادیث ان کے ضعیف کہہ دینے کے بعد بھی صحیح ہی رہیں (جملہ نمبر 20-15)۔ علامہ ڈھکو نے علامہ مجلسی کے نام سے یہ مان لیا کہ کتب اربعہ کی احادیث میں بظاہر اختلاف تو ممکن ہے لیکن حقیقی اختلاف ہرگز نہیں ہے (جملہ نمبر 26) اور یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ حدیث کی یہ تمام قسمیں نہ آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے زمانہ میں کوئی حیثیت رکھتی تھیں نہ علمائے شیعہ نے چھ سات سو سال تک ان اجتہادی اصطلاحات کو شیعوں میں گھسنے دیا۔ (جملہ نمبر 2)

(15)۔ آہستہ آہستہ شیخ جی اپنی شیخی اسکیم پر کاربند ہوگئے

1964ء تک علامہ محمد حسین نے مقلد قسم کے علما کی شیرازہ بندی کی، شیعوں

کے دینی مدارس میں جولوگ منکرینِ حدیث تھے اُن کے یار بنے اور کئی ضمیروں کو ضمیر فروشوں سے خریدا۔ پیش نمازی کے اجازے دھڑا دھڑ دیئے، نمایاں مقامات کی مساجد میں اپنے شیخی نمائندے بھیجے۔کئی ایک نام نہاد روشن خیال رئیسوں کو مذہبی راہنمائی اور نام ونمود کا دانہ ڈالا۔ مناظرانہ کتب لکھنے اوران رؤسا کی مدح کرنے کا جال بچھایا۔ روپیہ وصول کیا اور عقائد شیعہ کی آڑ میں عقائد کو تباہ کرنے کی بنیادی کتاب احسن الفوائد لکھی۔ مقلدقسم کے رضا کارعلما اور نام نہاد مجتہدگروپ کے دس چیدہ افراد نے کتاب پر قصیدہ خوانی کی اور یوں شیخ جی سید وشیخ پر مسلط ہو گئے۔ ملک کے ایک کونہ سے چیلنج ہوا تو دوسری کتاب اصول الشریعہ لکھ کر مذہبِ شیعہ، ملتِ شیعہ اور شیعوں کے راہنماؤں محمدؐ وآل محمدؐصلوٰۃ اللہ علیہم کے چودہ سوسالہ تصورات وتاریخ کو مسمارکردیا۔ اوراَسّی فیصد شیعوں کو غالی، مفوضہ اور شیخی لکھ کر مذہب شیعہ سے خارج کردیا۔ مدمقابل مگر مقلد علما سے ہتھیار رکھوالئے یہاں تک نوبت آئی تب ہمدردانِ قوم نے ہمیں مجبور کر کے ڈھکو کی خدمت میں بھینٹ کر دیا۔ لہٰذا ہم نے نہایت پرخلوص گزارشات پیش کیں اور بتایا کہ ہم علمائے اسلام کو مذہب اسلام نہیں سمجھتے۔ لہٰذا ہم اللہ اوراس کے رسولوںؑ اوراللہ ورسوؐل کی طرف سے مقررکردہ راہنماؤںؑ اورکلام اللہ وکلامِ معصومؑ کے علاوہ کسی کی بات کو اسلام کی بات نہیں سمجھتے۔ یہ میرا مذہب ہے اور میں اسی مذہب کی روشنی میں ڈھکو اوراُن کی قدیم وجدید پارٹیوں کے علما کو امت کے سامنے پیش کروں گا۔ چنانچہ اس سلسلے میں پہلے اپنی کبھی ختم نہ

ہونے والی کتاب "**اسلام اور علمائے اسلام**" کے نام سے قسط وار لکھنا اور مسلمانوں کے روبرو رکھنا شروع کی (جو برابر جاری ہے) اور ادھر ڈھکو اینڈ کمپنی کو مخاطب کیا۔ انہوں نے جلدی جلدی اس گروہ کو کھڑا کرنا شروع کیا جو اہل سنت میں سُنی لیبل لگا کر سنی بنا ہوا تھا۔ لہٰذا انہوں نے ہماری سنجیدہ گفتگو کو شور وغل سے دبا دینے کے لئے شیعہ سنی منافرت کا ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ مقدمات دائر ہوئے فساد کی ہر کوشش ہوئی لیکن رفتہ رفتہ یہ دونوں گروہ جھاگ کی طرح بیٹھتے چلے گئے۔ ہم نے دعوت دی کہ کفر سازی وشرک نوازی بند کی جائے۔ امت میں انتشار کو روکا جائے۔ چنانچہ آج یہ لوگ مذہبی ہتھکنڈوں کو حکومت کے خلاف سیاسی میدان میں لانے کی فکر میں ہیں ہم انہیں وہاں بھی ناکام کریں گے۔ ہم جانتے ہیں کہ آج پاکستان کے تمام محبّ وطن لیڈروں میں ایک بھی ایسا فرد نہیں ہے جو اس حکومت کے بعد ملک کو تباہ ہونے سے بچا سکے۔ اس لئے ہم یہ بتاتے چلے آ رہے ہیں کہ موجودہ حکومت کو مضبوط سے مضبوط تر کرنا ہر محبِ وطن کا فریضہ ہے۔ مذہب کی آڑ لے کر آگے بڑھنے والے علامہ و مُلّا حضرات کو بزور بازو پیچھے ہٹانا اور اقتدار کی کرسیوں سے اتار کر محروم کرنا واجب ہے۔ اور ہم مطمئن ہیں کہ میری آواز ملک بھر میں علمائے سوء کے خلاف ذہنی انقلاب پیدا کر رہی ہے۔ جس شخص نے ہمارا ایک مضمون بھی پڑھا؛ متفق ہوا اور ہمت افزائی کے خطوط لکھے یہ خطوط شائع ہو جائیں تو یہی ایک ضخیم کتاب ہے جس میں ہمدردانِ اسلام کے دل کی دھڑکنیں اور دعوتِ اتحاد و ہم آہنگی ہے۔

(16)۔ کتب اربعہ اور احادیث کی تصدیق کے بعد انکار حدیث جاری ہے

بارہ سال پہلے والے علامہ محمد حسین آخر اسم بامسمّٰی یعنی ڈھکو بن کر حقائق اسلام اور احادیث و آیات پر ڈھکن بن گئے اور مسلسل پے در پے انکارِ حدیث پر کمر باندھ لی۔ چنانچہ یہاں سے پھر ڈھکو صاحب کے بیانات سنیے ارشاد ہے:۔

''**پیش کردہ روایات کے جوابات**: باقی رہیں وہ روایات جو موھّم خلاف عصمت ہیں۔تو اُن کے کئی طرح جوابات دیئے جاسکتے ہیں۔ اولاً۔ان روایات میں از روئے سند ایک بھی صحیح السند نہیں ہے لہٰذا نا قابل استدلال ہیں۔

2۔ثانیاً اگر بالفرض صحیح السند بھی ہوں؟ تو مسلمات عقلیہ وشرعیہ سے متصادم ہونے کی وجہ سے نا قابل قبول قرار دی جائیں گی۔مثلاً اصول کافی والی وہ روایت جس میں اصول کفر تین بتائے گئے ہیں۔'' (تجلیاتِ ڈھکوی صفحہ 220)

اس انکار پر بات کرنے سے پہلے اُن کتابوں کے نام دیکھ لیں جن کی روایات کا انکار کیا گیا ہے۔ کتاب اصول کافی صفحہ 517 ۔حیات القلوب صفحہ 51,53 میں مذکورہ روایات کو یہ کہہ کر باطل قرار دیا ہے کہ وہ روایات انبیا اور آئمہ علیہم السلام کی عصمت کے خلاف وہم پیدا کرتی ہیں اور عقل وشرع کی مخالف ہیں۔
اب سوال یہ ہے کہ کیا ہم کافی کے لکھنے والے جناب محمد یعقوب کلینیؒ اور حیات القلوب کے مصنف جناب محمد باقر مجلسی کے متعلق یہ مان لیں؟ کہ ان دونوں نے اپنی اپنی کتابوں میں عقل وشرع کے خلاف اور انبیا و آئمہ علیہم السلام کی عصمت کی مخالف

روایات لکھ کر دشمنانِ اسلام کو مذہبِ حقہ پر تہمت لگانے کا موقع پہلے سے فراہم کر کے بقلمِ خود لکھ دیا ہے؟ یا یہ مان لیں کہ ڈھکو صاحب نے جو بارہ سال پہلے کتب اربعہ کی حدیثوں کی ضمانت لی، بلا دُغدغہ ان پر عمل کا اعلان کیا اور طرح طرح ان کی تصدیق کی وہ سب ایک فریب تھا؟ بہرحال قارئین جو بھی فیصلہ کریں اُس فیصلے سے اس حقیقت پر کوئی داغ نہیں لگتا کہ دشمن کے اعتراضات مذہب حقہ پر نہیں بلکہ علما کی غلط تحریر و تقریر پر ہوا کرتے ہیں اور علما کی بدترین اور سب سے غلط تحریریں ڈھکو نے مارکیٹ میں بھیجی ہیں ۔ اور ان میں جو بات ڈھکو صاحب اولاً کہہ کر لکھتے ہیں وہ حدیثِ معصومؑ کا انکار ہوتا ہے، حدیث کو نا قابل اعتبار و اعتماد و نا قابل استدلال ثابت کرنے پر سارا زور لگایا جاتا ہے۔ یعنی اُس کا مذہب یہ ہے کہ وہ مذہبِ شیعہ میں تخریب کرتا رہے۔

(17)۔ بعد کی گھڑی ہوئی مخالف دین اصطلاحات سے حدیث معصومؑ کو باطل کہنا

ڈھکو صاحب شیعہ مذہب کا دفاع کرتے ہوئے شیعوں کی احادیث اور بنیاد مذہب کو تباہ کرتے رہے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ:۔

۔"یہ اعتراض بدو وجہ غلط ہے۔ اولاً۔ یہ صرف ایک روایت کا مضمون ہے جو ظاہر قرآن کے اور دوسری بیسیوں (20) روایات کے خلاف ہونے کی وجہ سے نا قابل استدلال ہے کسی مرسل و مقطوع روایت کو لے کر اُس کے مضمون کو شیعوں کا اعتقاد ظاہر کرنا دیانت کے خلاف ہے۔" (ڈھکوی تجلیات صفحہ 315)

چونکہ مسٹر ڈھکو یہ پسند نہیں کرتے کہ آئمہ علیہم السلام کو عام انسانوں سے مختلف سمجھا جائے اس لئے اپنے بڑے بھائی کو یہ جواب دیا ہے کہ وہ روایت ہی غلط ہے جس میں کوئی ایسا پہلو ملے جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ انبیاؑ وآئمہ نجاستوں سے پاک طریقہ پربطن مادر میں رکھے جاتے ہیں۔ ان کی مائیں بھی اوران کے باپ بھی پاک وپاکیزہ ہوتے ہیں۔حمل کا زمانہ ہو یا پیدائش کا زمانہ ہو اللہ انہیں عالم وجود میں لانے کے لئے جو انتظام برسرکار لاتا ہے وہ فہم انسانی سے بلندتر ہوتا ہے۔اس لئے یہ فرمایا گیا تھا کہ وہ حضرات دوران حمل ماں کی کوکھ یا پہلو میں رکھے جاتے ہیں۔اس پر ایک ایسے شخص نے اعتراض کیا جو انبیا اور خود رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس سال تک (معاذ اللہ) اپنے ایسا غلط کار انسان مانتا ہے خود ناپاک ہے اور انبیاؑ کو بھی اپنے جیسا سمجھتا ہے۔ڈھکو نے جواب میں دو کام کئے پہلا یہ کہ ایسی تمام حدیث کی کتابیں اور حدیثیں غلط ہیں جن میں انبیاؑ اور آئمہؑ کو محیرالعقول پوزیشن دی گئی ہو۔

دوسرا یہ کہ ایسی احادیث قرآن کی آیات کے خلاف ہیں یعنی اس فتنہ پرور کے نزدیک بھی وہی عقائد صحیح ہیں جو آفتاب ہدایت کے مصنف کو پسند ہیں۔اُس ملعون کو قرآن میں حضرت اسماعیل واسحاق وحضرت عیسیٰ علیہم السلام والی آیات سے کوئی سبق نہیں ملا۔لہٰذا لکھ دیا کہ وہ احادیث اس جیسے جاہلوں کی عقل اوران کی خودساختہ شریعت کی مخالف ہیں۔یہ ہیں وہ علامہ اور مجتہد جو قوم کا روپیہ تجلیات صداقت ایسی بکواس پر صرف کرارہے ہیں اور جہلا خوشی کے مارے بغلیں بجارہے ہیں کہ اُن کے عالم ڈھکو

نے بڑا زبردست جواب لکھا ہے۔ حالانکہ اس جواب میں مذہب شیعہ کو جڑ بنیاد سے مسمار کردیا گیا ہے شاید قوم سمجھے۔؟

(18)۔ حدیث کے ساتھ شیعہ کتابوں کا بھی انکار

ہماری کتابوں میں سے دو کتابیں مجتہدین کے ہاتھوں تباہ ہونے سے کسی طرح بچ گئی تھیں۔ ایک مختصر سی تفسیر ہے جسے شیعوں کے حقیقی علما جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر سمجھتے رہے ہیں۔ دوسری مسائل فقہ کی کتاب ہے جسے جناب امام رضا علیہ السلام کی کتاب فقہ الرضوی مانا جاتا رہا ہے اور مجتہدین انکار کرتے رہے ہیں۔ لہٰذا ڈھکو فرماتے ہیں کہ:۔

۔"**تفسیر عسکری والی روایت کا جواب**" جہاں تک تفسیر منسوب بہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی روایت کا تعلق ہے۔ جس سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ کاروائی بحکم ایزدی عمل میں لائی گئی۔ یہ احتجاج بوجوہ غلط ہے۔ **اولاً** محققین علمائے شیعہ کے نزدیک اس تفسیر کا استناد امام علیہ السلام کی طرف صحت کی حد تک نہیں پہنچا۔ بلکہ علامہ شیخ جواد بلاغی نے اپنی مشہور تفسیر آلاء الرحمٰن کے مقدمہ میں قطعی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اس تفسیر کی نسبت امام حسن عسکری کی طرف غلط ہے۔ اسلئے علمائے اعلام اسکے مندرجات کی جب تک دوسرے (مجتہد پسند) مصادر ومآخذِ شرعیہ سے مطابقت نہ کرلیں۔ اُس وقت تک اس کے متفردات پر اعتماد نہیں کرتے۔ اور چونکہ یہ روایت بھی اس کتاب کے متفردات میں سے ہے۔ جس کی تائید دیگر ارشادات معصومینؑ

سے نہیں ہوتی۔اس لئے وہ نا قابل اعتبار ہے (چھٹی ہوگئی)۔ثانیاً قطع نظر امراول کے اگر الفاظ روایت پر معمولی سا غور کیا جائے تو اس سے بجائے ابوبکر کی فضیلت کے اس سے اس کی مذمت ثابت ہوتی ہے۔''(تجلیات حماقت صفحہ 119)

قارئین ڈھکو کے اس انکار پر ہمیں صرف اس قدر کہنا ہے کہ جہاں جہاں ڈھکو کو کوئی غلط بات تسلیم کرانا ہوتی ہے تو لکھا کرتا ہے کہ **علمائے محققین** نے یہ فرمایا ہے **علمائے اعلام** نے یوں کہا ہے۔اور منشا اس کا یہ ہوتا ہے کہ ڈھکو پارٹی کے تخریب پسند علما کی پالیسی یہ ہے کہ اس بات کو ہماری مرضی کے مطابق مانو۔ہم ڈھکو کے پسندیدہ علما کو چند خاطی انسان سمجھتے ہیں اور بقول ڈھکو۔''علمائے اعلام ہوں یا علمائے محققین ہوں یا علامہ محمد یعقوب کلینی ہوں ان کی ذاتی رائے نہ حجت ہے نہ قابل توجہ ہے۔''اور ہم ڈھکو سے متفق ہیں۔مگر وہ خود ہی لوگوں کی ذاتی رائے کو وزن دار بنانے کے لئے چند جاہلوں کے ساتھ علمائے محققین کی دم لگا کر ذاتی رائے مان لیتا ہے۔پھر یہ کہنا ہے کہ جب ذرا سے غور وفکر کے بعد تفسیر امام حسنؑ والی روایات ڈھکو کے نزدیک صحیح مطلب پیش کرتی ہے تو کس لئے روایات کا انکار کیا گیا ہے؟اور کس نے تمہیں یہ کہا ہے کہ کسی روایت کو بلاغور وفکر مان لیا کرو؟ ڈھکوی تجلیات میں جن ہزاروں شیعہ احادیث کا انکار کیا گیا ہے وہاں ہر روایت کو غور وفکر کے بعد قبول بھی کرلیا ہے۔مگر اپنے ساتھ بنابر تسلیم کی دم لگا کر ان بندروں میں شریک ہوگئے ہیں جو رسولؐ کے منبروں پر اچھل کود میں مشہور ہیں۔

(19)۔ ایرانی حکومت کے دور میں لکھی ہوئی شیعہ کتابیں بھی نا قابل اعتبار ہیں

ڈھکوی علما کی لکھی ہوئی کتابوں کے پڑھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ یہ لوگ حدیث کا انکار کرنے کے لئے سینکڑوں ابلیسی عذرات پیش کرتے ہیں۔ جن میں سے تقیہ کا عذر سب سے زیادہ استعمال ہوتا رہا ہے۔ لیکن مسٹر ڈھکو اُن شیعہ حکومتوں کے دور میں لکھی ہوئی کتابوں کو بھی نہیں مانتا جو حکومتیں دن رات مجتہدین کے حکم سے تبرا اور لعنت پر عمل کیا کرتی تھیں۔ جہاں بعض متکبر مجتہدین جب گھر سے نکلتے تھے تو ان کے آگے آگے شاہی فوج کا دستہ چلتا تھا۔ استقبال کے لئے دو (2) رویہ لوگ دست بستہ کھڑے ہوتے تھے۔ آگے آگے طاغوتی سواری کا ادب کرنے کا اعلان ہوتا جاتا تھا، ہر دو چار منٹ پر عصا بردار باوردی منادی نمبر وار تبرا کرتا جاتا تھا۔ راستہ میں حارج لوگوں کو اسی جگہ تہہ تیغ کر دیا جاتا تھا۔ یہاں تک اس رسم نے طول کھینچا اور سنی ممالک میں اس قدر اشتعال پھیلا کہ شیعہ بھی سر بازار قتل کئے جانے لگے اور وہاں کے شیعہ عوام نے ایرانی مجتہدین سے فریاد کی کہ تمہاری اس رسم نے ہمارا جینا دوبھر کر دیا ہے مگر مجتہدین نے کوئی پرواہ نہ کی۔ اسی قسم کے علما تھے اور آج موجود ہیں جن پر ہم تبرا اور لعنت کرتے ہیں، جنہوں نے نفرت پھیلا کر، عوام کو مشتعل کر کے، محمدؐ و آل محمدؐ کے مذہب سے دور رکھا۔ نفرت کے بعد حق بات سننا بھی بند ہو گیا۔ آج یہ خبیث گروہ نفرت انگیزی بند کر دے تو کل ہی سے شیعیت پھیلنا شروع ہو جائے اور یہ گروہ اپنی موت مر جائے۔ ان کی زندگی لعنت و تبرا اور تبرا ایجیٹیشن پر منحصر ہے۔ ہم

چاہتے ہیں کہ ان ہی لوگوں پر دن رات لعنت وتبرا کیا جائے ۔یہی لوگ ہیں جن پر لعنت وتبرا کا حکم دیا گیا تھا۔یہی ملعون گروہ آنحضرتؐ کے زمانہ سے لے کر آج تک مسلمانوں میں تفرقہ وانتشار ونفرت کا بازار گرم رکھتے ہوئے شیعہ سنی لیبل لگائے چلا آ رہا ہے۔ڈھکو آج ان دو چہرے والے لوگوں کا نمائندہ ہے اور کہتا ہے کہ:۔

(الف)۔ ''یہی کیفیت ناسخ التواریخ کی ہے۔اگر چہ یہ کتاب شیعی دورِ حکومتِ ایران میں لکھی گئی ہے۔مگر لکھنے والے بزرگ لسان الملک مرزا محمد تقی سپہر کاشانی کا شمار علماءِ کبار تو درکنار علماء صغار میں بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ صرف ایک صاحب فضل ادیب ہیں۔اور اُن کی کتاب میں ہر قسم کا رطب ویابس موجود ہے۔وہ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں۔اُن پر تمام مورخین کے نظریات وآراء نقل کر دیتے ہیں۔''

(تجلیات ڈھکو صفحہ 165) یہ بھی فرمایا تھا کہ:۔

(ب)۔ ''ناسخ التواریخ ہماری کتب معتبرہ میں سے نہیں ہے۔ بلکہ ایک عام تاریخی کتاب ہے۔جس میں ہر قسم کا رطب ویابس موجود ہے۔ اور اس کے مولف لسان الملک مرزا محمد تقی مرحوم سپہر کاشانی ایران کے سابق شاہی خاندان کے فرد اور عربی فارسی کے بڑے اچھے ادیب ہیں۔مگر ان کا شمار مجتہدین عظام تو کجا علمائے کبار میں بھی نہیں ہوتا۔لہٰذا ناسخ التواریخ کو شیعہ کی بڑی مستند کتاب اور سپہر مرحوم کو نہ صرف عالم بلکہ مجتہد اعظم ظاہر کر کے عوام کو دھوکہ دینا ،جیسا کہ برادرانِ اسلامی کیا کرتے ہیں، دیانت وامانت کے سراسر منافی ہے۔''(تجلیات۔صفحہ 150)

ان دونوں بیانات پر نظر رکھیں اور دوعدد بیانات اور سن لیں تا کہ ڈھکو اپنے حقیقی ابلیسی روپ میں دیکھا جا سکے اور انکار حدیث وانکارِ کتبِ شیعہ کا منصوبہ واضح کیا جا سکے۔اور یہ ثابت ہو سکے کہ مجتہدین کا یہ ٹولہ خود ہی ایسی قابلِ اعتراض کتابیں لکھتا اور انکار کرتا چلا آیا ہے۔اور یہ کہ مذہب شیعہ کے حقیقی علما رضی اللہ عنہم نے کبھی بھی مخالف کی تائید میں کوئی بات نہیں لکھی، نہ مخالفانِ محمد وآل محمد (صلواۃ اللہ علیہم) کا کوئی طریقہ یا اصول اختیار کیا۔ بہر حال ڈھکو کا تیسرا بیان ملاحظہ ہو۔ بات اشتعال انگیز جملے سے شروع ہوتی ہے کہ:۔

(ج)۔ ''خداوند عالم برادرانِ اسلام کو ہدایت دے کہ وہ اپنے بزرگوں کے من گھڑت فضائل ومناقب بیان کرنے میں دین ودیانت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا کریں۔اس بات کو امین الاسلام علامہ طبرسی علیہ الرحمہ کی امانت، وسعت قلب اور عالی ظرفی پر ہی محمول کرنا چاہیئے کہ وہ باوجود ایک مقتدر شیعہ عالم ہونے کے .... چنانچہ تفسیر مجمع البیان کے ناظرین کرام پر یہ حقیقت مخفی نہیں ہے کہ وہ مجاہد، قتادہ اور سدّی وغیرہ مفسرینِ اہل سنت کے اقوال سے لبریز ہے۔'' چوتھا بیان یہ ہے کہ:۔

(د)۔ ''علامہ طبرسی نے اپنی تفسیر (مجمع البیان) میں یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ جہاں حقیقی وارثانِ قرآن یعنی آئمہ اہل بیت علیہم السلام کا فرمان پیش کرتے ہیں۔ وہاں بالصراحت مخالف مفسرین کے اقوال بھی درج کرتے ہیں۔''

(تجلیات حماقت صفحہ 151)

(20)۔ علامہ ڈھکو کے چاروں بیانات پر تبصرہ ملاحظہ فرمالیں

(الف)۔ شیعوں کو اسلام سے خارج کیا گیا ہے

سب سے پہلے تو یہی نوٹ فرمالیں کہ مسٹر ڈھکو برادرانِ اسلام کو بلا کسی استثنا اور تعین کے بد دیانت اور بے ایمان اور بے دین لکھتے ہیں۔ سوچنا یہ ہے کہ کیا شیعہ مومنین برادرانِ اسلام میں داخل ہیں یا نہیں؟ اگر شیعہ بھی مسلمان ہی ہیں؟ تو ڈھکوی تحریر کے مطابق وہ بھی بد دیانت، بے ایمان اور بے دین ٹھہرے اور اگر مولانا ڈھکو نے یہ بد دیانتی، بے ایمانی اور بے دینی کا فتویٰ صرف تمام اہل سنت کے لئے دیا ہے اور شیعوں کو اسلام اور اسلامی برادری سے باہر نکال دیا ہے؟ تو اس کے معنی اس کے سوا اور کیا ہیں؟ کہ شیعہ لوگ بد دیانت اور بے ایمان تو نہیں مگر اسلام سے خارج ہیں؟ (اِنا للّٰہ و اِنا الیہ راجعون)

(ب)۔ من گھڑت مناقب اور فضائل والی بات : ڈھکو یہ لکھتا ہے کہ:۔(1)

''خداوندِ عالم برادرانِ اسلام کو ہدایت دے کہ (2) وہ اپنے بزرگوں کے من گھڑت فضائل و مناقب بیان کرنے میں دین و دیانت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا کریں۔''

ان دونوں جملوں سے پہلی بات بالکل واضح ہے یعنی یہ کہ برادرانِ اسلام گمراہ ہیں اور ڈھکو اللہ سے انکی ہدایت کی دعا کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ برادران اسلام کے جو بھی بزرگ ہیں انکے فضائل اور مناقب من گھڑت ہیں حقیقی نہیں ہیں۔ اب پھر وہی سوال اٹھتا ہے کہ اگر شیعہ اور سنی دونوں ہی اسلام کی برادری میں

داخل ہیں؟ تو پھر یہ حقیقت بھی واضح ہے کہ شیعوں اور سنیوں دونوں کے بزرگوں کے فضائل ومناقب من گھڑت ہیں۔ اور اگر شیعوں کو الگ کرلیا جائے تو شیعوں کے بزرگ بھی اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں۔(ڈبل اِنا للّٰہ واِنا الیہ راجعون)

تیسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اسلامی بزرگوں کے فضائل ومناقب ہیں ہی من گھڑت تو ان کو بیان کرنے میں دین ودیانت کس ڈھکوی ترکیب سے بحال رکھی جاسکتی ہے؟ یہ ہیں وہ شیطانی چکمے جو مسٹر ڈھکو اپنی تحریروں میں بھرتے اور شیعہ عوام کو فریب دیتے چلے جاتے ہیں ۔اور کوئی غور نہیں کرتا کہ یہ ملعون کیا کہتا ہے؟ اور کیا مطلب دل میں پوشیدہ رکھتا ہے؟ یعنی ایک تیر سے دو شکار کرتا ہے۔ بظاہر اہل سنت کو شدید اشتعال دلا کر شیعوں سے لڑاتا اور متنفر کرتا ہے اور بباطن شیعوں کو اسلام اور اسلامی برادری سے خارج کرتا جاتا ہے۔یقین فرمائیں کہ مولانا محمد حسین مجتہد کو ہم سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

(ج)۔ مرزا محمد تقی ناسخ التواریخ کا علمی مقام

یہ بات بار بار نوٹ کرتے رہنے کی ہے کہ ڈھکو کے نزدیک وہ تمام ڈھکوی علما قابل تعریف ہوتے ہیں جو محمد وآل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم کے مسلمہ فضائل میں عیب جوئی اور خامی تلاش کرنے میں ماہر ہوتے ہیں اور ان ہی کو یہ شخص **علمائے محققین** کہا کرتا ہے۔اُسی قسم کے دشمنانِ اسلام کو یہ خبیث **علمائے کبار** اور **مجتہدین عظام** لکھا کرتا ہے۔اور ہم اُسی قسم کے مجتہدین اور نام نہاد علمائے شیعہ کی مذمت کرتے ہیں

اور اُسی ڈھکوی گروہ کو ابلیس کا ٹولہ قرار دیتے ہیں۔ یہاں پھر ڈھکو صاحب کے دو جملے (پیرا نمبر 19 کا الف، ب) سامنے لائیں اور ہمیں مطلب سمجھائیں، وہ لکھتا ہے کہ:۔

(1)''مرزا محمد تقی کا شمار علمائے کبار تو درکنار علمائے صغار میں بھی نہیں ہوتا۔''

(2)''مرزا محمد تقی کا شمار مجتہدین عظام تو کجا علمائے کبار میں بھی نہیں ہوتا۔''

مولانا محمد حسین یہ کہہ کر چلے تھے اور یہی ثابت کرنا چاہا کہ مرزا محمد تقی ایک ادیب ہے اس کا شمار چھوٹے علما میں بھی نہیں ہوتا۔ مگر دوسرے جملے میں یہ لکھ دیا کہ محمد تقی بڑے علما اور بڑے مجتہدین میں شمار نہیں ہے۔ بلکہ وہ چھوٹے علما اور چھوٹے مجتہدین میں داخل ہیں۔ پھر یہ کہ جن لوگوں کو پہلے جملے میں علمائے کبار لکھا تھا ان کو دوسرے جملے میں مجتہدین سے الگ کر کے یہ دکھا دیا کہ مجتہدین عظام کوئی الگ مخلوق ہے۔ حافظہ برقرار نہ رہنے سے ڈھکو دروغ گو ثابت ہو گیا۔

(د)۔ <u>علامہ طبرسی کی دیانت، وسعت قلبی اور عالی ظرفی</u> کی دلیل یہ دی ہے کہ وہ مخالفین کی تفاسیر اور روایات بھی درج کر دیتے ہیں اور یہ کہ تفسیر مجمع البیان مجاہد، قتادہ اور سدّی کے اقوال سے بھری پڑی ہے۔ اس کے باوجود ڈھکو نے علامہ طبرسی کو <u>امین الاسلام</u> اور <u>مقتدر علمائے شیعہ</u> میں شمار کیا ہے۔ لیکن علامہ میرزا محمد تقی کو مخالفین کی کتابوں سے روایات لکھنے کے اسی جرم میں جو علامہ طبرسی نے بھی کیا تھا، علمیت کے دائرہ سے خارج کر دیا اور ناسخ التواریخ کو جو خالص شیعی اقتدار و حکومت کے دور میں لکھی گئی نا قابل اعتبار ٹھہرا دیا۔ یہی طریقہ ڈھکوی گروہ کے سنی لیبل والے

اختیار کرلیا کرتے ہیں۔اور کہہ دیتے ہیں کہ فلاں کتاب نا قابل اعتماد ہے اور فلاں عالم شیعہ تصورات رکھتا تھا۔یعنی یہ دونوں لیبلوں والا ابلیسی گروہ محض شیعہ سنی مناظرہ گرم کرنے کے لئے دونوں طرف شیطانی تصورات لکھتا رہتا ہے اور وہ اُدھر سے اور یہ اِدھر سے خود اپنی لکھی ہوئی باتوں پر اعتراض و جواب لکھ لکھ کر تفرقہ انداز اور روزگار کا سلسلہ جاری رکھتے چلے آرہے ہیں۔

(ہ)۔ شیعہ ہوکر ،شیعہ حکومت واقتدار کی حالت میں شیعوں کے خلاف اپنی کتابوں میں ایسا مواد کیوں جمع کیا گیا ؟ جسے ڈھکو صاحب ناپسند کرتے ہیں؟ ہمارا جواب تو یہ ہے کہ ڈھکو اینڈ کمپنی شیعہ ہے نہ سنی ہے۔یہ ایک ابلیسی گروہ ہے جو دونوں فرقوں کو لڑا کر روزی کماتا اور جنگ جاری رکھتا ہے۔ورنہ عالم تو عالم ہیں ایک جاہل شیعہ بھی ہرگز اپنے مذہب کے خلاف ایک بات بھی منہ سے نہ نکالے گا،نہ سنے گا،نہ برداشت کرے گا۔

(21)۔ <u>کتابوں اور کتابوں میں مذکور روایات کے انکار کا نیا بہانہ</u>

اگر قارئین کرام اب تک ڈھکوی ٹائپ کے علما کا منصوبہ نہ بھی سمجھے ہوں تو یہ تازہ بیان ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ جناب ڈھکو کس صفائی سے اپنے گروہ کے علما کا جرم مان کر انکار کرتے ہیں سنئے:۔

۔’’اگر یہ اصول قرار دے دیا جائے کہ جو روایت (خواہ کیسی ہی ہو) جس مذہب کی کتابوں میں مل جائے وہ اُن کا عقیدہ بھی ہوتا ہے؟ تو پھر ماننا پڑے گا کہ

رنگیلا رسول لکھنے والے کم بخت نے اہل سنت کی کتابوں سے مواد لے کر اسلام اور بانیٔ اسلام کی جو تصویر پیش کی ہے وہ درست ہے (معاذ اللہ) مولفِ کتاب آفتاب صداقت کو تو بڑا عالم و مناظر ہونے کا دعویٰ ہے۔ ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ کسی روایت کا کسی کتاب میں پایا جانا اور ہے اور مقام اعتقاد اور؟۔۔۔ چنانچہ جس روایت کی بنا پر مولف مذکور نے عنوان مسئلہ قرار دیا ہے۔ اُس کی حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک طویل وعریض روایت کا ٹکڑا ہے جو کتاب واحدہ سے منقول ہے اور یہ کتابِ واحدہ علمائے محققین (یعنی علمائے ڈھکوییئن) کی نظر میں چندان معتبر نہیں ہے۔'' چھٹی ہوئی۔ (تجلیات جہالت صفحہ 312)

(22)۔ ڈھکو نے شیعہ کتابوں میں (معاذ اللہ) رنگیلا رسولؐ ایسا مواد مان لیا ہے

اس بیان میں ڈھکو صاحب کی اپیل یہ ہے کہ'' بھائی صاحب جس طرح تمہاری یعنی اہل سنت کی کتابوں میں ایسا مواد لکھا پڑا ہے جس سے رنگیلا رسول تیار کر کے سنی مذہب کا ستیاناس ہوسکتا ہے اُسی طرح بھائی ہماری یعنی شیعوں کی کتابوں میں بھی ایسا مواد لکھا پڑا ہے جس سے آفتاب ہدایت، آیاتِ بینات اور تحفۂ اثناعشریہ تیار کر کے شیعہ مذہب کا ستیاناس کیا جاسکتا ہے۔ اور یہی ہمارا اور تمہارا متفقہ مقصد بھی ہے لہٰذا میں یہ نیا بہانہ پیش کرتا ہوں کہ نہ وہ مواد اہل سنت کا اعتقاد ہے اور نہ ہی یہ مواد شیعوں کا عقیدہ ہے۔ عقیدہ اور ہوتا ہے اور روایات اور ہوتی ہیں اب تم کوئی نیا اعتراض کرنے کے لئے نئی کتاب لکھنا تو میں اس اعتراض کا جواب دینے کے لئے

اِدھر سے دوسری کتاب لکھوں گا یوں دونوں کا کام آگے بڑھتا اورعطیات وچندہ جات اورشاباش ملتے رہنے کا سلسلہ جاری رہ سکتا ہے(فَھُوَ الْمُراد)۔

قارئین بتائیں کہ اس سے زیادہ اس حرام خور گروہ کے لئے اورکون سا ثبوت درکار ہے؟ یہاں صاف اورواضح الفاظ میں مان لیا کہ دونوں طرف دونوں فرقوں کے حقیقی عقائد کے خلاف مواد موجود ہے۔سوال پھر وہی ہے کہ کیا وہ علماء شیعہ سنی کے دوست اورہم عقیدہ تھے؟ جنہوں نے اپنی اپنی کتابوں میں مذکورہ قسم کا مواد جمع کیا؟ ہم یہ کہتے چلے آرہے ہیں کہ وہ ایک ابلیسی گروہ تھا جس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اسلام اورمسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے محاذ بنایا تھا۔اسلام اورقرآن کے مقابلہ میں ایک طاغوتی نظام اجتہاد جاری کیا تھا(فرقان 31-25/30 اورسورہ نساء 61-4/60)اورجس طاغوتی نظام کے جانشین علما آج تک اسی مشن کو چلاتے اورتفرقہ اندازی کرتے آرہے ہیں۔

(23)۔ ڈھکواورعبداللہ ابن سبااورڈھکوی علمااوراُن کی کتابیں

اِس عنوان میں ہم پہلے تو مسٹر ڈھکو کی طرف سے کتابوں کا انکار دکھاتے ہیں۔پھر یہ دکھائیں گے کہ ڈھکوی علما نے شیعوں کو یہودی شاخ ثابت کرنے کیلیۓ عبداللہ ابن سبا کا فرضی افسانہ گھڑا پھر شیعہ کتابوں میں اس کا وجود ثابت کرنے کیلیۓ طرح طرح کے واقعات وحالات وروایات جمع کیں اورمخالفین کیساتھ مل کر رفتہ رفتہ ایک سچ مچ کا پیکر عبداللہ ابن سبا کے نام سے تاریخ کا ہیرو بنادیا۔لہٰذا چلیۓ نمبروار مسٹر ڈھکو کی تحریریں پڑھیۓ۔

(الف)۔ ڈھکوی علمانے خودتیار کردہ کتابوں کا انکار جاری رکھا

''**اطواق الحمایت کی روایت کا جواب**'' باقی رہی ''اطواق الحمایة'' جسے مولف آفتاب ہدایت نے شیعہ کی مستند کتاب قرار دیا ہے، کی روایت جس میں شیخین کے بڑے فضائل درج ہیں اور جس پر مولف مذکور نے بڑے شد و مد کے ساتھ حاشیہ آرائی فرمائی ہے۔مگر افسوس یہ تمام کاروائی بناءِ الفاسد علی الفاسد کی مصداق ہے اولاً تو اطواق ہماری کوئی مستند کتاب نہیں۔ بلکہ ایک عام سی کتاب ہے'' (تجلیات ڈھکو صفحہ 504)

اس بیان پر کسی خاص تبصرے کی ضرورت نہیں ہے وہی بار بار نوٹ کی ہوئی بات ہے سوائے اس کے کہ شیعوں کی عام کتاب ہو یا خاص کتاب ہو کوئی مستند کتاب ہو یا غیر مستند کتاب ہو۔سوال یہ ہے کہ جس نے وہ کتاب لکھی تھی اس نے شیعہ عقائد کے خلاف باتیں لکھی ہی کیوں؟ کیا اس عالم یا مجتہد کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ جو کچھ لکھ رہا ہے اس سے دشمنانِ محمدؐ وآل محمدؐ کی تائید وحمایت ہورہی ہے؟ کیا اس کو محمد وآل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم کے مذہب اوراحادیث میں کوئی ایسی خامی نظر آرہی تھی کہ جس نقص کو دور کرنے کے لئے اُسے مخالف تصورات لانے ضروری تھے؟ کیا اس کی گردن پر تلوار رکھ کر کسی نے بجبر وکراہ اُس سے وہ بکواس لکھوالی تھی؟ سیدھی سی بات وہی ہے کہ جس عالم یا علامہ یا مجتہد یا محقق نے مذہب شیعہ کی کتاب میں شیعہ ہوتے ہوئے کوئی ایک بات بھی قابل اعتراض لکھی ہم اُسے ملعون اورڈھکوی ٹولہ کا ابلیس کہنے پر مجبور ہیں،اور بس۔کوئی عذر ہمارے مذہب میں قابل قبول نہیں ہے۔

(ب)۔ شیعہ لیبل کے مجتہدین عبداللہ ابن سبا کی تخلیق میں مددگار رہے ہیں

مسٹر ڈھکو فرماتے ہیں کہ:۔''مولف آفتاب ہدایت نے یہاں بھی کوئی نئی بات نہیں کہی۔ بلکہ انہوں نے حسب عادت اپنے قدیم بزرگوں کا آموختہ دہرایا ہے۔قدیم الایام سے دشمنان شیعہ وشیعیت یہ کہہ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالا کرتے ہیں کہ مذہب شیعہ عبداللہ بن سبا یہودی کی ایجاد ہے۔''(تجلیات ڈھکو صفحہ 502)

(ج)۔ وہ علمائے شیعہ جو دشمنان شیعہ وشیعیت کے ہم نوار ہے ہیں

ڈھکو مانتے ہیں کہ عبداللہ بن سبا کا ذکر کرنا اوراس کا وجود ماننا مظہر اینڈ کمپنی کے بزرگوں کے آموختہ کو دہرانا اور دشمنان شیعہ وشیعیت کی تائید کرتا ہے۔لہٰذا اب ڈھکو کے بیان سے اُن علما کا حال سنئے جنہوں نے دشمنان شیعہ کی تائید میں عبداللہ بن سبا کے وجود کو تسلیم کیا اور طرح طرح سے اُسے ایک ہیرو بنایا۔فرماتے ہیں کہ:۔

1۔ ''شیعہ کی تمام موجودہ کتب اس بات پر شاہد ہیں کہ عبداللہ ابن سبا غالی اور ملعون تھا اور تمام شیعہ علما نے اُس پر لعنت کی صراحت کی ہے اوراس کے خیالات سے بیزاری اختیار کی ہے۔ہلکی سے ہلکی عبارت جو شیعہ علمائے رجال نے اس کے بارے میں تحریر کی ہے وہ یہ ہے کہ۔''(تجلیات صفحہ 503)

قارئین یہاں رک جائیں اور چند باتیں نوٹ فرمالیں پھر ڈھکو کا باقی بیان پڑھیں گے۔اوّل یہ کہ چوتھی صدی کے بعد والے مجتہدین اور مجتہدین کے چمچوں نے یہ کوشش کی ہے کہ شیعوں میں غالی اور مفوضہ لوگوں کی موجودگی دکھائی جائے تاکہ

آئندہ بعض عظیم الشان فضائلِ محمد وآل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم کو ماننا اور لکھنا بند کرا دیا جائے۔لہٰذا دشمنانِ اسلام کے اس خودساختہ ہیرو عبداللہ ابن سبا کا وجود تسلیم کیا گیا اوراس کے فرضی عقائد میں وہ تمام شیعہ عقائد بھی لکھ دیئے گئے جن کو آئندہ شرک اورغلو کہہ کر روکنا مقصود تھا۔

دوسری بات یہ نوٹ کریں کہ ڈھکو صاحب رجال کشی، رجال نجاشی، رجال حائری وغیرہ کی کتابوں کے حوالے دے کر اکثر احادیث اورراویوں کو ناقابل اعتبار قرار دیتے رہے ہیں۔اب ان کتابوں کا حال خود دیکھیں کہ وہ ایک فرضی یہودی کا قصہ اپنے صفحات میں رکھنے کی وجہ سے قابل اعتبار ہیں یا بکواس کی حامل کہلانے کی مستحق ہیں۔پھراُن فرضی قصہ لکھنے والے علما کا حال دیکھیں کہ جو دشمنانِ اسلام کے گھڑے ہوئے افسانے کو صحیح سمجھتے یا صحیح بنا کر اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں۔اور؛

تیسری بات یہ کہ ڈھکو ایک ایسا کاذب شخص ہے جو تمام علمائے شیعہ اور تمام شیعہ کتابوں میں عبداللہ ابن سبا کا وجود ماننے کا دعویٰ کرتا ہے۔اب سنئے کہ مسلسل لکھتے ہیں اورہلکی سے ہلکی عبارت کا نمونہ دیتے ہیں:۔

''<u>اَن عبد اللّٰہ بن العن مِن اَنْ یذکر</u> ''عبداللہ ابن سبا ایسا ملعون ہے کہ اس کا ذکر بھی نہ کیا جائے۔'' (اصل شیعہ صفحہ 57،تجلیات صفحہ 503)یعنی یہ تسلیم کرلیا کہ عبداللہ ابن سبا حقیقتاً ایک شخص تھا مگر لعنتی تھا اورلکھا کہ:۔

2۔''علامہ حلی نے اپنے رجال میں حسب ذیل الفاظ میں عبداللہ ابن سبا کا تذکرہ

کیا ہے'' عبداللہ بن سبا غالی ملعون ہے امیرالمومنینؑ نے اسے آگ میں جلا دیا تھا اوراُس کا یہ عقیدہ تھا کہ علیؑ خدا ہے اور وہ خود نبی ہے خدا اس پر لعنت کرے۔''

(تاریخ الشیعہ ڈاکٹر حسین علی صفحہ 9)(تجلیات ڈھکوی صفحہ 503)

یہاں یہ دیکھئے کہ ڈھکو نے ڈاکٹر حسین علی کی لکھی ہوئی تاریخ میں پڑھ کر یقین کرلیا کہ علامہ حلی نے اپنی کتاب میں یہ سب کچھ ضرور لکھا ہوگا۔ہم کہتے ہیں کہ چالاک قسم کے لوگوں نے علامہ حلی کو اپنے ساتھ ملوث کیا اور انہیں مغالطہ دیا ہوگا۔ سنئے لکھتا ہے کہ:۔

3۔''اِن ہی الفاظ کے ساتھ فاضل اردبیلی نے جامع الرواۃ جلد ایک صفحہ 85 اور فاضل قمی نے تحفۃ الاحباب صفحہ 184 میں کیا ہے۔اور اسی مضمون کی دو روایتیں رجال کشی میں موجود ہیں۔فراجع۔''(تجلیات حماقت صفحہ 503)

اور اب ڈھکو صاحب کا اپنا عقیدہ و تحقیق سن لیں:۔

4۔''اِن حقائق سے معلوم ہوا کہ بنابر تسلیم کَمَاھُوَ الحق وہ شیعی عقائد کا حامل نہ تھا۔ بلکہ غالی تھا۔غلو اور تشیع باہم ضد ہیں ۔جن کا ایک شخص میں اور ایک ہی وقت میں اجتماع ناممکن ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ جناب امیرؑ نے اسے جلایا یا بروایتے شہر بدر کیا تو اس کے جرم غلو کی وجہ سے ایسا کیا نہ کہ شیخین کو برا کہنے کی وجہ سے۔''

(تجلیات ڈھکو صفحہ 503)

یعنی ڈھکو کے نزدیک حق بات یہی ہے کہ عبداللہ ابن سبا ایک واقعی شخص تھا

جو حضرت علیؑ کی شان حد سے زیادہ بڑھاتا تھا۔ لہٰذا وہ شیعہ نہ تھا غالی تھا اور حضرت علی علیہ السلام نے اسے یا تو آگ میں جلا دیا تھا یا جلاوطن کر دیا تھا۔ یہاں دو باتیں یاد رکھیں کہ اس ملعون نے اپنی کتاب اصول الشریعہ صفحہ 71 سے صفحہ 82 تک اور کتاب احسن الفوائد میں نام بنام جید علمائے شیعہ کو اور اسی فیصد پاکستانی شیعوں کو غالی لکھا ہے۔ یعنی وہ مذکورہ علما و عوام شیعہ کو کافر اور واجب القتل قرار دیتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ حضرت علی علیہ السلام کے متعلق جس نے یہ تسلیم کیا کہ آنجنابؑ نے کسی بھی آدمی کو زندہ یا مردہ آگ میں جلایا تھا وہ یقیناً دشمن محمدؐ و آل محمد شخص ہے۔

(د) ڈھکو بقلم خود کاذب ہے دیکھئے حقیقی علمائے شیعہ اور سنی عبداللہ بن سبا کو افسانہ کہتے ہیں

ڈھکو نے دعویٰ کیا تھا کہ تمام موجودہ شیعہ کتابیں اور تمام علمائے شیعہ عبداللہ ابن سبا کو عہد مرتضوی کا ایک ملعون شخص مانتے ہیں اب اسی کے قلم سے دیکھئے وہ لکھتا ہے کہ:۔

۔"بعض علما کے نزدیک عبداللہ ابن سبا کا وجود فرضی ہے۔" "اس سلسلے میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ بعض اہل تحقیق کی رائے تو یہ ہے کہ عبداللہ بن سبا ایک فرضی شخصیت اور مجنون عامری وابو حلال کی طرح داستان سراؤں کا خیالی ہیرو ہے۔ اُس کا خارج میں کوئی وجود نہیں ہے۔ اس سلسلے میں سنی شیعہ اور انگریز محقق شامل ہیں۔ (1) مثلاً ڈاکٹر طٰہٰ حسین مصری سنی مورخ (2) جارج جرداق لبنانی عیسائی (3) استاد عبداللہ سبیتی کاظمین (4) علامہ سید محمد حسین طباطبائی قمی (5) فاضل مرتضیٰ عسکری عراقی (6) ڈاکٹر علی الوردی پروفیسر بغداد یونیورسٹی (7) مولانا سید محمد باقر کھجوی

(8) مولانا سید منظور حسین اَجنالوی۔ اِن حضرات میں سے بعض نے اپنی کتابوں کے ضمن میں اور بعض نے مستقل کتب تالیف کر کے روایت و درایت کے اصول کے تحت یہ ثابت کیا ہے کہ ابن سبا کا وجود افسانہ سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا ہے۔ صرف شیعوں کو بدنام کرنے اور عثمان وغیرہ کے افعال زشت پر پردہ ڈالنے کیلئے گھڑا ہے۔'' (تجلیات صفحہ 502)

یہاں ماننا ہوگا کہ جن جن علمائے شیعہ نے یہ مغالطہ کھایا یا یقین کیا اور لکھا کہ عبداللہ ابن سبا عہد مرتضویؑ میں موجود اور غالی شخص تھا انہوں نے شیعوں کو بدنام کرنے اور اپنے حقیقی بزرگوں کے اعمال زشت پر پردہ ڈالنے والوں کی تائید مزید کی ہے۔ پھر ڈھکو کی بات سنئے :۔

۔'' ہم بوجہ اختصار صرف ڈاکٹر طٰہٰ حسین مصری کی عبارت کے ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ فاضل موصوف اپنی کتاب الفتنۃ الکبریٰ جلد 1 صفحہ 132 طبع مصر پر رقم طراز ہیں :۔'' ابن سبا بالکل فرضی اور من گھڑت چیز ہے۔ اور جب فرقہ شیعہ اور دیگر اسلامی فرقوں میں جھگڑے چل رہے تھے تو اس وقت اسے جنم دیا گیا۔ شیعوں کے دشمنوں کا مقصد یہ تھا کہ شیعوں کے اصول مذہب میں یہودی عنصر شامل کر دیا جائے۔ امویوں اور عباسیوں کے دور حکومت میں شیعوں کے دشمنوں نے عبداللہ بن سبا کے معاملے میں بہت مبالغہ آمیزی سے کام لیا۔ اُس کے حالات بہت بڑھا چڑھا کر بیان کئے۔ اُس سے ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ حضرت عثمان اور ان کے عمال

حکومت کی طرف جن خرابیوں کی نسبت دی جاتی تھی اور وہ ناپسندیدہ امور جو اُنکے متعلق مشہور ہیں کوسن کر لوگ شک وشبہ میں پڑ جائیں ۔دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ علیؑ اور اُنکے شیعہ لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل وخوار ہوں ۔''

یہ بیان مسلسل جاری ہے۔ پہلے یہ نوٹ کرلیں کہ جن علمائے شیعہ نے عبداللہ ابن سبا کا وجود مانا اور اس کے عقائد وغیرہ پر روایات لکھیں وہ یقیناً حضرت علیؑ اور اُن کے شیعوں کو ذلیل وخوار کرانے میں آج تک مددگار ہیں ۔اور قیامت تک وہ دشمنانِ محمدؐ وآل محمدؐ کی مدد کرتے چلے جائیں گے۔ڈھکولکھتا ہے کہ:۔

''طبری کے بعد والے قریباً تمام مورخین نے ابن سبا کے قصہ کو طبری سے لیا ہے۔جیسا کہ تاریخ ابوالفداء، کامل، البدایہ والنہایہ وغیرہ۔تواریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے اور طبری نے اُسے سیف بن عمر کی زبانی نقل کیا اور سیف بن عمر علمائے رجال کے نزدیک (1)''ضعیف الحدیث لیس بشیءٍ'' (2)''مَترُوکٌ یصنع الحدیث'' (3)عامة حدیثه منکر ة مُتّهم بالوضع و الزندقه (یعنی (1)امام ذہبی السنّت نے سیف بن عمر کو حدیث بیان کرنے میں کمزور اور ناچیز قرار دیا (2) اُس سے حدیث لینا ترک کردیا گیا وہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا (3) اس کی بیان کردہ حدیثیں عموماً بری ہیں اس پر حدیثیں بنانے کی تہمت قائم ہے اور وہ زندیقانہ روش کے لئے بھی ملزم ہے) (میزان الاعتدال ذہبی جلد ایک صفحہ 438) (تہذیب التہذیب جلد 4 صفحہ 225 ابن حجر وغیرہا) بہرحال جس شخص کا وجود ہی متنازعہ فیہ ہو اس کو کسی مذہب کا بانی کیوں

کرقرار دیا جاسکتا ہے۔" (تجلیات صفحہ 503-502)

قارئین ڈھکو کو بتائیں کہ تو نے اور تیری پارٹی کے علما نے برابر عبداللہ ابن سبا کا وجود مانا اور اپنی کتابوں میں لکھا اور دشمنانِ اسلام کی طرفداری میں محمدؐ و آل محمدؐ اور شیعوں کو ذلیل ورسوا کرانے میں مدد کی۔ تم سے اور تمہاری پارٹی کے علما سے بہتر تو وہ علمائے اہل سنت ہیں جنہوں نے حقیقت حال کو واضح کیا اور ثابت کیا کہ یہ ایک خودساختہ افسانہ ہی ہے۔ لیکن تیری پارٹی کے علمائے رجال بھی دنیا کے بدترین لوگ تھے کہ وہ عبداللہ ابن سبا کا وجود وعقیدہ اور آگ میں جلایا جانا لکھ گئے اور امام ذہبی نے اُن خبیثوں کو کاذب ومفتری ثابت کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم صرف ان علما کو علمائے اسلام مانتے ہیں اور صرف ان ہی کی عزت وتعظیم کرتے ہیں جنہوں نے اسلام اور محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کے خلاف ایک لفظ بھی نہ لکھا ہو۔

ہندوستان میں جنہوں نے مذہب شیعہ کی تبلیغ روکی اور نفرت کا محاذ قائم کیا

اس عنوان کو باقاعدہ اور تفصیل سے سمجھنے کیلئے ہماری کتاب "**مذہب شیعہ، ایک قدیم تحریک وہمہ گیر قوت**" کا مطالعہ ضروری ہے۔ مختصراً یوں سمجھ لیں کہ اسلامی حقائق کا ایک سیلاب تھا جو ہندوستان کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ملک کے ہر چھوٹے بڑے شہروں، قصبوں اور گاؤں گاؤں اور کونے کونے تک جا پہنچا تھا۔ اسکے سامنے ہر باطل مذہب، ہر باطل تصور، ہر غلط عقیدہ، بہتا اور غرق ہوتا چلا جارہا تھا۔ باطل مذاہب کے راہنما اور قائدین پناہ ڈھونڈتے پھرتے تھے اور حق کے سوا انہیں کہیں پناہ نہ ملتی

تھی۔عزاداری امام حسین علیہ السلام ہر گھر میں منائی جاتی تھی۔مسلمان تو پرستارانِ محمد وآل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم تھے ہی ہندو راجے مہاراجے اور ہندو وعیسائی و پارسی عوام اور سکھ حضرات محرم پر لاکھوں روپیہ صرف کرتے تھے۔ بڑے بڑے صاحبان دولت و ثروت اور مہاراجہ ننگے پیر جلوس محرم میں شریک ہوتے تھے۔محلات اور جھونپڑیوں تک میں سوگ منایا جاتا تھا۔کہیں شیعہ سنی فساد کا نام ونشان تک نہ تھا۔آپس میں شادی بیاہ اور تمام خوشی ورنج کی رسومات مل کر منائی جاتی تھیں۔تمام مذاہب کے عوام اور ارباب دانش اپنے اپنے طریقہ پر عزاداری شہدائے کربلا علیہم السلام مناتے تھے اور بلا تفریق مذہب وملت جلوس عزا اور ماتم اور مجالس میں ایک دوسرے کے یہاں شرکت کرتے تھے۔ ہندو اور پارسی حضرات مسلمانوں سے تیار کرا کے نذر و نیاز دلاتے تھے۔ بیماروں کو تعزیوں کے نیچے سے نکالا جاتا تھا۔منتیں مرادیں حاصل کی جاتی تھیں۔جلوس عزا کے ساتھ بینڈ باجے نقارے اور ڈھول بجتے جایا کرتے تھے۔عزاداروں کے مکانوں پر امام بارگاہوں کے دروازوں پر نوبت بجا کرتی تھی، یہ سب کچھ تیزی کے ساتھ بڑے پیارے ماحول میں بڑھتا پھیلتا چلا جارہا تھا۔گناہ گار اور پیشہ ور بدمعاش بھی محمدؐ وآل محمدؐ صلوٰۃ اللہ علیہم سے وابستہ تھے اور اچھی زندگی اختیار کرتے جارہے تھے۔شرابی، جواری، چوراُچکّے، قذاق اور ڈاکو تک محرم میں سرِ نیاز جھکائے رہتے تھے۔ پیشہ ور عورتیں سیاہ لباس میں ملبوس سوگوارانہ اپنے گناہوں پر نادِم طلبِ مغفرت کیلئے دامن عزا تھامے رہتی تھیں اور وعظ و پند کی مجالس سنتے بھوکے پیاسے رہتے اور ہدایت کی طرف

بڑھتے جارہے تھے۔لیکن اسی زمانہ میں ایک ابلیسی گروہ چپکے سے سازش کی تیاریاں کررہا تھا اور کسی ایسے دھماکے کیلیئے جذباتی بارود تیار کررہا تھا۔جس سے مسلمانوں اور غیر مسلموں میں اور شیعہ اور سنیوں میں نفرت کے شعلے بھڑک اٹھیں اور یہ وہی ٹولہ تھا جس کی نشاندہی ہم نے بڑی تفصیل نزول قرآن کے زمانہ سے آج تک کی ہے۔ چنانچہ اس گروہ کا ایک آدمی چپکے سے آگے بڑھتا ہے، مذہب شیعہ اختیار کرتا ہے، اِدھر اُدھر چند مناظرے کرکے شیعہ حکومت کے اراکین سے ملتا ہے، مسکہ لگا تا ہے اور آخر کار نجف میں شرانگیزی، فتنہ خیزی اور مناظرہ بازی کی تعلیم کے لئے سفارشاً حکومت کے خرچ پر جاتا ہے۔اور واپس آ کر وہ تمام اقدامات کرتا ہے جو شیعہ سنی افتراق اور عداوت کیلیئے ضروری تھے۔ اندرہی اندر ایک دوسرا فتنہ جُو شخص اس کا فرضی مخالف بنتا ہے اور مناظرہ پر کتابوں، لکچروں اور لعنت وتبرا کی مہم شروع ہوتی ہے تاکہ اسلامی سیلاب کو روکا جائے اور امت کے افراد کو ایک دوسرے کے خون کا پیاسا بنادیا جائے۔ یہ کام شروع ہوا۔اس کی ابتدائی جھلک کتاب تحفہ اثناعشریہ کے دیباچہ میں ملتی ہے۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنی بے چارگی اور بے بسی کا اعلان کرتے ہیں۔اُس سیلاب کی ہمہ گیری کا مرثیہ پڑھتے ہیں اور اس کتاب مذکور لکھنے کا مقصد تحفہ اثناعشریہ میں یہ لکھا ہے کہ شاید اس کتاب سے سیلابِ تشیع کی رفتار کچھ کم ہوجائے۔اسکے بعد اس گروہ نے شیعہ سنی عوام کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔گڑے مردے اکھاڑے گئے ،وہ تمام اعتراضات جو اس گروہ کے بزرگوں نے شیعہ سنی کتابوں میں خود گھڑ کر لکھے تھے از سرنو

ایک دوسرے پر پتھروں کی طرح پھینکے جانے لگے۔ وہ اُدھر سے سنّیوں پر ہر ممکن طعن وطنز ولعنت وتبرا کرتے تھے اور اُس میں اپنے زیر اثر حکومتوں سے مدد لیتے تھے اُن کی زمین ضبط کراتے تھے۔ یہ ادھر سُنّی حکومتوں کی مدد سے شیعوں پر مظالم کراتے اور انتقام لیتے تھے۔ مساجد میں آنا جانا، بیاہ شادی اور رسومات میں شرکت حرام ہوکر رہ گئی، دوسرے تیسرے روز ہنگامہ آرائی اور قتل وغارت شروع ہوگئی۔ خود شیعہ علما نے ماتم اور نوحہ خوانی کو حرام قرار دینا شروع کیا، بدعت وشرک کی بھرمار کی، ،بات بات پر کفر وشرک کا فتویٰ دیا جانے لگا، سبیل کا پانی اور نذر ونیاز حرام قرار دیا گیا۔ اور وہ دشمنی پھیلی کہ رفتہ رفتہ سر بازار لعنت وتبرا اور مدح صحابہ کے ہنگاموں اور جیلوں اور مقدمات کی ریل پیل ہوگئی۔ یہاں تک کہ علامہ سید محمد مجتہد ہی کے زمانہ میں مذہب شیعہ کی تبلیغ ختم ہوگئی، لوگوں نے شیعوں کی حق بات بھی سننا بند کردی۔ اور سنی شیعہ محاذ جو اُن دو اوّلین فتنہ سازوں نے شروع کیا تھا آج تک جاری ہے۔ اُس وقت لکھنؤ کی حکومت کی سرپرستی شیعہ تخریب کار مجتہدین کو حاصل تھی اور دہلی کی حکومت سنی لیبل کے ڈھکوسلوں کی نصرت میں مشغول تھی اس زمانہ کی بات ہے کہ:۔

(1)۔ لکھنؤ شیعہ حکومت اور جناب سید محمد مجتہد کی مستند کتاب

''حملہ حیدری'' بڑے چاؤ سے لکھی گئی تھی اور حکومت کی طرف سے زرکثیر خرچ کر کے شاہی مطبع میں چھپی تھی۔ اور پورے ہندوستان میں بڑے اہتمام وانتظام سے مفت تقسیم کی گئی تھی۔ اس عظیم الشان کتاب سے آفتابِ ہدایت کے مصنف نے

خلفائے ثلاثہ کی مدح وثنا اور فضائل ومناقب پیش کر کے چاہا کہ شیعہ لیبل والی پارٹی کو شیعوں کے روبرو رسوا کر دے۔ آفتابِ ہدایت میں اٹھائی ہوئی بحثیں آگ کی طرح ملک بھر میں پھیل گئیں۔ شیعہ عوام کہاں تک اغیار کے طعن وطنز سنتے ؟ وہ دوڑ دوڑ کر رقص منبری کرنے والوں، سال بھر مجالس کی رقومات وصول کرنے والوں، خمس وزکاۃ اور دیگر دینی واجبات لینے والوں کے پاس فریاد کرنے لگے آخر مسٹر ڈھکو نے آفتاب ہدایت کو لکھنے والے سے کشتی کا اعلان کر دیا۔ لکچروں میں پروپیگنڈا کیا، ہزارہا روپیہ ہمدردان قوم کی جیبوں اور تجوریوں سے نکالا۔ اور جیسے ہوسکا آفتابِ ہدایت کے جواب میں کتاب **<u>تجلیاتِ صداقت</u>** مارکیٹ میں بھیج کر مستقل روزگار اور پائیدار آمدنی کا بندوبست کر لیا۔ اس تجلیات حماقت میں جب کتاب حملہ حیدری کی نظم اور بیانات کا جواب دینے لگے تو لکھا کہ:۔

۔''مؤلف کتاب آفتاب ہدایت نے ابوبکر صاحب کے جس مالی ایثار کا تذکرہ کیا ہے۔ اگر جرأت ہے تو اصولِ مناظرہ کے مطابق ہماری معتبر کتابوں سے اس کا ثبوت مہیا کریں گے۔ کتاب <u>حملۂ حیدری</u> قسم کی شاعرانہ کتابیں مفید مطلب نہیں'' (تجلیات صفحہ 46)۔ اور پھر ذرا سنبھل کر اور سوچ سمجھ کر ساٹھ صفحات اور لکھ کر ارشاد فرمایا کہ:۔

۔''اور جہاں تک **<u>حملۂ حیدری</u>** کی نظم کا تعلق ہے۔ اگر چہ مولف کتاب آفتاب ہدایت نے اسے **<u>شیعوں کی بڑی مستند کتاب</u>** کہہ کر سادہ لوح عوام کو غلط تاثر

دینے کی کوشش کی ہے۔مگر ارباب نظر (یعنی اُلّو کے پٹھے) جانتے ہیں کہ حملہ حیدری کا مولف وعالم نہ محدثین شیعہ میں سے ہے نہ علمائے مجتہدین میں سے۔ بلکہ وہ صرف فردوسی کی طرح شیعی المذہب شاعر ہے۔ظاہر ہے کہ شعراء کرام کو علمی تحقیقات اور فنی موشگافیوں سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔ ان کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ تاریخ میں جو رطب ویابس دیکھا اسے شعری قالب میں ڈھال دیا......دریں حالات کسی مطلب کے اثبات میں ایسی کتاب کو شیعہ کی بڑی معتبر کتاب کہہ کر پیش کرنا اور اس کے مندرجات کو ہمارے خلاف استعمال کرنا انتہائی حماقت یا ابلہ فریبی ہے۔ یا پھر محتاط سے محتاط الفاظ میں انتہائی بے انصافی ہے۔'' (تجلیات صفحہ 121-120)

(2)۔ ڈھکوی بیان پر ایک نظر

یہاں ڈھکو سے یہ دریافت کریں کہ کیا وہ کچھ ایسی کتابوں کے نام ہمیں بتا سکتے ہیں جو اُن کے مجتہدین عظام میں سے کسی نے لکھی اور مستند ہو؟ سوچنا یہ ہے کہ ڈھکو صاحب شیعہ مذہب کی انتہائی مستند و معتبر کتاب کافی کا ایک ہزار بار نا قابل اعتبار ہونا اور عملاً کافی کے مندرجات کا انکار کر چکے ہیں تو اس کے بعد وہ کون سی شیعہ کتاب ہے جسے مجموعی حیثیت سے معتبر و مستند کہا جا سکے اور جس کے مندرجات کے خلاف کوئی آواز نہ ابھی اٹھی ہو یا جسے تمام علمائے شیعہ نے بلا اختلاف مستند مانا ہو؟

دوسری بات بہت واضح ہے کہ حملہ حیدری کا مصنف ایک شاعر ہے۔ واقعی وہ نہ مجتہد ہے، نہ محدث ہے اور نہ ڈھکو کے علمائے محققین وارباب نظر میں سے ہے۔

نہ بے چارا، ڈھکو کے علمائے کبار میں داخل ہے اور واقعی اس کی اپنی تحقیق نا قابل استدلال ہی ہونا چاہیئے ۔لیکن حقیقت اس قدر نہیں ہے۔ بلکہ اس کتاب حملہ حیدری کا مستند ہونا اور تمام مجتہد قسم کی مخلوق کیلیئے حجت ہونا، اسلیئے ہے کہ یہ کتاب ہندوستان کے ایک ایسے مجتہد اعظم ابن مجتہد اعظم کے حکم سے اور اُن کی نگرانی اور اصلاح اور تصدیق و تائید اور سند کے ساتھ شائع ہوئی تھی جسکے ہم پلہ مجتہد، سرزمین ھندو پاکستان نے پیدا نہیں کیا۔ وہ ایسے مجتہد گر مجتہد تھے کہ اُن کے خاندان میں اجتہاد موروثی غلام بن کر رہ گیا جو پیدا ہوا مجتہد ہوا، اور اجتہادی سے کم تو کوئی شخص رہا ہی نہیں ہے۔ یہ وہ حضرات تھے جنہیں کسی کے اجازہ اور سند کی ضرورت نہ تھی ۔وہ مجسم اجتہاد تھے۔اُن سے بڑا مجتہد صرف ایک گزرا ہے جو ہمیشہ اُنکے سامنے رُو پوش اور تعاون بدوش رہتا چلا آیا۔ ذرا اُن کے حکم سے سرتابی نہ کرسکا، کبھی منہ کھول کر سامنے نہ آسکا، ہمیشہ سر تسلیم جھکائے رکھا۔لہٰذا اگر حملہ حیدری ایسی کتاب کو مستند نہ مانا جائے تو پھر مجتہد کی طرف سے پیش کردہ ہر کتاب نا قابل اعتماد ہو جائیگی ۔ہم ڈھکو کو بتانا چاہتے ہیں کہ حملہ حیدری میں جو کچھ لکھا ہے اگر وہ واقعی رطب و یابس کی بکواس ہے تو پھر تمہارے ٹولہ کی ہر کتاب کو اس ہزار سالہ دور میں بکواس و ہذیان ماننا لازم ہے۔ یہ کتاب جس شخص نے شائع کرائی، جس نے اس کی تصحیح کی، جس نے اس پر مہر اجتہاد لگائی اُس کو دیکھئے۔

(3)۔ کتاب حملہ حیدری کی سند اور ذمہ دارانہ پوزیشن

ڈھکو سے دست بستہ عرض ہے کہ وہ حملہ حیدری کا سرورق (Title

(Page) ملاحظہ فرمائے لکھا ہے کہ:۔ کہ درزمانِ محمود و ساعتِ مسعود بتصحیح و تنقیح و تحشی وحَلِّ لغات و اصلاح جناب ھدایت، مآب قدسی القاب، حاوی الفروع والاصول، جامع المعقول و المنقول، افضل العلماء الاعلام، افقہ الفقھاء الکرام، بحر العلوم العقلیہ، محیط الفنون النقلیہ، صاحب الملکات الملکیۃ، والقوۃ الربانیۃ القدسیۃ، فخر المحققین، سلطان العلماء والمجتھدین، وحید الدھر والادان، مجتھد العصر والزمان جناب سلطان العلما **سید محمد صاحب** لازالت شموس افاداتہ..........الخ

''قابل حمد زمانہ اور سعادت سے لب ریز گھڑی میں، اور جناب مرکز ہدایت، مقدس القاب والے، اصول اور فروع دین پر حاوی، اور عقلیات و کتابی تعلیمات کے مجسمہ، اور تمام مشہور علما سے افضل، اور تمام بزرگ فقہا سے زیادہ فقیہ، اور علوم عقلی کے سمندر اور تحریری فنون پر محیط، فرشتوں کی صفات والے اور اللہ کی مقدس قوت کے حامل اور تمام محققین کے لئے قابل فخر ہستی اور تمام علما اور مجتہدین کے بادشاہ تمام زمانوں اور تمام ادوار میں یگانہ ہستی۔ اپنے زمانہ اور اپنے دور کے مجتہد سلطان العلما سید محمد صاحب خدا اُن سے فائدہ پہنچانے والے سورج میں کبھی زوال پیدا نہ کرے۔ اُن کی تصحیح اور چھان پھٹک اور حاشیہ آرائی اور مشکل الفاظ کے حل کرنے اور اصلاح دینے کے بعد کتاب حملہ حیدری وجود میں آئی۔''

قارئین ڈھکو کو تلاش کریں کہاں کھسک گئے؟ ان سے کہو کہ بتاؤ یہ تمام سندات حملۂ حیدری کو مستند کتاب بناتی ہیں یا نہیں؟ اور نہیں ۔۔۔ تو کیوں نہیں؟ کیا تم

اس تمام تحریرات والقاب وعلمی مقام کو بکواس کہہ سکتے ہو؟ نہیں ......؟ تو حملہ حیدری صفحہ 3 سطر 17 پر یہ بھی ملاحظہ ہو:۔

ثناخوانی مجتہد العصر والزمان

الیف التُقٰی وارثُ الانبیا نظر کردۂ حضرت کبریا

اِمَامٌ ھُمَامٌ خَبِیرٌ بَصِیر کریم السجایا عدیم النظیر

خطیبٌ عجیبٌ علَیَ المنبر مَنُوعٌ نَھُوٌّ عَنِ المنکر

علیمٌ حلیمٌ حلیف السِدّاد شجاع مُطَاع رقیق الفواد

صبورٌ وقورٌ لطیفٌ وَفّی عطوف رئوفٌ خَفّیِ صفی

رئیس البرایاوَلیٌّ الکرم جزیل العطا یا بعید الھمَمِ

فرازندۂ رایت اجتہاد زحق حُجتی وآیتی برعباد

مہ ساطع آسمان ھدٰی سمّی جناب رسوؐل خدا

زہے وارث علم خیرالانام وحیدالزمان مرجع خاص وعام

امامیکہ درقطع وفصل عُدٰی حسامی ست مسلول دست خدا

طریق شریعت مؤید ازوست کہ نام ونشان محمدؐ ازوست

بطعن الرماح ست گرم مصاف کشد سیف ناسخ براھل خلاف

نمایاں بمیدان دین پروری زہر ضربتش ضربت حیدری

دل سُنّیاں داغدار ازوست کہ ہندوستان سبزوار ازاُوست

سحرھادم نفحہ عنبری نگہ کرد بر حملہ حیدری

بتصیح و تنقیح پرداختہ برنگ دگر جلوہ گر ساختہ

غموصی کہ دربعض الفاظ بود زرُوی لغت حل آن وانمود

بجائے کہ نتو انش تاویل کرد بناچار تغیر وتبدیل کرد

<u>**مجتہدالعصروالزمان کی حمدوثنا :**</u> ''ذمہ داریوں کومربوط کرنے والے نبیوںؑ کے وارث۔ اللہ کی نظر میں پسندیدہ امام بزرگ مرتبہ خبردار اوراپنی ذات میں اللہ کی طرح بصیرت والے۔ بزرگانہ عادات وخصلت رکھنے والے بے نظیر۔منبر پر عجیب خطبہ دینے والے۔ برائیوں سے روکنے اورمنع کرنے والے علیم بھی حلیم بھی اور بڑے مضبوط حلیف بہادراوروہ کہ جن کی اطاعت سب پر واجب ہو۔دل کے بہت نرم۔صبر میں درجہ کمال پر۔صاحب عزت ووقارنہایت بے لوث وفاپرست سب سے رابطہ رکھنے والے مہربان عقلمندصاف باطن تمام مخلوق کے سردارعزت کے مالک۔عطاکرنے میں سخی اورمصائب کودوررکھنے والے۔وہ کہ جنہوں نے اجتہاد کے جھنڈے بلند کردیئے۔ حق کی جانب سے حجت اوراللہ کے بندوں کے لئے ایک معجزہ ہیں۔آسمانِ ہدایت کے چمکتے ہوئے چاند ہیں۔رسولؐ خدا کے ہم نام ہیں۔تمام مخلوقات سے بہتر ہستیؐ کے بہت شاندار وارث ہیں۔اپنے زمانہ میں لاشریک اوراَحَد اورتمام خاص وعام انسانوں کے لئے مرکزی نقطہ ہیں۔ وہ ایساامام ہیں جو دشمنوں کو دوراور منقطع رکھتا ہے۔ وہ تلوار ہیں جو کارگر ہوتی ہے ۔ اوروہ یداللہ دست خداہیں ۔شریعت کی راہیں ان کی تائید سے باقی ہیں۔محمدؐ کا نام ونشان ان ہی کی وجہ سے برقرار ہے۔<u>طعن</u>

وطنز کے نیزہ سے میدان جنگ میں مصروف نبرد ہیں۔ مخالفین پر اُن کو باطل کرنے والی تلوار چلارہے ہیں۔ دین کی پرورش کے میدان میں سب سے زیادہ نمایاں ہیں۔ اُن کی ہر ضرب ضربت حیدری ہے۔ سُنّیوں کے قلوب اُن کی وجہ سے زخموں سے بھرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان کو انھوں نے ایرانی سبز وار کا صوبہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ صبح دم عنبر آلود سانسوں کے ساتھ۔ انہوں نے کتاب حملہ حیدری پر اصلاح کی نظر ڈالی۔ اوراس کو صحیح مقام دینے اور خرابیاں دور کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اوراہل کتاب کو ایک نیا جلوہ دے کر وجود بخشا۔ اور جن بعض الفاظ میں گنجلک دیکھی ان کو لغت کے قاعدے سے واضح کردیا۔ جہاں گنجائش دیکھی وہاں صحیح منشا دکھانے کے لئے تاویل فرمادی اور جہاں گنجائش نہ تھی وہاں عبارت کو تبدیل کرکے اصلاح فرمادی۔“

قارئین غور فرمائیں کہ اس طرح تیار کی ہوئی کتاب میں نقص نکالنا۔ اسے مستند نہ سمجھنا نظام اجتہاد اور مجتہدین کو باطل پرست ثابت کرنے کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔

(4)۔ مجتہد قدیم ہو یا جدید اُن کا کام نفرت کاری اور تفرقہ اندازی ہے

کتاب حملۂ حیدری کی سند واضح ہوگئی۔ ایسی کتاب کو غیر مستند کہنا ڈھکوا اینڈ کمپنی کا فریب اور مخالف مجتہد کے سامنے اعتراف شکست ہے۔ بہر حال آپ نے یہ دیکھ لیا کہ شیعہ لیبل لگانے والے مجتہدین کس طرح واضح اور واشگاف الفاظ میں اہل سنت کے دلوں کو طعن وطنز اور لعنت وتبرا کے نیزوں سے زخمی رکھتے اور اس غیر انسانی اور غیر اسلامی کاروبار پر فخر کیا کرتے تھے۔ ایسی نفرت انگیز کتاب میں اگر اس متعصب

ترین مجتہد نے ایسی مدح وثنا اور فضائل خلفائے ثلاثہ لکھوائے ہیں تو یہ ماننا پڑے گا کہ یہ ٹولہ نہ شیعہ تھا نہ سنی تھا۔ ان کا کام وہی تھا جو ہم نے بار بار لکھا اور ثابت کیا کہ یہ دو چہرے رکھنے والا منافق گروہ ایک دوسرے کی مدد کے لئے دونوں طرف اعتماد بحال رکھتا تھا اور دونوں کی کتابوں میں ایسی باتیں اور تصورات لکھتا رہتا تھا جو دونوں فرقوں کے یہاں قابل تسلیم نہ ہوں۔ اور پھر دونوں فرقوں میں جنگ اور تفرقہ جاری رکھنے کے لئے ایک دوسرے پر اعتراضات کرتا اور لکھتا کہ حملہ حیدری میں یہ لکھا ہے۔ لہٰذا اُس خبیث کا مذہب حق ہے۔ دوسرا لکھتا کہ بخاری میں یہ لکھا ہے لہٰذا میرا مذہب برحق ہے۔ اُدھر وہ حملہ حیدری کو غیر مستند لکھتا تو اِدھر یہ بخاری کی روایت کو اصول درایت کی قینچی سے کاٹ کر ضعیف وکمزور اور راوی کو بدعقیدہ لکھ دیتا۔ چند سالوں کے بعد پھر آیات بینات اور آیات محکمات شائع کر کے روپیہ کمانے کا بازار گرم کرتا ہے۔ اللہ اس منافق دشمن اسلام گروہ پر لعنت کرے۔

(5)۔ موجودہ شیعہ سُنّی دشمنی قدیم وجدید ڈھکوؤں نے کیسے پیدا کی؟

قارئین نے دیکھ لیا کہ یہ کتاب حملۂ حیدری کس شان کے ساتھ لکھنؤ کی شیعہ حکومت کے دور میں شائع کی گئی۔ اور کس رُعب و دبدبہ کے ساتھ جناب علامہ سید محمد مجتہد نے اُسے اہل سنت کے خلاف پیش کیا۔ اور سُنّی عوام کے دلوں میں لعنت وتبّرا کے زخم لگانے پر فخر کیا گیا۔ اُنہیں دشمنانِ اسلام کہا گیا اور یہ سب کچھ مجتہد صاحب نے اِمَـامٌ هُـمَـامٌ بن کر لکھوایا۔ دستِ خدا یعنی یداللہ بن کر فرمایا۔ اوراللہ

ورسولؐ کے جانشین اورہم پلہ علیم وخبیر وحلیم وبصیر ورؤف الرحیم بن کر شیعوں کی نمائندگی کا سہرا باندھا۔ اورتمام اہل سنت پر حملۂ حیدری کے نام سے یلغار کردی۔ اور ایرانی حکومت کے قدم بقدم چلنے اور ہندوستان کو سبزوار بنا چکنے کا اعلان بھی کردیا۔ آگے بڑھنے سے پہلے آج کے مومنین سوچیں کہ اگر اب بھی اہل سنت عوام میں نفرت واشتعال وغم وغصہ پیدانہ ہوتا تو اور کیا پیدا ہوتا؟ اس صورتِ حال کے مقابلہ میں اگر سُنّی ڈھکوا پنے عوام کو شیعوں کے خلاف بھڑکائیں اور قتل وغارت پر آمادہ کردیں تو کیا تعجب ہے؟ اور کیا شکایت ہے؟ اب اگر آپس میں ملنا جلنا بند ہو جائے؟ ایک دوسرے کی مساجد میں آنا جانا رُک جائے؟ شادی شدہ عورتوں کو طلاق ہو جائے؟ آئندہ آپس میں شادی بیاہ منع کردیا جائے؟ ایک دوسرے کے وعظ ومجالس کی شرکت ناجائز کردی جائے؟ موقع ملنے پر ایک دوسرے کو نقصان پہنچایا جائے تو کیا تعجب ہے؟ اوراگر ایک ہزار سال سے دونوں طرف کے ڈھکو اس طرز فکر وعمل پر کاربند رہے ہوں؟ اسی قسم کے لکچر اور کتابیں عوام میں پھیلاتے رہے ہوں؟ تو آج شیعہ سنی دشمنی کس حد پر ہونا چاہیئے؟ اتحاد بین المسلمین کے کیا معنی ہونا چاہئیں؟ اور میرے ایسے کمزور طالب علم کی آواز میں کس قدر قوت ہونا چاہیئے؟ تاکہ میں یکہ وتنہا اُن ڈھکوؤں کو اُمت کے سامنے ذلیل ورسوا کرسکوں اور اُن کے آہنی پنجوں سے شیعہ سُنّی گردنیں چھڑا کر انہیں ہم آہنگ وہمنوا بنا سکوں؟ یہ ایک کٹھن کام ہے اور مذہب کے نام پر اس سے بڑا اور اہم کام کوئی اور نہیں ہے اور ہمیں اس کی انجام

دہی کے لئے ہر قسم کا تعاون اور مدد درکار ہے۔اور فی الحال میرے مقابلہ پر ایک بڑا قدیم و مستحکم ابلیسی نظام برسر پیکار ہے۔اور میری پشت پر اُمت کے غربا اور محمدؐ وآل محمدؐ کی سرکارؐ ہے۔ میں تاحیات یہ جنگ جاری رکھوں گا۔اور اپنے بعد کے لئے اس کے برقرار رکھنے اور اس طاغوتی گروہ پر فتح پانے کا انتظام کروں گا۔

(6)۔ حملہ حیدری کو شیعوں کی کتاب بنانے کے لئے چند فریبی ترکیبیں

(الف)۔ اس کتاب میں پہلے یہ بنیاد رکھی گئی کہ ان تمام بزرگانِ دین کو الگ رکھا جائے جو محمد وآل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم کے فضائل ومناقب کو انتہائی حدود تک مانتے اور بیان کرتے ہیں ۔یعنی اگر ایسے لوگ شیعوں میں ہوں تو انہیں اپنے شیطانی اور قدیم طریقہ کے مطابق **غالی** اور **مفوضہ** کہہ کر ان کی مذمت کی جائے اور اگر فضائل محمدؐ وآل محمدؐ بیان کرنے والے اہل سنت میں ہوں تو انہیں **صوفیا** کہہ کر الگ کیا جائے، چنانچہ کتاب حملہ حیدری میں کہا گیا کہ:۔

برتاریخ واخبار دار دمناط	بروں نیست از جادۂ احتیاط
مُبرّا است از شیمۂ غالیان	مصفا است از شیوۂ صُوفیاں
تعصب ندارد بمذہب چناں	کہ پیچد بلاوجہ بادشمناں
نہجی گرفت ست ایرا دودق	کہ افتادہ درجان اعداقلق

اس کتاب میں تاریخ اور احادیث پر انحصار رکھا جائے گا۔اور راہ احتیاط سے باہر قدم نہ نکالا جائے گا۔اور اس کتاب حملۂ حیدری کو غالیوں کی طرز فکر سے مُبرّا

اورصوفیوں کے تصورات سے پاک رکھا جائے گا۔اس کتاب میں ایسے مذہبی تعصب سے کام نہ لیا جائے گا جس سے خواہ مخواہ دشمنوں سے الجھا جائے۔اس کی تصنیف میں چھان بین اورغلط چیزوں کی تردید کا ایسا طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ جس سے دشمنوں کی جان قلق میں پڑ گئی ہے۔''(حملہ حیدری صفحہ 3)

یہاں اور ہرجگہ اہل سنت کو بلا استثنا دشمن اوراعدائے دین قرار دیا ہے۔ اورکوکب دُرّی اوردیگرفضائل محمدؐ وآل محمدؐ پر لکھنے والوں اوران کی کتابوں کی مذمت کی گئی ہے۔اوراُن سب کو غالی اور صوفی کہہ کراُن کا راستہ روکا گیا ہے۔

(ب)۔ فضائل محمدؐ وآل محمدؐ پر چند باتیں تاکہ مجتہد صاحب شیعوں میں شمار ہوسکیں

نعتِ خواجۂ کائنات وعِلّتِ غائیِ ممکنات سید عالم واشرف اولاد آدمؑ حضرت خاتم النبین وافضل المرسلین صلی اللّٰہ علیہ وآلہ اجمعین۔

خرد گشتہ درذاتِ یک کس تمام ۔۔۔ کہ باشد محمد علیہ السلام

کہ چوں اُو نیاید کسی دروجود ۔۔۔ خمیر تن پاکش از عقل بُود

زخلقِ جہاں مطلب اُوبُود وبس ۔۔۔ نمی بود اگر اُونمی بود کس

محمدؐ کہ ایزد ثنا خوانِ اُوست ۔۔۔ محمدؐ کہ لَولاکَ درشانِ اُوست

محمدؐ مُسلّم درارض وسما ۔۔۔ منزّہ چوایزد زچُون وچرا

محمدؐ بعزّو بقدر و بجاہ ۔۔۔ بروں ازتصور چُوذات اِلٰہ

محمدؐ کہ رُوئے ہمہ سوئے اُوست ۔۔۔ خداوند عالم رضا جوئے اُوست

کلیمی کہ عرش بریں طُور اوست　　فروغِ مہہ و مہر ازنور اُوست

محیطی کہ جزذات پر وردگار　　زظرفش بروں نیست یکقطرہ دار

زآدم بگرتا مسیحؑ و کلیمؑ　　کہ ہریک زپیغمبران عظیم

بہنگامِ ناکامی واضطرار　　زدشواری وسختیِ روزگار

چوحاجت درگاہ حق بُردہ اند　　بحق محمدؐ طلب کردہ اند

توسّل بجستند تا بانبیؐ　　نشد مشکل انبیآّء منجلی

ـ" مالکِ کائنات اورتمام ممکنات کے وجود میں لائے جانے کی وجہ، تمام عالم کے سرداراوراولادآدمؑ میں سب سے زیادہ اوربڑھ کرشریف ھستی، خاتم النبینؐ اورسیدالمرسلینؐ اُن پراوراُن کی تمام آلؑ پردرودوسلام اُن کی مدح وستائش کی جاتی ہے کہ آنجنابؐ کو پیدا کرنے میں اللہ نے اُنؐ کی اکیلی ذات پاک پر دانش کا پورا ذخیرہ صرف کردیا تاکہ دانش کا مجموعہ اورمجسمہ محمد علیہ السلام کہلائے۔اوریہ کہ آنحضرتؐ کے بغیرکوئی ہستی لباس وجود نہ پہن سکتی تھی۔ان کے پاک جسم کا خمیراللہ نے عقل کوقرار دیا۔یعنی ان کے جسم وبدن کا ہرذرہ مادہ سے نہیں عقل سے بنایا گیا تھا۔تخلیق کائنات سے اللہ کا مقصد آنحضرتؐ کو وجود بخشنا تھا اورکچھ نہ تھا۔اوراگرآنحضرتؐ کو پیدانہ کیا ہوتا تو اورکچھ پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔محمدؐ وہ ھستی ہیں کہ اللہ ان کا خودہی ثنا خوان ہے۔ محمدؐ ہی ہیں جن کی شان میں اللہ نے فرمایا ہے کہ اگرتو موجود نہ ہوتا تو میں یہ افلاک اورکائنات پیدانہ کرتا۔(لَـوْلَاکَ لَمَـا خَـلَـقْـتُ الْاَفْـلَاکَ) محمدؐ زمینوں اور

آسمانوں کی تسلیم شدہ بزرگ ھستی ہیں اور جس طرح اللہ ہر قسم کے سوالات و اعتراضات سے مُنَزّہ اور پاک ہے۔اسی طرح آنحضرتؐ بھی ہر چوں و چرا سے پاک ہیں۔محمدؐ اپنی ذاتی عزت و بزرگی اور عظمت میں ہر تصور سے اس طرح ارفع و اَعلیٰ اور بلند و بالا ہیں جیسا کہ ذات معبود ارفع و اَعلیٰ ہے۔محمدؐ وہ ہستی ہیں کہ ہر مخلوق ان ہی کے منہ کو دیکھتی اور ان ہی سے متوجہ ہے۔خود اللہ تعالیٰ محمدؐ کی رضامندی چاہتا ہے۔محمدؐ ایسے کلیم ہیں کہ اللہ سے بات کرنے کے لئے عرش خداوندی اُن سے وہی تعلق رکھتا ہے جو کوہِ طور مؤسیٰ سے تعلق رکھتا تھا۔یہ چاند اور سورج آپؐ ہی کے نور سے استفادہ کرتے ہیں۔محمدؐ ذاتِ خداوندی کے علاوہ اِس کائنات کی ہر مخلوق ہر ذرّہ اور ہر قطرہ پر محیط اور قابو رکھتے ہیں۔آپ ذرا حضرت آدمؑ سے لے کر تمام انبیاؑ پر حضرت عیسیٰؑ و مؤسیٰ تک نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ تمام صاحبان عظمت انبیاؑ اپنی ناکامیوں اور بےبسی کے دوران اور مشکل اور مصائب میں اللہ سے اپنی جو بھی حاجت طلب کرتے رہے وہ محمدؐ کے واسطہ اور حقوق کے وسیلے سے مانگتے رہے۔اور جب تک محمد مصطفیٰ کو وسیلہ نہ بنایا کسی نبیؑ کی مشکلکشائی نہ ہوئی۔(حملہ حیدری صفحہ 4)

منقبت شیرؑ خدا و سید اوصیاءؑ و سرِ دفتر اولیاءؑ اسداللّٰہِ الغالب امام المشارق و المغارب علیؑ ابن ابیطالبؑ

علیؑ مالک الملک اقلیم جُود — علیؑ درۃ التاج فرق وجود

علیؑ صاحبِ اختیار جہاں — علیؑ صاحبِ حکم برآسمان

روان است تا عرش فرمانِ اُو | ملا یک چو حُجّاب و دربان اُو
رہانندۂ موسٰی از رودنیل | دمانندۂ گُل زنارِ خلیلؑ
بساحل رسانندۂ فلکِ نوحؑ | کُشائیندۂ بابہائے فتوح
بداں تا نگردد نمازش قضا | خداباز گرداند خورشیدرا
بگرداند ایں طارم چنبری | بانگست کہترِ چُوں انگشتری

اس کے بعد حملہ حیدری میں جناب علی مرتضٰی علیہ السلام کی شان میں لکھا گیا ہے کہ:۔

''علیؑ سخاوت کی حکومت کے مالک الملک ہیں۔ جو کچھ بھی وجود میں آیا ہے علیؑ اسکے سرتاج اور شان ہیں۔ علیؑ جہان بھر پر مختار ہیں۔ علیؑ آسمانوں کے بھی فرمانروا ہیں۔ عرش خداوندی تک علیؑ کا حکم جاری ہے۔ فرشتے بارگاہ مرتضوی کے پردہ دار ودربان ہیں۔ علیؑ وہی ہیں جس نے حضرت موسٰیؑ کو فرعون سے محفوظ دریائے میں سے پار نکالا تھا۔ علیؑ وہی ہیں جس نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ سے محفوظ رکھا اور آگ کو ابراہیمؑ کیلئے گلزار بنادیا تھا۔ علیؑ وہی ہیں جنہوں نے حضرت نوحؑ کی کشتی کو محفوظ ساحل مراد تک پہنچایا تھا۔ علیؑ وہی ہیں جو فتح اور نصرت کے دروازے کھولتے آئے ہیں۔ یہ سمجھ لو کہ اللہ نے یہ نہ چاہا کہ حضرت علیؑ کی نماز قضا ہوجائے اسلئے اللہ نے سورج کو واپس بھیجا تاکہ علیؑ وقت کے اندر اندر نماز بجالائیں۔ اور علیؑ بھی وہ مختار کائنات ہستی ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو اپنی چھوٹی انگلی کے اشارہ سے ان افلاک اور آسمانوں کو الٹا گھمادیں۔'' (کتاب حملہ حیدری صفحہ 4-5)

(ج) وہ عقائد مان لئے گئے ہیں جن کو ماننے والے ڈھکو کے نزدیک غالی ہوتے ہیں

قرآن وحدیث میں جو عظیم الشان فضائل ومناقبِ محمد وآل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم بیان ہوئے ہیں انکے تمام بنیادی اجزاء اور بعض کی تفصیل بھی حملہ حیدری میں تسلیم کی گئی ہے اور چونکہ حملہ حیدری ایک زبردست ہندی مجتہد کی مصدقہ تصنیف ہے اسلئے ڈھکو اینڈ کمپنی کیلئے اسکے تمام مذکورہ فضائل کو بطور حجت ماننا لازم ہے۔ اور انکی وہ بحث کہ حضرت محمد مصطفیٰ اور آئمہ طاہرین صلوٰۃ اللہ علیہم عام آدمیوں کی طرح کا جسم وبدن وبشری میلانات رکھتے تھے باطل ہوجاتی ہے۔ حملہ حیدری سے ایک شعر سنیں۔ ؎

دگر ہست مشہور در خاص وعام　　کہ حیدر مراد راز ل....نام

کہ آن شیرِ پروردگارِ مجید　　بگھوارہ مارے ز ہم بر درید (حملہ حیدری صفحہ 324)

دوسرے مصرعہ میں ایک لفظ پھٹ گیا ہے لیکن مطلب واضح ہے کہ:۔

''تمام انسانوں میں یہ واقعہ مشہور ومعروف ہے کہ روز ازل سے حضرت علیؑ کا نام حیدر ہے۔ اسلئے کہ پروردگار مجید کے اُس شیر نے گھوارہ کے اندر ایک سانپ کا منہ چیر دیا تھا'' (صفحہ 324)۔ مگر اس صدی کے مجتہد ڈھکو نے لکھا ہے کہ:۔

(د)۔ ڈھکو اینڈ کمپنی حضرت علیؑ کو ''حیدر'' نہیں مانتی ہے

''اولاً تو اژدھے کا قصہ ہماری کتب معتمدہ (قابل اعتماد) میں مذکور نہیں ہے۔ اُسے تمام شیعوں کی طرف منسوب کرنا دیانت کے خلاف ہے۔ ثانیاً یہ قصہ بعض کتب اہل سنت جیسے ہدیۃ السعدا علامہ دولت آبادی وغیرہ میں بھی مذکور ہے۔ لہٰذا

اس کی مسئولیت خود مؤلف پر بھی عائد ہوتی ہے۔ ثالثاً اس سے زیادہ ہوشربا قصص (قصے) وحکایات کتبِ اہل سنت میں اپنے بعض بزرگوں کے متعلق لکھے ہوئے ہیں۔'' (تجلیات صداقت 259)

یہاں قارئین یہ نوٹ کرلیں کہ ڈھکو صاحب صرف اژدھے کے واقعہ ہی کے منکر نہیں ہیں۔ بلکہ اُن تمام شیعہ کتابوں کے بھی منکر ہیں جن میں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے گہوارہ کے اندر اژدھا کا جبڑا چیر دیا تھا۔ ساتھ ہی وہ اس قصہ کو جھوٹا اور ہوشربا سمجھتے ہیں۔ اور اسی بنا پر شیعوں کی مذکورہ کتابوں کو ناقابل اعتماد لکھتے ہیں۔ یعنی مجتہدین کے یہاں وہ کتابیں مستند ہوتی ہیں جن میں محمدؐ وآل محمدؐ کو عام بچوں کی طرح فضائل کے پر کاٹ کر پیش کیا جائے۔ یعنی حملۂ حیدری کو مستند نہ ماننے کی ایک وجہ مندرجہ بالا شعر بھی ہوسکتا ہے۔

(ہ)۔ حملہ حیدری سے فضائل دوازدہ آئمہ معصومینؑ

منقبت برگزید ھائے جہاں آفریں وجگر گوشھائے حضرت سید المرسلین انوار الدجی وعلام الھدیٰ آئمہ معصومینؑ

سزاوار از بعد شیر خدا ۔۔۔ بود مدح آن یازدہ پیشوا

کہ بودند ہریکؑ بسان علی ۔۔۔ نبیؐ راوصی وخدارا ولی

درایامِ خود ہریکی شہریار ۔۔۔ براہل جہاں حجّتِ کردگار

ہمہ چوں محمدؐ منزہ صفات ۔۔۔ ہمہ صاحب حکم بر کائنات

ہمہ وارثِ علم پیغمبری ۔۔۔ بود غیر شاں کاذب ومفتری

بعلم وبقدرت ہمہ ممتلی ہمہ چوں محمدؐ ہمہ چوں علیؑ

نمی بود اگر ذاتِ شاں درمیان نمی بود بعد از پیغمبر جہاں

چہ کردند اعدا ز رشک وحسد وز ایشاں نیامد مکافات بد

ستم میکشید نداز ناکساں دُعا بود از ایشاں مکافاتِ آن

۔''شیرؑ خدا کے بعد اُن کے گیارہ پیشواؤں کی مدح کرنا واجب ہے کہ وہ حضراتؑ بالکل حضرت علیؑ کی طرح تھے۔ یعنی وہ نبیؐ کے وصی تھے۔ اور خدا کے ولی تھے۔ وہ سب اپنے اپنے عہد میں بادشاہ دین و دنیا اور تمام اہل جہاں پر اللہ کی حجت تھے۔ وہؑ سب محمدؐ کی طرح منزہ صفات کے حامل تھے اور سب ہی پوری کائنات پر حکمران تھے۔ وہ سب علوم مصطفویؐ اور علوم پیغمبریؐ کے وارث تھے۔ اُن کے علاوہ جو ایسا دعویٰ کرے وہ کاذب اور مفتری ہے۔ علم اور قدرت سے سب کے سب لبریز تھے۔ سب کے سب محمدؐ و علیؑ کی مانند تھے۔ اگر اُن کی ذات اللہ اور مخلوق کے درمیان موجود نہ رہتی تو محمد مصطفیٰؐ کے بعد یہ کائنات ہی ختم ہو جاتی۔ ذرا غور کرو کہ دشمنوں نے رشک وحسد میں ان حضرات کے ساتھ کیسا ظلم روا رکھا۔ لیکن ان کی طرف سے کوئی برا انتقام نہ لیا گیا۔ انہوں نے ناہنجار قسم کے لوگوں کے ظلم وستم برداشت کئے مگر دعا کے سوا اُن لوگوں کے خلاف کچھ بھی نہ کیا۔ (حملہ حیدری صفحہ 6-5)

یہ فضائل تو وہی ہیں جو پوری امت مانتی چلی آئی ہے۔ اور قرآن وحدیث اُن کی تفصیلات سے لبریز ہیں۔ مگر جو بات نوٹ کرنے کی ہے وہ یہ ہے کہ مسٹر ڈھکو

اورحملہ حیدری والا مجتہد تمام سنی عوام کے دلوں کو طعن وطنز ولعنت وتبرا کے نیزوں سے زخمی رکھ کر کس شیطان کی سنت ادا کرتے ہیں؟

(و)۔ <u>حملہ حیدری سے فضائل حضرت قائم آل محمدؐ</u>

<u>منقبت خاتم اوصیاء و قائم آل محمدؐ مصطفی صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم</u>

<u>حجة اللّٰہ عَلٰی عبادہٖ و امنیّته فی بلادہٖ</u>

امام زماں حُجّتِ کردگار   فروزندۂ گوہر ہفت وچار

قضا بندۂ حکم فرمان اُو   قدر شخصی از پیش کارانِ اُو

نگار ندۂ رنگ ایں نہ پرند   چو افراشت ایوان قدرش بلند

بہ بنیاد آن قصرعرش افتخار   سمٰوات چوں خشت آمد بکار

خضر رایتش رافرازندہ است   برائے ہمان روز ہم زندہ است

۔’’امامؑ زمانہ اللہ کی حجت ہیں ۔سات اور چار گوہروں کو نمایاں کرنے والے ہیں۔ <u>قضائے خداوندی اُن کے حکم</u> وفرمان کی غلام ہے۔اورقدرِ خداوندی اُن کے پیشکاروں میں سے ایک شخص ہے ۔ وہی چوں کہ اُن حضرؑت کی قدر ومنزلت کا ایوان بلندترین بنایا جاناتھا۔اس لئے اُنہوں نے ان نو آسمانوں میں رنگ آمیزی فرمائی اوراس بلندترین قصر کے لئے کہ جس پر عرش خداوندی بھی فخر کرتا ہے۔آسمانوں سے اینٹوں کا کام لیا گیاہے۔حضرت خضرؑ اُن کے پرچم بردار ہیں اوراس دن کے لئے آج تک زندہ بھی ہیں۔‘‘(حملہ حیدری صفحہ 6)

قارئین کرام یہاں دو حقیقتوں کو نوٹ کرلیں۔اوّل یہ کہ ہم نے بہت سے فضائل اور مدح کے اشعار میں سے چند ایسے اشعار جان بوجھ کر نقل کئے ہیں جو شیعہ عقائد کو ظاہر کرتے ہیں۔اور شیعہ لیبل کے مجتہدین اُن میں سے اکثر کو بڑی چُوں و چرا اور کاٹ چھانٹ کے بعد مشروط طور پر مانا کرتے ہیں۔دوم یہ کہ حملۂ حیدری کے مجتہد نے یہ مان لیا ہے کہ:۔

۔''اللہ تعالی کے فیصلے (قضا)اور قدرت ومقدرات (قدر) حضرات محمد وآل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم کے حکم اور فرمان کے بندے یا غلام اور اہل کار ہیں۔''

(دوسرا شعر مدحِ امام زمانہ علیہ السلام میں)اور اس سے پہلے یہ تسلیم کیا تھا کہ:۔

''تمام آئمہ اہلبیتؑ کائنات پر حکمران ہیں۔''(مدح دوازدہ امامؑ شعر نمبر 4)اور یہ کہ:۔

''علیؑ آسمان پر بھی حاکم ہیں''۔(مدح علوی شعر نمبر 2)اور یہ بھی کہ:۔

''ملائکہ علیؑ کے سامنے دربان اور پردہ دار ہیں''۔(شعر نمبر 3)اور یہ بھی کہ:۔

''روز ازل سے علیؑ تمام انبیاءؑ کے ساتھ مدد و نصرت کرتے چلے آئے''

(شعر نمبر 5،4)اور؛

''علیؑ کے فرمان عرش خداوندی تک جاری ہیں۔''(شعر نمبر 3) اور یہ کہ؛

''علیؑ آسمانوں کو چھوٹی انگلی سے حرکت دے سکتے ہیں۔''(آخری شعر اور آنحضرؐت کی شان میں فرمایا گیا تھا کہ حضوؐر کا خمیر عقل سے کیا گیا تھا۔''

(شعر نمبر 2)۔اور یہ بھی مانا گیا ہے کہ:۔

فضائل عقل که عبارت از نور محمدؐ است صلعم (حملہ حیدری صفحہ 3)

تُرا آفریدم بقدرت تمام جہاں رابدستِ تودادم زمام

بدونیک ازبندگان بنگر زتو جملہ کردار ہابشرم

کند بندۂ گرخطا یا ثواب وباشی معاقب تو باشی مثاب

زہرکس ہرآنچہ آیداندرجہان بقدرتو باشد مکافات آن

اورنور محمدیؐ ہی وہ عقل ہے جوتمام ملائکہ جنات اورانسانوں کودی گئی تھی۔یعنی حضور علیہ السلام کائنات کے ہر ذی عقل وہوش مخلوق کے ہرلمحہ ساتھ رہتے ہیں۔اُنؐ ہی کے لئے یہ کہا گیا تھا کہ وہ اللہ کی طرح تمام خامیوں اورنقائص سے پاک اورتصورات مجتہدانہ کے دائرہ سے باہراورکسی قسم کے چون وچرا سے ارفع واعلیٰ ہیں اوریہ عقائدان ہزاروں عقائد میں سے ہیں جن کو مجتہد نے کبھی دل سے نہیں مانا اورجب موقع ملانہایت چالاکی سے ان عقائد پرایمان لانے والوں پرقرآن وحدیث کے خلاف **غالی** اوربقول ڈھکو **کافر** ہونے کا فتویٰ دیتارہاہے۔بہرحال ان مذکورہ بیانات میں حملہ حیدری والے مجتہد نے یہ عقائدلکھ کرلکھنؤ اوربیرون جات کے شیعوں کو یقین دلانے کی کوشش کی ہے۔تاکہ وہ شیعہ حکومت اورشیعہ پبلک کو پشت پررکھ کرسنی عوام کے سینوں کو زخمی کرکرکے افتراق وانتشار وعداوت ونفرت کے ایندھن سے اتحاد اورمحبت اسلامی کوجلاکرخاک کرتے رہیں۔لہٰذا اُس زمانہ کی شیعہ حکومت کے ذریعہ سے اہل سنت کے خلاف باقاعدہ محاذ بناکراوراس سنی عوام وخواص کوستاستاکر پایہ تخت

دہلی میں اورسارے ہندوستان میں مذہب شیعہ سے نفرت وعداوت کا ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا کہ ملک بھر میں شیعوں کی حق بات سننا بھی بند ہوگئی۔ ذرا سوچیے کہ وہ لوگ جو خلفائے ثلاثہ کو اور اُن کی خلافت کو برحق سمجھتے ہوں اور پوری اُمت میں ابوبکر وعمر وعثمان کو افضل اور بزرگ مانتے ہوں جب وہ حملہ حیدری میں یہ نوکیلی اور اشتعال انگیز زبان دیکھیں گے تو اُن کے دلوں پر کیا گزرے گی؟ اور اس کے جواب میں وہ کیا کہیں گے؟ چنانچہ شیعہ لیبل کے ڈھکوی مجتہدین کو سنی لیبل کے ڈھکوی مجتہدین نے جو جوابات دیئے وہ سب تحفہ اثنا عشریہ اور ملا عبدالشکور کی تصنیفات، آیات بینات اور آفتاب ہدایت وغیرہ کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اُن جوابات کی تان یہاں آ کرٹوٹی ہے کہ محمود احمد عباسی اینڈ کمپنی نے مسٹر ڈھکو کے اشارہ پر یزید ایسے ملعون کو امیر المومنین لکھا، اُس پر درود وسلام لکھا۔ اور ساتھ ہی مولانا محمد حسین مجتہد ڈھکو کی سرپرستی میں نکلنے والے ماہنامہ بابت مئی جون 1964ء شہید اعظم نمبر (محرم وصفر 1384ھ) میں ایک مضمون بنام ''دارالحکومت شام میں'' شائع کیا گیا۔ جس میں یزید کا نام بیس اکیس مرتبہ لکھا اور ہر دفعہ اس خبیث پر علیہ السلام (ؑ) بنایا گیا۔ یہی نہیں بلکہ دوجگہ اس ملعون کا نام امام حسین علیہ السلام سے پہلے لکھا گیا (یزید کو حسینؑ) اور وہاں بھی دونوں ناموں پر (ؑ) بنایا گیا (ماہنامہ مذکورہ صفحہ 67-65) اور آخر ڈھکوی کوششیں یہ رنگ لائیں کہ سنی لیبل کے ڈھکوؤں نے حسینیت مردہ باد اور یزیدیت زندہ باد کے نعرے لگوادیئے۔ محمدؐ وآل محمدؐ کو معاذ اللہ رام لچھمن اور سیتا سے

نسبت دی گئی۔(ارمغان عجم وغیرہ کتب مصنفہ عزیز)

(7)۔ شیعہ مذہب کے علمی دلائل و براہین کی جگہ اشتعال انگیز زبان؟

ساری دنیا جانتی ہے کہ شیعہ سُنّی اختلافات ابتدائی صدی ہجری سے چلے آرہے ہیں۔سب کو معلوم ہے کہ صحابہؓ رسولؐ میں بڑے بڑے اختلافات رہے اور اُن کی تفصیلات فریقین کی کتابوں میں ہیں اور ہماری تحقیق وتصنیفات کی رو سے خود قرآن کریم واحادیث میں یہ بحث مکمل طور پر موجود ہے۔آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی صلح پسندانہ روش اور احقاقِ حق کے احکامات اور طریقے شیعہ سنی کتابوں میں محفوظ وموجود ہیں۔اُن حضرات نے نرم روی اور تہذیب ومتانت پر انتہائی تاکید کی۔مومنین وعوام وخواص وعلما کو بار بار تنبیہ کی کہ دیکھو اشتعال انگیزی نہ کرنا، لوگوں کو ہماری گردنوں پر سوار نہ کردینا۔پیار ومحبت وتحمل سے اپنا دین پیش کرنا کبھی نیکیوں میں تعاون سے گریز نہ کرنا۔ظلم وستم پر صبر کرنا،عوام الناس کو احترام کی نظر سے دیکھنا۔ **منتقمانہ** جذبات سے پرہیز کرنا، زبان لعن وطعن نہ کھولنا۔اپنے مذہبی اخلاق سے لوگوں کے قلوب اپنے سے وابستہ کرنا۔وغیرہ وغیرہ

مگر چوتھی صدی ہجری میں ڈھکوی محاذ قائم ہوا۔ابلیسی گروہ شیعیت کے دلیل وبرہان سے تنگ آ گیا۔جس طرح محدث شاہ عبدالعزیز نے تشیع کے سیلاب کو روکنے کے لئے لکھنوی مجتہدین کے ساتھ مل کر محاذ بنایا تھا۔اُسی طرح وہ قدیم گروہ بھی دو مختلف چہرے اور لیبل لگا کر شیعہ سُنّی عوام میں در آیا۔اور وہ سلسلہ بحث ومناظرہ

شروع کر دیا جس کا خون سے رنگین نتیجہ آج اُمت کے سامنے ہے اور جس کا ایک نمونہ ہم اسی کتاب حملۂ حیدری سے سامنے لا چکے ہیں اور جس کو دور کرنے کے لئے ہم نے اپنا پورا زورو بصیرت لگا رکھی ہے۔

(الف)۔ مولانا محمد حسین ڈھکو مجتہد کا تحریری فریب

مولانا نے عوام الناس کو دھوکا دینے کیلیئے یہ تاریخی کالا جھوٹ بولا ہے کہ:۔

''حملۂ حیدری کا مؤلف عالمگیر جیسے متعصب سُنّی بادشاہ کے دَور میں قلعہ گوالیار کا کلید دار تھا۔اس بادشاہ کے وقت شیعہ بڑی تکلیف میں مبتلا تھے۔لہٰذا مصنف حملۂ حیدری نے حضرت امیر کے جنگی کارناموں کو نظم کرنا شروع کیا تو اس سلسلے میں جو کچھ کتبِ اہلِ سنت مدارج و معارج النبوۃ وغیرہ میں درج تھا۔اُسے نظم کا جامہ پہنا دیا۔''

(تجلیاتِ کذب و اِفترا صفحہ 121)

قارئین کرام جانتے ہیں کہ عالمگیر اورنگ زیب بادشاہِ ہندوستان، کتاب حملۂ حیدری کے مؤلف یا مصنف سے دوسو (200) سوادوسو (225) سال پہلے گزرا ہے۔اور یہ بھی جھوٹ ہے کہ کتاب حملۂ حیدری میں صرف حضرت امیرؑ کے جنگی کارنامے ہیں۔یہ تو ایک منظّم تاریخ ہے جو بعثت سے شروع ہوکر خلافت امیر المومنین تک کے واقعات و حالات پر حاوی ہے۔الغرض مسٹر ڈھکو نے جو کچھ لکھا وہ واقعی تجلیاتِ حماقت ہیں۔

(ب)۔ حملہ حیدری میں وہ نظم جس کو دیکھ کر ڈھکو نے گھبرا کر جھوٹ بولا

سابقہ اوراق میں قارئین نے دیکھا کہ ایک شیعہ لیبل کے زبردست اَٹھارہ

نکاتی القاب والے مجتہد نے حملہ حیدری میں جو کچھ لکھوایا وہ بظاہرِ نظر یقین دلاتا ہے کہ موصوف واقعی شیعہ عقائد رکھتا تھا۔اور یہ کہ حملہ حیدری شیعوں کی زبردست اور متعصّبانہ کتاب ہے۔لیکن سوال یہ ہے کہ اگر حملہ حیدری کا مصنف ومولف شیعہ تھا؟اور اُس کتاب کی صحت کی ذمہ داری لینے والا اور اصلاح وتصدیق کرنیوالا مذکورہ مجتہد بھی سچ مچ شیعہ تھا ؟تو جناب علامہ محمد حسین ڈھکومجتہد اور اُنکی کمپنی کے سات عدد مجتہدین یعنی(1)جناب حسین بخش جاڑا(2,3)دونوں شیخ وسید صفدر حسین صاحبان(4)ضمیر الحسن صاحب(5)جناب اختر عباس صاحب(بلوچ)(6)جناب گلاب شاہ صاحب اور انکے استاد(7) جناب یار محمد صاحب اور اُن سب حضرات کے مقلد و پسند کرنیوالے نام نہاد شیعہ کیوں مندرجہ نظم کا اقرار نہ کریں اور کیوں اپنے مذکورہ بزرگ کی عظمت کا انکار کریں؟جب کہ ان سے قدیم اور اُنکے معزز مجتہد نے پسند فرما کر اسے حملہ حیدری میں جگہ دی اور اُس پر کوئی اختلافی حاشیہ نہ لکھا؟لہٰذا نظم سُنئے اور تمام شیعہ مومنین سے پوچھئے کہ کیا تم اب بھی مجتہد پرستی سے باز نہ آؤ گے؟

(ج)۔ <u>شیعہ لیبل کے مجتہدین کے منظّم یا منظوم عقائد؟</u>

قارئین یہ نوٹ کریں کہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ محولہ کتابوں میں پڑھ کر لکھا ہے۔مسٹر ڈھکو کی طرح اِدھر اُدھر سے نقل نہیں ماری ہے۔چنانچہ یہ گزارش ہے کہ جس نظم اور جن عقائد کا ڈھکو نے انکار کیا ہے اور جن کی وجہ سے حملۂ حیدری کو ناقابل اعتماد قرار دیا ہے(صفحہ 63, 121-120 تجلیات)اس نظم میں چوراسی (84) اشعار

ہیں۔ہم صرف آفتاب ہدایت کی نقل نہ کریں گے بلکہ خود پڑھ کر چند ایسے اشعار لکھیں گے جن سے یہ ثابت ہو جائے کہ ڈھکوی مجتہدین سب کچھ ہو سکتے ہیں مگر اعتقاداً یہ گروہ ہرگز شیعہ نہیں ہوتا (دیکھیں کتاب حملہ حیدری صفحہ 49-47)۔مسٹر ڈھکو نے اکثر آفتاب ہدایت کے قائم کردہ اعتراضات کو اَونے پونے لکھا ہے۔لیکن اکثر و بیشتر مقامات پر شرما گئے ہیں۔اُسی شرم سے وہ نظم نہیں لکھی ہے جو آفتاب ہدایت میں ڈھکو کے مذہب کی کمر توڑتی ہے۔

زنزدیک آن قوم پر مکررفت | بسوئے سرائے ابوبکر رفت
پئے ہجرت اونیز آمادہ بو د | کہ سابق رسولش خبرداده بود
نبیؐ بردرخانۂ اش چُون رسید | بگوشش ندائے سفردرکشید
چوں بوبکر ز ان حال آ گاہ شد | زخانہ برون رفت وہمراہ شد
چورفتند چند ے زدامانِ دشت | قدوم فلک سائی مجروح گشت
ابوبکر آنگاہ بدوشش گرفت | ولے زین حدیث است جائے شگفت
کہ درکس چنان قوت آید پدید | کہ بارنبوتؐ تواند کشید
گرفتند درجوف آن غارجائے | ولی پیش نہاد ابوبکر پائے
بہرجا کہ سوراخ یارخنہ دید | قبارا بدرید وآن راتچید
بدینگونہ تاشد تمام ان قبا | یکے رخنہ نگر فتہ ماندازقضا
برآن رخنہ گویند آن یارغار | کفِ پائے خودرا نموداستوار
نیا ید جزاواین شگرف ازکسے | کہ دوراز خردمی نماید بسے

درآمد رسولؐ خدا ہم بغار — نشستند یکجا بہم ہر دو یار

درآن دم کف پائے آن یارغار — کہ ہرروئے سوراخ بوداستوار

رسیدش زدندان مارے گزند — وزان درد اَفغانِ اُوشدبلند

شُدے پور بوبکر ہنگامِ شام — ببردے درآن غار آب وطعام

نبیؐ گفت پَس پُور بوبکر را — کہ اے چُون پدر اہل صدق وصفا

دوجمازہ باید کنوں راہوار — کہ مارا رساند بہ یثرب دیار

چوشدگرم چشم رسولؐ خدا — ابوبکر بہرحصول غذا

بھرسوئے شد تا بجہد کثیر — گرفت ازشبانے یکے جام شیر

نبیؐ دیدہ از خواب چوں بازکرد — بنوشیدآں شیر وشدراہ نورد

ترجمہ:۔ محاصرہ کرنے والی مکارقوم کے نرغے میں سے گزرکرآنحضرتؐ ابوبکر کے مکان کی طرف آئے۔وہ بھی ہجرت کے لئے آمادہ تھے۔اس لئے کہ اُن کو اُن کے قاصد نے پہلے سے ہجرت کی خبر دے رکھی تھی۔جیسے ہی نبیؐ ابوبکر کے دروازہ پر پہنچے۔ابوبکر کے کان میں سفر کی ندا پہنچ گئی۔جیسے ہی ابوبکراس حال سے آگاہ ہوئے گھر سے نکل کرہمراہ روانہ ہوگئے۔دشت وبیابان میں چلتے ہوئے کچھ دیر بعد حضورؐ کے پائے مبارک زخمی ہوگئے توابوبکر نے سرکارؐ کواپنے کاندھے پرسوارکرلیا۔اور یہ حدیث بڑی خوش کن اورتعجب انگیز ہے کہ اللہ کسی کواس قدرقوت عطا کردے کہ وہ نبوتِ محمدؐ یہ کاوزن اٹھا کرچل سکے۔بعدہٗ وہ دونوں حضرات غار کی طرف آئے۔پہلے

ابوبکر غار میں داخل ہوئے اُسے بیٹھنے کیلئے صاف کیا۔اور جہاں جہاں کوئی جھری، تیڑیا سوراخ نظر آیا اسے اپنی قبا پھاڑ پھاڑ کر بند کرتے گئے۔ یہاں تک قبا ساری کام آ گئی اور ایک سوراخ پھر بھی باقی رہ گیا۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے یارِ غار نے اس سوراخ میں اپنا پیر اڑا دیا۔ یہ ایسا خطرناک اور عقل میں نہ آنے والا جان نثارانہ اقدام تھا کہ عام عقل حیران ہوکر رہ جاتی ہے۔اس انتظام کے بعد دونوں دوستوں نے غار میں اطمینان سے قیام کیا۔جب کفار تلاش کرتے ہوئے غار کے پاس پہنچے تو عین اُسی وقت یارِ غار کے پیر میں ایک سانپ نے اپنے دانت گاڑ دیئے اور اس قدر درد ہوا کہ بے تحاشہ ابوبکر کی فُغاں بلند ہوگئی۔الغرض ابوبکر کے فرزند روزانہ شام کو کھانے پینے کا سامان وہاں پہنچاتے رہے۔ایک دن نبیؐ نے کہا کہ اے ابوبکر کے بیٹے تم بھی اپنے باپ کی طرح راست رو و راست گو اور پر خلوص ہو۔تمہیں چاہیئے کہ ہمارے مدینہ پہنچنے کیلئے دو تیز رفتار اونٹ اور راہبر فراہم کرو۔بہر حال مدینہ کی راہ میں ذرا دیر آرام کیلئے رکے تو رسول اللہ کی آنکھ لگ گئی۔اور ابوبکر غذا کی تلاش میں اِدھر اُدھر سرگرداں نکل کھڑے ہوئے۔اور آخر کار ایک چرواہے سے دودھ کا ایک گلاس لائے۔آنحضرتؐ نے بیدار ہوکر وہ دودھ پی لیا اور پھر عازم سفر ہوگئے۔"(حملہ حیدری صفحہ 49-47)

(د)۔ <u>دونوں طرف کے ڈھکوی مجتہدین کی ہزار سالہ سازش ثابت ہوگئی۔</u>

قارئین سوچیں اور فیصلہ کریں کہ یہ کتاب حملۂ حیدری ہندوستانی غدر 1857ء کے آس پاس کے زمانہ میں تیار کی گئی تھی اور اس میں اہلسنت عوام کے

دلوں کو زخمی کرنے کا انتظام واعلان کیا گیا تھا۔ اُدھر مسلمان انگریزوں کے خلاف آزادی کی مہم چلانے کیلئے اتحاد کی کوششوں اور قربانیوں کے لئے دن رات کوشاں تھے۔ اِدھر شیعہ سنی فسادات اور نفرت کیلئے حملۂ حیدری کے مقدس نام سے یلغار کی جارہی تھی۔ مقابلہ میں شیعوں کے خلاف نہایت نفرت واشتعال انگیز لٹریچر گھر گھر تقسیم ہورہا تھا۔ جس میں شیعوں کو یہودی اور مشرک وکافر بنایا گیا تھا۔ بالکل یہی حال آج ہے۔ آج جب کہ حکومت پاکستان اپنے تمام وسائل اور بصیرت مسلمانوں میں اتحاد وہم آہنگی پر صرف کررہی ہے۔ جب کہ تمام ہمدردان اسلام شیعہ سنی اتحاد کیلئے دوڑ دھوپ کررہے ہیں تو یہاں بھی ڈھکو اینڈ مظہر کی پارٹیاں مذہبی حیثیت سے اور ملک کی تمام سیاسی جماعتیں، سیاسی ومذہبی دونوں حیثیتوں سے افتراق وانتشار پھیلانے کی سرتوڑ کوششیں کررہی ہیں۔ جہاں مظہری گروپ نے سینکڑوں کتابیں اور پمفلٹ اور پوسٹر شیعوں کو کافر ومشرک اور یہودی ثابت کرنے کیلئے مارکیٹ میں اور گھر گھر بھیجے، مقدمات دائر کئے۔ اِدھر شیعوں کے ڈھکوی گروپ نے سابقہ مناظرانہ کتابوں کو ازسرنو شائع کرنے کا تاجرانہ کاروبار شروع کردیا ہے۔ اور ایک لکھ پتی کے سرمایہ سے کتاب آیات محکمات مارکیٹ میں آکر ہنگامہ مچائے ہوئے ہے۔ ادھر مصباح الظلم کی کتابت ہورہی ہے۔ سیدھے سادے عوام دھڑا دھڑ خرید رہے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو ناعاقبت اندیشانہ نشانۂ ملامت بنارہے ہیں۔ محرم 1397 ھجری (1976ء) کی مسافت پر پہنچ چکا ہے۔ حکومت موسمی اور مستقل فتنہ انگیزوں پر نظر

رکھے ہوئے ہے تاکہ عزاداری سید الشھدا بخیر وخوبی ادا کی جا سکے۔ بہر حال ڈھکوی قسم کے علما کو جب تک دونوں فرقوں کے عوام پہچان نہ لیں ان کے فتنہ وفساد کی ناکہ بندی ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ کتاب حملہ حیدری کی مثال سامنے رکھیں۔ اُس میں شیعوں کے صحیح عقائد میں سے چند پہلو اس لئے لکھے گئے کہ اس کتاب کو شیعہ عوام اپنی کتاب سمجھیں، لکھنے والوں کو اپنا عالم تصور کریں، اُن کے احکام کو خدا اور رسوؐل کے احکام سمجھ کر مانتے اور اپنا سرمایہ اور خلوص اُس ڈھکوی گروہ کو پیش کرتے رہیں۔ پھر اُس کتاب میں شدید اشتعال انگیز زبان اسی لب ولہجہ میں استعمال کی گئی جو مسٹر ڈھکو نے تجلیات میں لکھی ہے تاکہ اُدھر شیعہ عوام سنی عوام کو نگاہِ نفرت وحقارت سے دیکھیں اور اِدھر یہ یقین کرلیں کہ اُنکے علما کا وہ نقاب پوش ڈھکوی گروپ شیعوں کا اور بزرگوں کا بڑا ہمدرد ہے اور اہل بیتؑ کے دشمنوں کا دشمن ہے۔ یہ سب کچھ تو حملہ حیدری سے بطور نقد وصول کیا گیا۔ مگر اس میں مذکورہ بالا نظم بطور ادھار لکھ دی گئی۔ تاکہ اگر ضرورت ہو تو سُنی لیبل کے ڈھکوی علما کتاب آفتاب ہدایت وغیرہ لکھیں اور شیعوں کے قلوب میں نفرت کی آگ بھڑکائیں اور کہیں کہ دیکھو تمہاری کتاب میں یہ نظم موجود ہے۔ اس پر ایمان لاؤ، پھر خود مسٹر اسم بامسمّٰی ڈھکو اُٹھیں اور آفتاب ہدایت کا جواب تجلیات صداقت لکھیں اور کہہ دیں کہ کتاب حملہ حیدری مستند کتاب نہیں ہے۔ یہ ہے وہ سلسلہ جو اس شیطانی گروہ نے ایک ہزار سال سے برابر جاری رکھا ہے اور علمائے حقیقی کی کوششوں اور اُمت کے اتحاد کو ہمیشہ تباہ کرنے میں مصروف رہے ہیں۔

(نوٹ)۔ کتاب گلدستۂ ریاست

بی بی سی کے پروگرام ''کتب خانہ'' میں ابھی ابھی یہ جملہ مذکورہ کتاب سے پڑھا گیا کہ؛''اب مولوی صاحب کو دو روپیئے دے کر بچوں کو پڑھانے کا زمانہ نہیں ہے۔ بچوں کو عمدہ اور مفید تعلیم کے لئے اچھے اسکولوں میں بھیجنا چاہیئے۔'' (19 دسمبر 1976)۔ یہ کتاب آج سے اَسّی (80) سال قبل کے مولوی اور دانشمند لوگوں کی تصویر اُس جملہ میں پیش کرتی ہے۔ آج بھی یہ جملہ بطور تقاضہ زندہ ہے۔ عوام الناس کو چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کو مولوی کے سایہ سے بھی دور رکھیں۔ اُن مدرسوں سے بچائیں جہاں بچوں کو جانوروں کی طرح ایک دوسرے سے لڑنا سکھایا جاتا ہے۔ اور اُس لڑائی کا نام مناظرہ اور تحقیق حق رکھا جاتا ہے اور عوام سے مداری کی طرح تماشہ دکھا کر دولت بٹوری جاتی ہے۔

(ہ)۔ مناظرانہ فتنہ انگیزی کا دست بدست بڑھنا ڈھکو کے قلم سے

ڈھکو صاحب آفتاب ہدایت کی جہنم خیز تپش سے گھبرا کر اُن لوگوں کا اور اُن کی تحریروں کا ذکر کرتے ہیں جو ایک دوسرے کیلئے اپنی اپنی کتابوں میں اُدھار اور اشتعال انگیز سامان چھوڑتے رہے۔ پڑھیئے اور سمجھنے کی کوشش کیجیئے لکھتے ہیں کہ:۔

''اصل حقیقت کا انکشاف ''بعد ازیں'' متاخرین شیعہ'' کے زیر عنوان مؤلف کتاب آفتابِ ہدایت نے جِلاءُ العُیُون اردو صفحہ 280 سے جو روایت پیش کر کے اور واویلا کر کے زمین و آسمان سر پر اُٹھالیا ہے کہ ایسا کلام شھدے اور اوباش

بھی نہیں کرتے۔''(تجلیات صفحہ 267)

اس قصہ کی ابتدا یہ ہے کہ:۔کسی زمانہ میں شیعوں کے لئے ایک کتاب جِلاءُ العُیُون (آنکھوں کی چمک) لکھی گئی تھی۔اُس کے مصنف نے حملہ حیدری کے مصنف کی طرح امام حسن علیہ السلام کے نام سے ایک ایسی عبارت لکھ دی جو سُنی لیبل کے کسی بھی ڈھکو کو شیعوں پر اعتراض کرنے اور سُنّیوں سے دولت کمانے کے لئے کتاب لکھنے میں مددگار بن سکے۔ چنانچہ اُس عبارت کو جانبین کے ڈھکوی کھلاڑی فٹ بال بنا کر محاذ قائم رکھتے چلے آ رہے تھے کہ سُنّی ڈھکو نے کتاب آفتاب ہدایت بم کی طرح داغ دی۔ اِدھر سے شیعہ ڈھکو اُٹھا اور اُس نے شیطانی تجلیات کی بارش کر دی اور یہ بتایا کہ وہ عبارت کس کس ڈھکوی کھلاڑی کی ٹھوکروں (KICKS) کی مدد سے کتاب جلاء العیون کے گول تک پہنچی سنئے:۔

اوّل:۔'' یہ روایت جلاء العیون فارسی تقطیع (سائز) کلاں طبع ایران صفحہ 132 پر مذکور ہے۔'' روایت کا موجود ہونا مان لیا اور مسلسل لکھا کہ:۔

دوم:۔''جس کی ابتدا یوں ہے''<u>ایضاً روایت کردہ</u>''''یعنی نیز انہوں نے روایت کی ہے۔'' یہ اس لئے کہا ہے کہ انہوں نے اس سے قبل ایک واقعہ کتاب مناقب ابن آشوب سے بایں الفاظ نقل کیا ہے:۔

''ابن شہر آشوب از طریقِ مخالفاں روایت کردہ۔''یعنی ابن شہر آشوب نے مخالفین سے روایت کی ہے۔ اسکے بعد بلا فاصلہ لکھا کہ''<u>نیز روایت کردہ</u>۔''

کہہ کر امام حسنؑ و مروان کا یہ مکالمہ نقل کیا ہے۔''مسلسل لکھا کہ:۔

سوم:۔''اس سے واضح ہوا کہ یہ واقعہ بھی انہوں نے (یعنی جلاء العیون والوں نے) کتاب مناقب ابن شہر آشوب سے لیا ہے چنانچہ یہ واقعہ مناقب شہر آشوب جلد 4 صفحہ 55 طبع بمبئی پر مذکور ہے''(تجلیات صفحہ 268-267)۔پھر لکھا کہ:۔

چہارم:۔''اب دیکھنا یہ ہے کہ موصوف (یعنی ابن شہر آشوب) نے یہ واقعہ کہاں سے لیا۔اُس کی کتاب (ابن شہر آشوب) میں تصریح موجود ہے۔اس کی ابتدا میں لکھا ہے کہ:**وَفِی العقد** اَنَّ مروان بن الحکم قَالَ للحسن بن علیؑ اسرع الشیب اِلٰی شاربک یا حسن۔یعنی کتاب العقد میں ہے کہ مروان نے حسنؑ سے کہا کہ اے حسنؑ تمہاری موچھوں کے بال جلد سفید ہوگئے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ انہوں (ابن شہر آشوب) نے یہ واقعہ شہاب الدین احمد معروف بہ ابن عبدربہ اندلسی متعصب سُنّی کی کتاب العقد الفرید سے لیا ہے۔ چنانچہ کتاب مذکور (العقد الفرید) طبع مصر قدیم میں بعینہ مذکور ہے۔''(تجلیات حماقت صفحہ 268-267)

(و)۔ **پانچ عدد سازش کنندہ بقلم ڈھکو**

اس طویل بکواس کا نچوڑ یہ ہے کہ (1) بقول ڈھکو ایک سنی متعصب ڈھکو نے کتاب العقد الفرید میں ایک بکواس لکھ دی تھی۔(2) اُس بکواس کو کسی شیعہ ڈھکو نے اپنی کتاب مناقب میں جڑ دیا، پھر (3) تیسرے شیعہ ڈھکو نے اپنی کتاب جلاء العیون میں اس بکواس سے کام لیا اور آگے بڑھایا (4) آفتاب ہدایت کے مصنف نے اس

بکواس کوشیعوں پر اچھالا اورآخر میں جناب مجسم ڈھکو نے تجلیات میں اپنے چاروں بزرگوں کی پول کھول دی۔مگر یہ نہ بتایا کہ ابن عبدربہ نے وہ بکواس کون سی کتاب سے لکھی تھی؟ یہ اس لئے کہ آخری طور پر ڈھکو ہی کا ایک بزرگ اس کا موجد یا گھڑنے والا ہے۔اورہمیں موقع ملا تو ہم اس قسم کے تمام شرانگیز ذخیرہ کوسلسلہ واراوپر بنیادی ڈھکوؤں تک پہنچا کر معاملہ صاف کردیں گے۔تاکہ قرآن کریم میں مذکور سازش (الفرقان 31-25/27)اس ہمارے ڈھکوتک بطورورثہ آپہنچے۔

(8)۔ <u>ڈھکوصاحب خوداپنے فیصلہ اوراصول کے مطابق شیعہ عالم نہیں</u>

قارئین کرام مولانا محمدحسین مجتہد کی بات سنیں اورپھرایک فیصلہ ایسا کریں جس میں نہ مسٹرڈھکو پرزیادتی ہواورنہ مذہب شیعہ پرآنچ آئے اورفیصلہ ہوبھی سرکار مجتہد کے قائم کردہ اصول کے عین مطابق۔انہوں نے اپنے بڑے بھائی مصنف کتاب ہدایت پرایک اعتراض کیاہے۔وہ سنئے:۔

(الف)۔ <u>''بعض علما کانظریہ پورے مذہب کانظریہ نہیں ہوسکتا۔''</u>

یہ عنوان قائم فرماکرلکھتے ہیں کہ:۔

''جب مولف کتاب آفتاب ہدایت یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس مسئلہ میں علماءِشیعہ کے درمیان اختلاف ہے۔بعض تحریف (قرآن میں کمی زیادتی) کے قائل ہیں اوربعض اسکے منکر(آفتاب ہدایت صفحہ 52)تو یہ کہاں کاانصاف ہے؟ کہ بعض علماءِ کے نظریےکوپورے مذہب کانظریہ قراردے دیاجائے؟ <u>جب تک کسی مذہب کے تمام</u>

ذمہ دار علما کا کسی نظریہ پر اتفاق نہ ہو اس وقت تک اسے مذہب کا نظریہ نہیں کہا جا سکتا۔" (تجلیات صداقت مصنفہ ڈھکو صفحہ 26)

(ب)۔ قارئین کرام عموماً اور شیعہ حضرات خصوصاً نوٹ کریں کہ محمد حسین ڈھکو نے اپنی تصنیفات میں جو شیعہ عقائد کے خلاف باتیں لکھی ہیں۔ اُن پر شیعہ مذہب کے بعض علما بلکہ گھٹیا درجہ کے بعض علما کی کتابوں سے بعض گھٹیا عبارتیں لکھی ہیں اور کہیں کسی بھی بحث میں تمام ذمہ دار علما کے متفق ہونے کا ثبوت نہیں دیا۔ لہٰذا ڈھکو سے کہہ دو کہ تم اور تمہارے پیش کردہ فضائل وعقائد چونکہ بعض علما کی سند رکھتے ہیں لہٰذا وہ مذہب شیعہ کے عقائد ونظریات نہیں۔ بلکہ بعض علما کے احمقانہ خیالات ہیں۔

(ج)۔ اور یہ بھی کہ ڈھکو صاحب اور تمام ڈھکوی علما نے شیعہ یا سُنّی مذہب کے خلاف جو کچھ بھی لکھا۔ چونکہ اس پر نہ تمام علمائے شیعہ متفق ہیں نہ تمام علمائے اہلسنت متفق ہیں۔ لہٰذا مناظرہ کی تمام کتابیں اور تمام مناظرہ باز ڈھکوی علما باطل پرست ہیں۔ اور وہ سب نہ شیعہ مذہب کی نمائندگی کرتے ہیں نہ سُنّی مذہب سے اُن کا کوئی تعلق ہے۔ لہٰذا یہی ہمارا بیان وایمان وتجربہ وتحقیق ہے۔

(د)۔ یہ بھی طے ہو گیا کہ وہ تمام علمائے شیعہ جو بقول ڈھکو قرآن میں تحریف یعنی کمی اور زیادتی کے قائل ہیں۔ وہ سب غیر ذمہ دار اور مذہب شیعہ کے مخالف علما ہیں اور ان کا نظریہ یا فیصلہ مذہب شیعہ کا فیصلہ یا نظریہ نہیں ہوتا۔ یعنی:۔

(ہ)۔ یہ بات تو قابل تحقیق وتفتیش ہے کہ آیا علمائے شیعہ میں کچھ علما قرآن میں کمی

یا زیادتی ہو جانے کے قائل تھے یا نہیں تھے؟ مگر اس میں کوئی شک نہیں، اور اسی بیان سے ثابت ہے، کہ مسٹر ڈھکو شیعوں میں ایسے علما کا موجود رہنا مانتا ہے جو اس عقیدہ کے شیعہ علما تھے کہ یہ قرآن مکمل قرآن نہیں ہے۔

(و)۔ قرآن کو مکمل نہ ماننے والوں کو آفتاب ہدایت میں اور تجلیاتِ صداقت میں دونوں ڈھکوؤں نے گمراہ اور خارج از اسلام (شیعہ سنی سے) قرار دیا ہے۔ لہٰذا کم از کم شیعہ لیبل کے ڈھکوی علما کو اسلام اور شیعیت سے خارج سمجھنا بالکل ڈھکو کے نظریہ اور مسلک کے مطابق ہوگا اور قرآن کریم کو مکمل نہ ماننے کی وجہ سے سنیوں میں سے بھی سنی لیبل کے ڈھکوی علما کو خارج کرنا پڑے گا۔

(9)۔ <u>شیعہ علما نہیں بلکہ ڈھکو اور ڈھکوی علما قرآن کو مکمل نہیں مانتے</u>

پچھلے عنوان میں قارئین کو یہ محسوس ہوا ہوگا کہ مولانا محمد حسین مجتہد قرآن میں تحریف یعنی کمی زیادتی کے قائل نہیں بلکہ اس قرآن کو مکمل مانتے ہیں۔ لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ ڈھکو اور تمام ڈھکوی علما کو قرآن و حدیث پر کسی قسم کا ایمان و یقین نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ:۔

''مگر حالات وکوائف (کیفیت) سے معلوم ہوتا ہے کہ علمائے (اہلسنت) جماعت نے اس آیتِ مبارکہ میں دو قسم کی تحریف کی ہے۔ ایک لفظی دوسری مقامی۔ لفظی اس طرح کہ آیت میں سے پیغام۔ ''<u>اِنَّ عَلِیًّا مَولَی الْمُؤْمِنِیْنَ</u>''۔ غائب کر دیا۔ اور مقامی اس طرح کہ جو آیت پہلی اتری تھی۔ (<u>یٰاَیُّھَاالرَّسولُ بَلِّغ</u>) اُس

کوترتیب میں بعداور جو بعد میں اُتری تھی۔(<u>الیوم اکملت لکم دینکم</u>)اسے پہلے جگہ دی اوراپنے تئیں(<u>یحرفون الکلم عن مواضعه</u>) کی تحدید کا مصداق ٹھہرایا۔'' (تجلیات صداقت صفحہ 234)

قارئین پھر فیصلہ کریں کہ علمائے اہلسنت والجماعت نے یا کسی اور نے مندرجہ بالا کمی وزیادتی قرآن میں کی تھی یا نہیں؟ یہ تو زیر بحث اورقابل تحقیق ہے۔مگر مسٹر ڈھکو یقیناً قرآن کی مذکورہ آیات میں تحریف یا کمی وبیشی اورآگے پیچھے ہوجانے پر مطمئن ہے۔لہٰذا منکر قرآن ہے۔

<u>(10)ڈھکو اصول نمبر 8۔الف کے مطابق تمام علمائے شیعہ کو باطل پرست مانتے ہیں</u>

اگر ہمارے قارئین نے قرآن (نساء4/82)اورنہج البلاغہ کا مطالعہ کیا ہے تو وہ جانتے ہیں کہ ہر وہ مسئلہ جس میں اختلاف ہو یعنی مسئلہ کا ایک جواب نہ ہو۔ بلکہ بہت سے الگ الگ اورمختلف جواب ہوں تو وہ تمام جوابات اورجواب دینے والے لوگ باطل پر ہوتے ہیں ۔ یہ اصولِ قرآن وحدیث سامنے رکھ کر آپ مسٹر ڈھکو اورڈھکوی مجتہدین کا بیان اورعقیدہ سنیئے ارشاد ہے کہ:۔

۔'' یہ اعتراض بچند وجوہ درجۂ اعتبار سے ساقط ہے۔اَوّلاً تو افضلیتِ آئمہؑ برانبیاؑئے ماسلف (یعنی آئمہ اہلبیتؑ کا سابقہ انبیاؑ سے **افضل** ہونا) میں علمائے شیعہ کے درمیان اختلاف ہے ۔ **پہلا قول** یہی ہے کہ وہ (آئمہ معصومینؑ) سوائے ختمی مرتبتؐ باقی سب انبیاؑ سے **افضل** ہیں۔**دوسرا** یہ کہ انبیاؑ اُنؑ سے **افضل** ہیں **تیسرا** یہ کہ

اولوالعزم نبیؑ آئمہؑ سے افضل اوردوسروں سے یہؑ افضل ہیں ۔ہاں البتہ علمائے متاخرین میں پہلاقول ہی مشہوراوروہی عندالتحقیق منصور ہے۔ **بہرکیف جس مسئلہ میں اختلاف ہو اُسے پورے مذہب کی طرف نسبت دینا دیانت کے خلاف ہے۔**''

(تجلیات صداقت صفحہ 304)

(الف)۔ قارئین کرام ہزار سالہ سازش کو اِس بیان میں بھی دیکھیں

علامہ ڈھکو نے کھلے دل سے مان لیا کہ شیعوں کے علمائے متاخرین ،یعنی آج سے لے کر چھٹی صدی ہجری تک کے تمام علما اُن علما کے مخالف عقائد رکھتے ہیں جو پہلی صدی سے لے کر پانچ سوسال کے اندر گزر رے۔اور ہم نے یہی ثابت کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہے کہ چوتھی صدی سے ڈھکوی علما نے شیعوں میں مخالفِ دین نظام اجتہاد جاری کیا۔تمام شیعہ عقائد کو سر کے بل اُلٹا کھڑا کر دیا۔سابقہ علمائے شیعہ کے خلاف محاذ بنایا۔اُن کی کتابوں کو شائع کرتے وقت اُن میں یہاں وہاں اپنے عقائد لکھوا کر اُن علما پر تہمت کا انتظام کیا اور بعض مستقل کتابیں لکھ کر سابق علما کے نام سے شائع کیں ۔(مثلاً محسنؒ کاشانی کیلئے)

(ب)۔ انبیاؑ اور آئمہؑ اہلبیتؑ کے متعلق مذہب شیعہ کا کوئی عقیدہ صحیح نہیں

بقول محمد حسین مجتہد انبیاؑ اور آئمہ علیہم السلام کی پوزیشن میں اختلاف ہے ۔ لہٰذا علمائے شیعہ کے تین گروہ تین مختلف عقائد اور نظریات رکھتے ہیں۔یعنی بعض آئمہؑ کو سابقہ انبیاؑ سے افضل کہتے ہیں ۔اور بقول ڈھکو بعض علما کا نظریہ وعقیدہ پورے

مذہب کا عقیدہ نہیں ہوتا (پیرا 8 کا الف) لہٰذا آئمہ اہلبیتؑ کا انبیاؑ سابقہ سے افضل ہونا مذہبِ شیعہ کا عقیدہ یا نظریہ نہیں ہے۔ پھر بعض علمائے شیعہ آئمہؑ سے سابقہ انبیاؑ کو افضل کہتے ہیں۔ یہ بھی مذہب شیعہ کا عقیدہ نہیں ہوسکتا۔ اور بعض شیعہ علما اولوالعزم انبیاؑ کو آئمہؑ سے افضل اور باقی انبیاؑ سے آئمہؑ کو افضل مانتے ہیں اور بعض علما کا عقیدہ پورے مذہب کا عقیدہ نہیں ہوتا اور ایسا کہنا یا سمجھنا کہ بعض علما کا قول پورے مذہب کا عقیدہ ہوتا ہے بد دیانتی ہے۔ لہٰذا دیانت داری یہ ہے کہ مجتہد کا مارا مذہب شیعہ انبیاؑ اور آئمہ علیہم السلام پر ایمان نہیں رکھتا۔ یہ ہیں مسٹر ڈھکو اور اُن کا علم و فضل جس پر چند منافق علما و عوام دھوکہ میں مبتلا ہیں اور انہیں حقیقی شیعہ عالم سمجھ رہے ہیں۔

اِسی جگہ یہ بھی سمجھ لیں کہ ڈھکو صاحب نے عزاداری حسین مظلوم علیہ السلام میں لَے اور ترنم کو غنا کہہ کر حرام قرار دیا ہے۔ مرثیہ و نوحہ خوانی کو، زنجیر اور قمہ کے ماتم کو، علیؑ کو مشکل کشا سمجھ کر یا علیؑ مدد کہنے کو، نادِ علیؑ پڑھنے کو بھی ناجائز قرار دیا ہے۔ غیر سید سے سیدانی کے عقد کو جائز قرار دیا ہے۔ پھر یہ کہ ڈھکو صاحب کے مطابق (معاذ اللہ) محمد مصطفیٰؐ کو چالیس سال تک صاحبِ وحی، صاحبِ قرآن اور صاحب ایمان ماننا جائز نہیں ہے۔ جب تک ڈھکو صاحب تمام علمائے شیعہ کی تحریروں سے عزاداری حسینؑ میں لَے اور ترنم کو، مرثیہ و نوحہ خوانی کو، زنجیر اور قمہ کے ماتم کو اور یا علیؑ مدد کہنے کو، نادِ علیؑ پڑھنے کو، رسوؐل پاک کو روزِ ازل سے ہی صاحبِ وحی، صاحب قرآن، صاحبِ ایمان ماننا جائز اور غیر سید کا سیدانی سے عقد ناجائز ثابت نہ کر دیں اُس وقت تک ڈھکو

کے عقائد یقیناً دشمنیِ محمدؐ وآل محمدؐ کا ثبوت ہیں۔اور اُن عقائد ملعونہ کی بنا پر ہی ہم اُسے اسلام اور اسلام کے تمام فرقوں سے بلاتکلف خارج لکھتے چلے آتے ہیں اور جو مذہب اُن کے لئے تجویز کرتے ہیں یا جس مذہب میں اسے گنجائش مل سکتی ہے وہ شیخی ابلیسی اجتہادی مذہب ہے۔اور وہ ماشاءاللہ بقلم خود، خود کو الشیخ لکھتے بھی ہیں۔

(11) ہزار سالہ سازش کا ڈھکوی انکشاف بانداز دگر (ڈھکا چھپا اقرار)

اب تک ہم نے بار بار ثابت کیا ہے کہ علما کا یہ سازشی گروہ دونوں شیعہ سُنّی فرقوں میں ڈھکا چھپا چلا آیا ہے اور دونوں لیبل لگا کر شیعہ سنی علما کہلاتا رہا ہے۔اور دونوں فرقوں میں ایسی کتابیں لکھتا اور چھوڑتا رہا ہے کہ باری باری شیعہ سنی مذاہب کے خلاف ثبوت میں کام آئیں اور ایک دوسرے پر اعتراضات کرنے اور مزید کتابیں لکھنے کا کاروبار جاری رہتا چلا جائے۔دونوں فرقے آمادہ بجنگ رکھے جائیں۔نفرت کی آگ سلگتی اور شعلہ زن ہوتی رہے۔اس بات کا آخری ثبوت ڈھکو صاحب کے قلم سے دیکھیں کہ یہ گروہ دونوں طرف کی کتابوں میں قابل اعتراض مسائل لکھا کرتا تھا۔سنیے:۔

''اگر مولف کتاب آفتاب ہدایت میں ذرہ بھر بھی انصاف ہوتا؟ تو ایسی چیز کی وجہ سے ہرگز شیعوں کو مطعون نہ کرتے جو خود اُن کے مذہب میں بھی موجود ہے۔بعینہ یہی فتویٰ کتب اہلسنت میں بھی موجود ہے۔'' اور چند سطروں کے بعد لکھا کہ:۔

''بہرحال اتنا تو واضح ہوگیا کہ یہ مسئلہ دوسروں کو مطعون کرنے والوں کی کتب میں بھی موجود ہے۔یہ اور بات ہے کہ اس پر عمل کسی بھی فریق (شیعہ سُنّی) کا

نہیں ہے۔تو پھر اُسے ہوا دینے سے فائدہ؟ ہاں البتہ دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے۔"(تجلیات صفحہ 332-331)

قارئین خود فیصلہ فرمالیں کہ یہ ابلیس کے چیلے دونوں طرف ایسے مسائل لکھتے رہے ہیں یا نہیں؟ جن پر نہ (بقول ڈھکو) سنیوں کا عمل ہے نہ شیعوں کا عمل ہے۔یعنی محض ایک دوسرے کو طعنہ دینے کے لئے لکھے گئے تھے۔لیکن ڈھکو اب چاہتے ہیں کہ ایسے مسائل کو ڈھک کر، ہوا لگنے اور عوام میں ذلیل وخوار ہونے سے بچایا جائے۔قارئین یہ بھی سمجھ لیں کہ مندرجہ بالا مسئلہ نہایت شرمناک ہے اس لئے ہم اس مسئلہ کو یہاں نہیں لکھتے۔اتنا بتا دینا کافی ہے کہ یہ دونوں ڈھکوی علما دونوں طرف دونوں فرقوں کے عقائد اور مسلمات کے خلاف کتابوں میں سامان جمع کرتے رہے ہیں۔اور یہ سب کچھ ہم نے مولانا محمد حسین مجتہد کے قلم سے ثابت کر دیا ہے۔ایسی صورت حال میں اگر قارئین کرام مناظرانہ کتابیں مفید سمجھتے ہوں تو شوق سے پڑھیں خوب لڑیں اور تباہ ہو جائیں۔اس لئے کہ نتیجہ میں تباہی لازم ہے۔ورنہ مناظرانہ کتابوں ،تقریروں اور جلسوں کا مقاطعہ اور بائیکاٹ کریں۔مل کر بیٹھیں اختلاف دور کریں اور کامیابی حاصل کریں۔والسلام۔احسن

ہزار سالہ جوان سازش (حصہ دوم)

قارئین کرام کو تجربہ حاصل ہے کہ کوئی غلطی عمداً کی جائے یا سہواً سرزد ہو جائے دونوں صورتوں میں اس سے نقصان ہی نقصان ہوتا ہے۔ زہر جان بوجھ کر کھایا یا کھلایا جائے یا بھولے سے کھایا یا کھلایا جائے، زہر کھانے یا کھلانے والا نیک نیت ہو یا اس کی نیت میں خرابی ہو ہر حال میں زہر مقررہ نقصان پہنچائے گا۔ پھر اگر غلطی دنیاوی زندگی سے تعلق رکھتی ہو تو دنیاوی نقصان ہوگا۔ اور دین کے اندر غلطی کی گئی ہو تو دین و دنیا دونوں میں نقصان ہوگا۔ لہٰذا اگر ہم ماضی میں گزرے ہوئے علمائے کرام اور لیڈرانِ اقوام کیلئے یہ بھی فرض کرلیں کہ وہ سب نیک نیت تھے۔ انہوں نے جان بوجھ کر نوع انسان کو نقصان پہنچانے کے ارادہ سے غلطیاں نہیں کی تھیں۔ تب بھی یہ تو ممکن نہیں تھا کہ غلط کاموں کا نتیجہ نقصان نہ نکلتا۔ لہٰذا ہم مانے لیتے ہیں کہ ان حضرات نے جو کچھ کہا، جو کچھ لکھا، جتنے فتاویٰ دیئے، جتنے لوگوں کو سزائیں دیں، جن کو جلاوطن کیا، جن جن کو سنگسار اور قتل کیا یا کرایا، جس جس کا گھر لوٹا یا لٹوایا اور مسمار کرایا، جن کے ہاتھ پیر اور زبانیں کاٹیں، اِن تمام اقدامات میں وہ سب نیک نیّت تھے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے ایسا مان لینے سے یہ فیصلہ بھی ہو جائے گا کہ وہ سب اللہ کے نزدیک بھی حق پر تھے؟ اور یہ بھی طے ہو جائے گا کہ انہوں نے ان تمام اقوال و اعمال میں کوئی غلطی نہ کی تھی؟ یا یہ کہ اُن میں سے کسی سے غلطی نہ ہو سکتی تھی؟ اور غلطی ہوئی بھی

نہ تھی؟ اور کیا ہمارے مان لینے سے وہ تمام نقصانات بے اثر ہو جائیں گے؟ جو ماضی میں نوع انسان کو ہوئے تھے؟ اور کیا ہم آنکھیں بند کر کے مستقبل میں بھی اُن حضرات کے اقوال و اعمال پر عمل کرتے جائیں اور یقین کر لیں کہ ہم اللہ کے نزدیک بھی اُن اقوال و اعمال میں حق بجانب ہیں؟ اور کیا ہم یہ بھی نہ سوچیں کہ دنیا میں ضروریات زندگی اور زندگی کے تقاضے برابر بدلتے چلے آئے ہیں؟ اور آج اس بدلی ہوئی دنیا میں ہمیں خود اچھا برا سمجھ کر عمل کرنا چاہیئے؟ یہ ایسے سوالات و حالات و واقعات ہیں کہ کوئی ذی ہوش انسان ماضی کو خطا اور نقصان سے پاک نہ مانے گا۔ نہ تاریخ اس سے متفق ہوگی نہ قرآن و حدیث اس کی تائید کریں گے۔ آج ہی نہیں بلکہ انسانی زندگی کے ابتدائی ایام سے عقل کا یہ تقاضہ قائم ہے کہ انسان ہر قول و عمل میں یہ یقین برقرار رکھے کہ اُس سے ہر لمحہ اور ہر معاملہ میں غلطی اور غلط فہمی ممکن ہے۔ وہ سوچنے اور نتیجہ اخذ کرنے میں بھی غلطی کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں ہم کس طرح کسی انسان کے متعلق یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اُس سے غلطی نہیں ہو سکتی؟ اُس نے کبھی غلطی نہیں کی؟ جب کہ یہ ثبوت موجود ہو کہ اُس کے ہم عصر اور ساتھ ساتھ رہنے والے لوگ اُسے غلط کار کہتے رہے ہوں؟ اور وہ بھی دوسروں کو غلط کار کہتا رہا ہو؟ پھر ان کے اقوال و اعمال قرآن کریم اور احادیث کے سراسر مخالف بھی ہوں؟ آپ کا کسی کو غلطی سے ارفع و اعلیٰ مان لینا حقیقت کو تبدیل نہیں کر سکتا اور نہ دوسروں کو مطمئن کر سکتا ہے۔ بلکہ عقل کا تقاضہ تو یہ ہے کہ آپ کو بھی ایسا مان لینے پر غلط کار قرار دیا جائے اور غلط کاروں کا

جانبدار سمجھا جائے۔ اور اگر غلط کاروں سے آپ کا کوئی رشتہ یا جذباتی، نسلی، قومی، ملکی یا مذہبی تعلق بھی ہے تو پھر آپ کی ہر وہ بات جو اُن کے حق میں ہو بلاثبوت نہ مانی جائے۔ اسلئے کہ جانبداری عقل وانصاف وعدل کے حضور میں ناقابل اعتبار بنا دیتی ہے۔ ہم مذہب وہم مسلک لوگ ایک دوسرے کی مذہبی مخالفت نہیں کرتے بلکہ تائید کرتے ہیں۔ اگر ایک عالم علما کی طرفداری میں کوئی بات کہتا ہے تو اس بات کا وزن اسلئے کچھ نہیں ہے کہ وہ خود عالم ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کی اپنی ساکھ خراب نہ ہو۔ لہٰذا وہ جانبدار ہے اور جانبدار کی بات بلاثبوت قبول نہیں کی جاسکتی۔ ایک شیعہ یا سنی عالم اپنے کسی قول یا اقدام کے ثبوت میں اپنے ہم مذہب ایک کروڑ علما اور اُن کی کتابیں پیش کرتا ہے تو وہ تعداد جانبداری کی وجہ سے صفر کے برابر ہو جاتی ہے۔ اسلئے کہ اُن سب کا وہی قول ودعویٰ ہے اور ایک ہی دعویٰ کرنے والے کروڑوں مدعی بھی ایک ہی مدعی کے برابر ہیں۔ مثلاً میں کہتا ہوں کہ سنی مذہب باطل ہے اور شیعہ مذہب حق ہے۔ یہ میرا دعویٰ ہے جو کسی کے لئے بلا دلیل وثبوت قابل قبول نہیں ہوسکتا۔ میں اس دعوے کے ثابت کرنے میں ساری دنیا کے شیعہ علما اور اُن کی کتابوں کو پیش کرتا ہوں تو مجھ سے عدالت میں یہ کہا جائے گا کہ ہر شیعہ کا یہی دعویٰ ہے کہ مذہب شیعہ حق ہے اور سُنّی مذہب باطل ہے۔ لہٰذا تم نے اپنے دعوے کا ثبوت نہیں دیا۔ بلکہ دعوے کے ثبوت میں کچھ اور دعوے پیش کئے ہیں۔ لہٰذا دعویٰ بلا دلیل قبولِ خرد نہیں۔ اسی طرح سنیوں کو سنی مذہب کے حق ہونے کے ثبوت میں عدالت قبول نہیں کرتی۔ اسلئے کہ وہ سب

اپنے مذہب کے حق ہونے میں مدعی ہیں۔اور بارِ ثبوت مدعی کے ذمہ ہوا کرتا ہے۔ مدعی کے ثبوت میں مدعی پیش کرنا فریب سازی ہے۔اوراس فریب سازی ہی پر آج تک کام ہوتا چلا آ رہا ہے۔

(2)۔ غیر جانبدارانہ ثبوتِ حقانیت،فریب کی پسندیدہ صورت

جو حضرات ثبوت فراہم کرنے میں بڑے انصاف پرور سمجھے جاتے ہیں اور جن کی بات کا یقین کرنے کو دل چاہتا ہے وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں اپنے (نام نہاد) مخالف کو پیش کیا کرتے ہیں۔مثلاً میں کہتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام اُمت میں سب سے بڑے عالم اور سب سے افضل تھے۔اور دلیل یہ دیتا ہوں کہ اہلسنت کے فلاں فلاں علما نے اپنی کتابوں میں بھی یہی لکھا ہے اور حضرت علیؑ کو سب سے بڑا عالم اور سب سے افضل تسلیم کیا ہے۔اگر مجھ سے یہ کہا جائے کہ جناب جو شخص وہی دعویٰ کرتا ہے یا وہی بات مانتا ہے جو آپ کا دعویٰ ہے تو وہ شخص آپکے دعوے کا مخالف کہاں ہوا؟ یہ تو آپکے طرفداروں یا جانبداروں کا دعویٰ ہے۔اور آپ سب حضرت علیؑ کے معاملے میں مدعی ثابت ہو گئے ہیں۔اور ابھی آپ کے ذمہ بارِ ثبوت باقی ہے۔

قارئین نوٹ فرمائیں کہ سنجیدہ ترین اور مہذب ترین مناظروں اور مناظرہ کی کتابوں میں اس سے زیادہ کچھ اور نہیں ہوتا کہ شیعہ مناظر سنیوں کے اقوال اور تحریریں پیش کر دیتے ہیں اور سنی مناظر شیعوں کی کتابیں سامنے رکھ دیتے ہیں۔یعنی دونوں طرف کے مناظر دونوں طرف کے ہم خیال حضرات کو اپنی گواہی میں پیش

کرتے ہیں اورعدالت کو یہ کہہ کرفریب دیتے ہیں کہ جناب یہ سب میرے مخالف ہیں۔اب اگرعدالت شیعہ سنی لیبل کو دیکھ کرتصدیق کردے؟ تو عدالت نے قانونی غلطی کی ہےاورانصاف نہیں ہوا ہے۔اس لئے کہ جس معاملہ پر گواہی دی گئی ہے وہ تو گواہوں کا اور مدعی کا متفقہ عقیدہ اور دعویٰ ہےاور جن عقائد یا جس لیبل سے گواہوں کو مخالف سمجھا گیا ہےوہ مدعی کا دعویٰ نہیں ہیں نہ زیرِ بحث آئے ہیں۔

(3) غیر جانبدارانہ ثبوت میں غور طلب باتیں؟

دوسرا حصہ شروع کرنے سے پہلے قارئین نے یہی دیکھا تھا کہ علامہ محمد حسین ڈھکو مجتہد نے اپنے مخالف مناظر سے یہ کہہ دیا کہ جناب جو چیز آپ نے شیعوں کے یہاں سے ثابت کرنے کیلیۓ شیعہ علما کی کتابوں کے حوالے دیئے ہیں وہ چیز سنی علما نے بھی اپنی کتابوں میں تسلیم کی اور لکھی ہے۔یعنی اُس مسئلہ میں شیعہ سُنّی علما متفق ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ یہ دونوں مناظر اپنے اپنے گھر جاتے، جراح کو بلاتے، مسئلہ پر مردوں کی طرح خواتین سے بھی عمل کراتے۔اور چند روز صبر کرکے صبر کا میٹھا پھل حاصل کرتے۔اور علمائے فریقین کے اس اتفاق کو غیر جانبدارانہ ثبوتِ حقانیت سمجھتے۔ مگر ہوا یہ کہ مسٹر ڈھکو نے یہ لکھ دیا کہ <u>شیعہ سُنی علما کے اتفاق کے باوجود اس مسئلہ پر نہ شیعہ عمل کرتے ہیں۔نہ سُنّی اُسے پسند کرتے ہیں</u>۔(تجلیات صفحہ 332)

قارئین سوچیں کہ جب دونوں مخالف مذاہب کے علما ایک ایسے مسئلہ پر متفق ہیں جسے وہ دونوں اُمت پر کھل کر ظاہر کرتے ہوئے بھی شرماتے ہیں۔اور بقول

ڈھکو اس شرمناک مسئلہ کو ہوا دینا یعنی اُمت کے افراد کو علما کے خلاف بھڑکانا مفید نہیں سمجھتے۔ ایسی صورت میں شیعہ سُنّی مناظرین کا اپنے مخالفین کو گواہی میں پیش کرنا کہاں تک حق بجانب اور عدالت میں قابل قبول ہونا چاہیئے؟ معلوم ہوا کہ کسی مسئلہ میں بعض مخالف علما کا متفق ہوجانا دلیلِ حقانیت نہیں ہے۔ اور نہ ہی بعض مخالف علما کا اختلاف کرنا کسی مسئلہ کے غلط ہونے کا ثبوت ہے۔ یہاں یہ بات بھی نوٹ کرنا چاہیئے کہ علما بھی انسان ہیں۔ اُن سے بھی غلطیاں اور غلط فہمیاں سرزد ہوسکتی ہیں، وہ لالچ اور خوف سے متاثر ہوکر عمداً غلط کام بھی کرسکتے ہیں۔ غلط بیان بھی دے سکتے ہیں اور کسی خاص مقصد کے ماتحت سازش بھی کرسکتے ہیں۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی مخالف اسکیم یا نظام کو تباہ کرنے یا اپنا ہمنوا بنانے کے لئے ماہرین کی ایک جماعت اُس نظام کا لیبل لگا کر اس میں شامل ہوجائے اور اُس نظام کے افراد میں تفرقہ ڈالے اور مزید تفرقہ کے لئے خود کو دو فرقوں میں تقسیم کرکے اُس نظام میں ایک دوسرے کا گواہ بن کر بطور ثبوت عدالت میں آئے۔ اور کہے کہ حضور میرے دعوے پر مخالف گروہ کے فلاں فلاں حضرات متفق وشاہد ہیں۔ اور عدالت کو یہ پتہ نہ چلے کہ وہ مدعی اور گواہ درحقیقت ہم نوا اور ہم عقیدہ مدعی ہی تھے۔

اسلام کو تباہ کرنے یا پھر اسلامی احکام ومسائل کو اپنا ہمنوا بنانے کے لئے سازش قرآن سے ثابت ہے (فرقان۔ 25/27-31) سینکڑوں آیات ہم نے پیش کی ہیں۔ اور مسلمانوں کے تمام فرقوں نے ان سازشین کو منافق قرار دیا ہے۔ میں

اُن سب کو منافق نہیں کہتا۔ البتہ بعض لوگ اُن میں بھی منافق تھے جو کسی مقصد کیلئے عارضی طور پر اسلامی لباس میں رہے اور پھر واپس اپنے مرکز میں چلے گئے۔ سازشی گروہ دراصل مسلمان تھا، قرآن میں مومن کہلایا، منافق نہیں۔ مگر وہ ایک خاص قسم کا اسلام لائے تھے۔ اُن کے عقائد میں اللہ، رسولؐ اور الہامی کتابیں ماننا تو لازم تھا۔ مگر وہ ان تینوں پر مسلمانوں سے مختلف قسم کا ایمان لائے تھے جو اللہ کو پسند نہ تھا۔ وہ اُن تینوں کے معاملے میں ہر مختلف صورت میں بدلتے رہنے والا ایمان رکھتے تھے۔ یہ تفصیل سورہ نساء (4/136-137) میں دیکھیں۔ یہیں سے آگے منافقوں کا تذکرہ ہے جو اپنے مرکز کفر کی طرف سے متعین ہوکر آتے جاتے اور وہاں اعزاز پاتے تھے (4/138-139)۔ پھر اس سازشی مسلمان گروہ کے عقائد اور طرزِ فکر بھی قرآن میں مفصل موجود ہے اور ہم نے باقاعدہ اپنی تصنیفات میں پیش کیا ہے۔ وہ رسولؐ اللہ کو معاذ اللہ خاطی مانتے تھے۔ ان کی دو تین مختلف حیثیتوں کے قائل تھے۔ وہ رسولؐ کی ذاتی بات کو وحی سے الگ شمار کرتے اور اس پر عمل ضروری نہ سمجھتے تھے۔ اسی قسم کے بیسیوں عقائد رکھتے تھے۔ جن کا نتیجہ مختصراً یہ تھا کہ وہ اللہ اور رسولوںؐ میں تفریق کرتے تھے۔ اور اسے حقیقی توحید سمجھتے تھے۔ یہی عقائد لے کر ایک جماعت مسلمانوں میں برابر موجود رہی اور ہم اسی جماعت کو ڈھکی چھپی جماعت یا ڈھکوی گروہ کہتے ہیں۔ اُسی کے عالم افراد کو مجتہدین سمجھتے ہیں اُن ہی کو اُمت میں علمائے سُو (بُرے علما) کہا جاتا رہا ہے۔ مگر اُن کا نام ونشان بتانے میں اس لئے تکلف رہا کہ یہی گروہ ہمیشہ

اُمت پر مسلط رہا ہے۔ اس لئے دونوں فرقوں کے یہاں بہت سے ایسے مسائل ملتے ہیں جن کو یہ گروہ دونوں طرف کی کتابوں میں تو لکھتا رہا لیکن اُمت پر ظاہر نہ کرتا تھا۔ مگر آج یہ لوگ کھل کر اپنے عقائد بیان کررہے ہیں اور ایک دوسرے کو آپس میں گواہی کے لئے پیش کررہے ہیں۔ اس لئے ہم نے بھی کھل کر اُن کا نام ونشان بتانا شروع کررکھا ہے۔ ہم اپنی گواہی میں قرآن پیش کرتے ہیں جو قطعاً اور متفقہ طور پر غیر جانب دار معجزہ خیز اور قدیم ترین گواہ ہے۔ ہم علما کو مذہبِ اسلام نہیں سمجھتے۔ ہم اُن سب سے خطا ممکن مانتے ہیں۔ اُن کی خطائیں اُن کے قلم سے ثابت کرتے ہیں۔ قرآن کی تائید کرنے والی بات کوئی بھی کہے بے چون وچرا مانتے ہیں۔ کسی انسان کو تنقید سے بلند اور مستثنٰی نہیں مانتے۔ سب کو قرآن کے ماتحت رکھتے اور جانچتے ہیں۔ ہمارا ہر دعوٰی وہی ہوتا ہے جو قرآن وحدیث میں متفقہ طور پر کیا گیا ہو۔ ہمارا اپنا ذاتی کوئی دعوٰی ہوتا ہی نہیں ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں کہ:۔

(1)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس قرآن کے اور ہمہ قسمی دانش وحکمت کے مُعلِّم تھے۔ اسلئے کہ قرآن نے یہ دعوٰی کیا ہے۔ (بقرہ 2/151,239)

(2)۔ اور یہ کہ قرآن کریم پوری کائنات کی ہر ہر چیز اور ہر حالت اور واقعہ کا علم اور تفصیل اپنے اندر محفوظ رکھتا اور بیان کرتا ہے۔ (یوسف۔ 12/111)، (نحل۔16/89)، (انعام۔6/59)

(3)۔ لہٰذا ہمارے رسولؐ کائنات کی کسی گزشتہ، موجودہ اور آئندہ ہر چیز اور واقعہ کی

تفصیلات سے ناواقف نہ تھے۔(نساء۔4/113)

(4)۔ اوریہی ثبوت ہے اس حقیقت کا کہ آپؐ تمام گزشتہ،موجودہ اور مستقبل میں آنے والے افرادانسانی اوراُمتوں کےاعمال واقوال پرچشم دیدگواہ بنائے گئے (نحل۔16/89)اور ہرقوم کی ہدایت پر مامور ہوئے۔(الرعد۔13/7)

(5)۔ اوراپنےمشن کو جاری رکھنے کیلئے تمام ماضی وحال ومستقبل کےعلوم سے اپنی امت کےافرادکومرصع اور تیارکیا تاکہ وہ نوع انسان کے ہرسوال کا ہرضرورت کاحل پیش کرتے رہیں۔(بقر۔2/151,239)اور(16/43 نحل)

(6)۔ اورجن حضراؑت کی منشا،منشائے خداوندی ہو۔(دھر۔76/30)

(7)۔ جن حضراتؑ کی ہر بات رسولؐ اللہ کی طرح وحی خداوندی کہلائے۔(53/3-4)

(8)۔ اورجن حضراتؑ کی کسی بات میں گمراہی کا شائبہ تک نہ ہو۔(نجم۔53/1-2)

(9)۔ اور یہ واجب کردیا کہ ہرسوال، ہرمسئلہ، ہرحکم اور ہرفیصلہ کلام اللہ کے الفاظ میں برقرار رکھا جائے اورجو اسکے خلاف عمل کرے وہ فاسق وظالم وکافر کہلائے۔(سورہ مائدہ۔5/44-47)

یہ ہیں ہمارے دعاوی جوکلام اللہ کے الفاظ میں موجود ہیں اوربعض ڈھکوی علما کے علاوہ تمام علما اوراُمت ان دعاوی پر متفق ہے۔اوریہی ہمارا مذہب ہے کہ اپنی پسنداورناپسندکو، اپنے اقراروانکارکو، اپنے افکاروکردارکو، اِن قرآنی عقائد کے ماتحت رکھیں۔بات سُنّیوں سے ہو یا شیعوں سے دونوں کواُن حقائق کی طرف لائیں اوراُن

نو عدد بنیادوں پر اسلام اور اسلامی تاریخ کو استوار کریں۔ اِن حقائق کو تسلیم کر لینے کے بعد تمام ہی اختلافات دور ہو جاتے ہیں۔ ہر جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔ وہ تمام فریب کاری برہنہ ہو جاتی ہے جو ڈھکوی اقتدار و حکومت نے تاریخ و حدیث کی کتابوں کے ذریعہ ہم تک پہنچائی۔ اور جو مختلف زمانہ کی حکومتوں نے اپنے مؤذنوں، پیش نمازوں، قاضیوں، عدالتوں اور اہل کاروں کی معرفت اُمت میں پھیلائی تھیں۔ یوں وہ تمام الجھاؤ صاف ہو جاتا ہے جو قدم قدم پر اُمت کی ترقی واتحاد میں حارج ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر ثبوت پر قرآن کریم کے الفاظ کی مہر دیکھنا، ہر مسلمان اور ہر عدالت کا فریضہ ہے ورنہ طاغوتی فریب سے نکلنا ممکن نہیں۔

(4)۔ شیعہ سنی کتابوں کی کہانی اور طاغوتی گروہ کی مہربانی

چوتھی صدی ہجری آنے سے پہلے ہی پہلے ملکی حکومت نے جو دینی ماحول پیدا کر رکھا تھا اُسکے نتیجے میں اہل سنت محدثین اُس تمام ذخیرہ کو سپرد قلم کرنے سے باز رہے جو رسولؐ اللہ اور آنحضرتؐ کے صحابہؓ کی زبانی اُمت میں موجود چلا آ رہا تھا۔ اور جس پر جس طرح ہو سکتا تھا عوام عمل کرنے میں کوشاں تھے۔ چنانچہ آج امت میں ہزاروں عقائد و اعمال ایسے ہیں جن پر ڈھونڈھے سے بھی حدیث نہیں ملتی۔ اور ملے کیسے جب کہ بخاری شریف کے مولف جناب محمد اسماعیل بخاری نے خود لکھا ہے کہ انہیں چھ سات لاکھ احادیثِ رسولؐ کا ذخیرہ ملا تھا جس میں سے انہوں نے صرف چھ سات ہزار احادیث اپنی کتاب صحیح بخاری میں لکھی ہیں۔ چونکہ اُس زمانہ میں حکومت

بھی بڑی دقتوں سے کاغذ حاصل کرسکتی تھی ۔ لہٰذا اہلِ قلم حکومت کے محتاج تھے ۔ پھر علامہ بخاری ہوں یا دوسرے اہل سنت محدثین ومورخین ہوں وہ سب حکومت کے تنخواہ دار اور وظیفہ خوار ملازم تھے ۔ وہ جو چاہیں لکھ ڈالیں اُنکے اختیار میں نہ تھا۔ لہٰذا اموی وعباسی ادوار میں جو کچھ حکومت کی پالیسی کے خلاف تھا کسی صورت لکھا جانا ممکن ہی نہ تھا۔ علامہ بخاری اور دوسرے ملازم علما یہ بھی نہ کہہ سکتے تھے کہ حکومت نے ہمیں پانچ لاکھ چورانوے ہزار حدیثیں لکھنے سے منع کردیا تھا۔ ذرا ذرا سی خلاف مصلحت بات پر سرتن سے اور ہاتھ بدن سے کٹ جایا کرتے تھے ۔ وہاں سے یہاں تک اور پہلی اموی حکومت سے لیکر آخری خلیفہ عباسی کے دور تک، تاریخ وحدیث حکومت کے حکم اور مصلحت کے ماتحت تیار کی گئی ۔ ہر وہ بات لکھنے کی اجازت نہ تھی جو حکومتِ وقت کے خلاف ہو ۔ ہر وہ غلط بات لکھوائی گئی جو حکومتِ وقت کو حق بجانب ثابت کرنے کیلئے اُس وقت سمجھ میں آتی تھی ۔ حکومت چھن جانے کے بعد بھی علما نے ہر اُس کتاب کو شائع ہونے سے روکا جو سابقہ مسالک کے خلاف مواد رکھتی تھی ۔ پھر کل تک علما کا یہ دستور رہا کہ ہر کتاب میں سے جو اُن کے نقطۂ نظر سے مضر تھا نکلوا کر اور جو ضروری تھا اسکا اضافہ کرا کے کتابت کرائی جاتی رہی اور سینکڑوں کتابوں کی صورت اور موضوع بدل کر مارکیٹ میں لائی گئیں ۔ آج والی تاریخ فرشتہ وہ نہیں ہے جو سو سال پہلے طبع ہوئی تھی ۔ اور تو اور اسلامی انسائیکلو پیڈیا کو تبدیل کردیا گیا ہے۔ مولانا وحیدالزمان اعلی اللہ مقامہ کی انوار اللغة کو ہی نہیں بلکہ عیسائی عالم کی لکھی ہوئی

لغت المنجد تک کو تبدیل کر دیا گیا۔ الغرض قرآن کے تراجم وتفاسیر، احادیث وتواریخ ہر جگہ تحریف وتبدیل کی مہم جاری رہتی چلی آئی ہے۔ بہت سی ایسی کتابیں تھیں جنہیں خلاصہ کی آڑ میں ضائع کر دیا گیا۔

(5) شیعہ ریکارڈ کے ساتھ بھی چوتھی صدی سے نظام اجتہاد نے مندرجہ بالا سلوک کیا ہے

گیارھویں امام حسن عسکری علیہ السلام کے عہد تک روز بعثت سے مکمل ریکارڈ تیار ہوتا چلا آ رہا تھا۔ حکومتوں کو اُس کی ہوا تک نہ لگتی تھی۔ کاغذ کی سپلائی میں حکومت سے بھی زیادہ سہولتیں حاصل تھیں۔ آئمہ علیہم السلام اور اُن کے طرف داروں پر جو مظالم ہو رہے تھے وہ ساری دُنیا میں مشہور ہو چکے تھے۔ ساری دنیا کی حکومتیں ظالموں سے متنفر تھیں۔ خود شیعہ حکومتیں چاروں طرف سے قائم ہو چکی تھیں اور مخالف حکومتوں سے برسر پیکار تھیں۔ خود عراق وعرب میں دن رات تحریک تشیع نے حکومتوں کا ناطقہ بند کر رکھا تھا۔ الغرض امامؑ یازدھم کے وقت تک ہزاروں کتابیں تاریخ وحدیث اور تفسیر ومسائل پر تیار تھیں، ہر عہد کے اماؑم نے اُن تمام کتابوں کی تصدیق کی تھی۔ صرف حدیث کی چارسو مصدقہ کتابیں موجود تھیں۔ لیکن آج صرف سینتیس (37) کتابیں ہیں اور وہ بھی انگلینڈ اور ایران کی شاہی لائبریری میں محفوظ ہیں۔ وہ تمام ذخیرہ شیعہ لیبل کے تنخواہ دار مجتہدین نے حکومتوں کے اشارہ سے ضائع کر دیا (تفصیل مذہب شیعہ اور دیگر تصنیفات میں)۔ اَسی ہزار کتابیں جو جناب السید مرتضٰی علم الھدٰی کی لائبریری میں تھیں غائب کر دی گئیں۔ نئی کتابیں تیار کی گئیں۔ مثلاً

کتاب اصول وفروع کافی ، الفقیہ ، الاستبصار اورتہذیب الاحکام ۔اوراُن کی اشاعت بھی حکومت کے اخراجات اور مجتہدین کی اجازت واصلاح کے بعد ہوتی تھی۔کوئی مذہبی کتاب اگر مجتہد سے بالا ہی بالالکھی گئی تو اسے بارگاہ حکومت واجتہاد نے غیر معتبر قرار دے دیا،غلات اورمفوضہ کی لکھی ہوئی بتادیا۔فرقوں کے سینکڑوں فرضی نام گھڑے اورمشہور کیئے گئے۔ اُن تمام سیاسی جماعتوں کوشیعت سے خارج قراردیا گیا جوحقوق اہلبیتؑ کے لئے مجتہدانہ حکومتوں سے برسرِ جنگ تھیں ۔وہ مجتہدین ہی تھے جنہوں نے مصر کی شیعہ حکومت کے خلاف فتاویٰ دیئے تھے۔اُن کے نسب پر اتہام لگایا تھا،اُنہیں حکومتوں کے اشارے پر زندیق لکھا،مشرک کہا تاکہ ملت شیعہ اُن سے متنفر ہوکر تعاون بند کردے۔انہوں نے ہی ہر اُس کتاب کو، ہر اس واقعہ کوتبدیل کرنے کے لئے مہم جاری رکھی جواُن کے مسلک کے خلاف تھی۔خود کتابیں لکھیں اوردوسرے علما کے نام سے شائع کردیں تاکہ ان کے مذہب کی تائید ہوجائے۔کئی زبردست شیعہ علما کو کافر قرار دیا، بدنام کیا اور پھر اُن سے معافی بھی طلب کی۔پھر ایک کتاب لکھ کر کہیں سے کھود کر نکالی اور کہہ دیا کہ یہ علامہ محسنؒ کا شافی کی لکھی ہوئی ہے۔جس طرح اہلبیتؑ کے فضائل کے مقابلہ میں ہر ہر فضیلت پر ایک ایک روایت گھڑی گئی تھی۔اسی طرح ہر سابقہ کتاب کے موضوعات اورعنوانات میں دوایک مخالف روایتیں بھی لکھوا کر شائع کیں۔یہی وجہ ہے کہ آج آپ بڑے بڑے علما کی مشہور ومعروف کتابوں میں ایسی روایات بھی پاتے ہیں جو متعلقہ عالم کے

مزاج، کرداراورعقیدے کے خلاف ہوتی ہیں۔اورجب اس طرح بھی کام نہ چلا تو عہدمعصومینؑ کے بعدبھی روایات گھڑنے کا سلسلہ جاری رکھا اوراسماءالرجال کے نام سے ہزاروں جھوٹی روایات گھڑگھڑکرایک نے دوسرے کو پہنچائیں اورمشہورکیں۔ آج چونکہ مجتہدانہ تقلید نے ملت شیعہ کوعلمی میدان سے ہزاروں میل دورلا کھڑا کیا ہے اس لئے آپ کوشیعوں کی احادیث کی کتابیں مارکیٹ میں ہرگز نہ ملیں گی۔ بخاری ومسلم وغیرہ ٹرک بھرکرخریدی جاسکتی ہیں۔لیکن مجال ہے کہ آپ کوکوئی بھی شیعہ حدیث کی عربی کتاب ملک بھرمیں مل جائے۔چونکہ ملت شیعہ کا کروڑوں روپیہ مجتہدین کھاجاتے ہیں اس لئے قوم نہ صرف عربی وفارسی سے جاہل ہے بلکہ مالی حیثیت سے بھی کنگال ہے۔رہ گئے شیعوں کے سرمایہ دارلکھ پتی وکروڑ پتی لوگ وہ مجتہد کے حکم کے بغیرکسی دینی کام میں ایک پائی خرچ نہیں کرتے ورنہ مجتہداُن پرسودخوری اورفحاشی اورعیش پرستی کا فتویٰ جاری کردے گا۔ وہ لوگ منبروں کی خریدوفروخت پراس لئے لاکھوں روپیہ خرچ کرتے ہیں کہ مجتہداوراُن کے حاشیہ نشین رقص منبری کرنے والے سال بھرکاخرچہ حاصل کرلیں۔کل سے محرم(1397 ہجری)شروع ہے۔کراچی کے منبروں کے لئے ایک لاکھ پینتیس ہزارکا سوداہوچکا۔بینک بیلنس بلندہوگیا اب منبر ہیں اورمحمدؐ وآل محمدؐ کے خون کا سوداہے۔ملک بھرمیں مجالس عزاکے نام پرنفرت کی آبیاری کی جائے گی۔ ڈھکوی علمااپنے کرتب دکھائیں گے اورملت شیعہ کوحقیقی عزاداری سے کوسوں دورلے جاکرچھوڑدیں گے۔ زنجیرکا ماتم حرام ہے،نوحہ خوانی

اورمرثیہ میں دردوسوزحرام ہے،تعزیہ اور ذوالجناح کی تعظیم شرک ہے یہ سبق دبی زبان سے دل نشین کرایا جائے گا۔ادھر ہماری کتاب ''ذاکرین حسینؑ اورعزاداری'' اُن کا پردہ فاش کرنے کے لئے پہنچ چکی ہے۔بہرحال کہنا یہ تھا کہ ڈھکوی علمانے ملت شیعہ کو جونقصان پہنچایا ہے اس سے محفوظ رہنے کے لئے لازم ہے کہ مذکورہ بالا نوعدد بنیادی اصولوں کو گھر گھر پہنچایا جائے۔ ہر عالم پر تقاضہ کیا جائے کہ وہ اُن اصولوں کے مطابق بات کرے، ہر بات پر اس سے آیت طلب کی جائے تا کہ وہ منہ بند رکھے۔

(6)۔ علمائے حقیقی کی تصنیفات میں مجتہدانہ مداخلت کی مثالیں

اس عنوان میں ہم چند مثالیں لکھ کر ہزار سالہ سازش پر **لاحول** پڑھ دیں گے اور نظام اجتہاد پر کسی اور زاویۂ نظر سے متوجہ کریں گے۔جیسا کہ ابھی ابھی عرض کیا گیا تھا کہ مجتہد سے بات بات میں آیت ،یا حدیث اور آیت دونوں طلب کریں۔اس طرح وہ حق کے سوا دوسری بات کرنے سے روکا جاسکتا ہے۔اس لئے کہ غلط بات یا باطل تصور کی تصدیق کلام اللہ اور کلام معصومینؑ سے ناممکن ہے۔ یہ دونوں کلام جہاں بھی متفق ہوں گے وہ حقِ محض ہوگا۔اور جہاں حقِ محض ہوگا وہاں ڈھکوی گروہ کی نقاب سَر کی ہوئی اور ابلیس کا چہرہ کھلا ہوا نظر آئے گا۔لہٰذا ڈھکو منہ دکھانے سے پہلے ہی کھسک جائے گا۔

(الف)۔ اصول وفروع کافی میں مداخلت کی ایک مثال (ڈھکوی بیان کی حقیقت)

ہم نے علامہ محمد حسین کے قلم سے شیعہ کتابوں اور احادیث کا انکار دکھاتے

ہوئے بھی یہ عبارت لکھی تھی کہ مسٹر ڈھکو فرماتے ہیں:۔

''اور دوسرے ثبوت میں اصول کافی کے حوالے سے جو عبارت نقل کی جارہی ہے یہ سرکار کلینیؒ (مولف اصول کافی) کی ذاتی رائے ہے۔اُسے روایت قرار دے کر اس پر استدلال کی دیوار کھڑی کرنا خیانت مجرمانہ ہے۔''(تجلیات صفحہ 198)

اس ڈھکوی تحریر پر کافی لے دے ہو چکی ہے۔یہاں تو یہ عبارت یہ ثابت کرنے کیلئے لائی گئی ہے کہ مسٹر ڈھکو کو آگے رکھیں اور بتائیں کہ جناب علامہ محمد یعقوب کلینیؒ کے عقیدے کے خلاف پورے ایک ہزار سال سے مہم جاری ہے۔ہر زمانہ کے ڈھکوی مجتہدین اُنکی کتاب کافی کی احادیث کو مشکوک کرنے، نا قابل اعتبار ٹھہرانے اور سولہ ہزار ایک سو نوے (16190) احادیث کی عظیم ترین کثرت کو نا قابل عمل قرار دینے میں مصروف رہے ہیں۔اور جہاں جہاں انہیں گنجائش ملی الفاظ وعبارات میں کمی اور اضافہ کرنے سے بھی نہیں چُوکے ہیں۔لیکن علمائے حقہ چونکہ اس گروہ پر برابر نظر رکھتے چلے آئے اور جب موقعہ ملا تو کھل کر ورنہ خفیہ طور پر اُنکی سازشوں سے مطلع کرتے اور ریکارڈ تیار کرتے چلے آئے ہیں۔لہٰذا آج بھی بفضل خدا ہماری کتبِ احادیث میں محمدؐ وآل محمد صلواۃ اللہ علیہم کے بیانات وتصورات کماحقہ محفوظ رکھے ہوئے ہیں اور نظام اجتہاد کی تمام کوششیں رائیگاں کر کے رکھ دی گئی ہیں۔چنانچہ جس عبارت کو مسٹر ڈھکو نے سرکار کلینی رضی اللہ عنہ کی ذاتی رائے کہہ کر نظر انداز کیا ہے وہ اُن حضرت کی رائے نہیں ہے بلکہ وہ اُن ڈھکوی مجتہدین کی رائے اور اضافہ ہے

جنہوں نے کتاب کافی کی پہلی اشاعت کرائی تھی۔قارئین ذرا سوچیں کہ آج جو کافی ہمارے ہاتھوں میں بلاترجمہ موجود ہے اُسکی آٹھ جلدیں ہیں۔اورا س میں (1/568+2/692+3/588+4/608+5/595+6/576+7/480+8/442=4549) چار ہزار پانچ سوانچاس (4549) صفحات ہیں۔اور جس کو حضرتؒ علامہ نے بیس سال کی محنت شاقہ کے بعد سابقہ مصدقہ کتب حدیث (اربعہ مائة) سے فقہی عنوانات کے ساتھ نقل کر کے ترتیب دیا تھا۔اُس کتاب کو بڑی تعداد میں لکھوانا اور ملت شیعہ اور اہل سنت کے ہاتھوں تک پہنچانا، نہ کسی ایک شخص کا کام ہوسکتا ہے نہ کوئی اکیلا شخص سینکڑوں کاتبوں کو بیس سال تک تنخواہ دے سکتا ہے۔یقیناً یہ سب کچھ ڈھکوی مجتہدین کی سرپرستی اور مجتہدین کی منظور نظر حکومت کے انتظام اور سرمایہ سے ممکن تھا اور ایسا ہی تمام دوسری کتب احادیث کے ساتھ ہوتا چلا آیا۔لہٰذا نسخہ نویس یا کاتب تنخواہ دار تھے اور مجتہد کے اشاروں پر کام کرنا اُن کا فریضہ تھا۔چنانچہ ڈھکوی پالیسی نے مذکورہ بالا عبارت کا اضافہ کرادیا۔تاکہ مجتہد کا یہ عقیدہ کافی سے ثابت ہوجائے کہ رسولؐ اللہ کی اولاد میں حضرت خدیجہ علیھا السلام کے بطن سے چار بیٹیاں تھیں۔مگران کو یہ موقع نہ ملا کہ اس عبارت میں ''قال قال'' لکھ کر اسے روایت کی صورت دے سکتے۔اس لئے کہ کافی کی احادیث گنی ہوئی تھیں اور یہ گنتی نہ صرف شیعہ محدثین کو معلوم تھی بلکہ اہل سنت محدثین میں بھی معلوم ومشہور اور ریکارڈ میں لکھی ہوئی موجود تھی۔چنانچہ کافی کتاب الحجۃ ،ابواب التاریخ ،باب مولدالنبیؐ کا عنوان لکھوا کر

مندرجہ بالا عبارت اضافہ کرادی گئی۔ لیکن اُن سے یہ غلطی ہوگئی کہ **قال قال** کے علاوہ وہ اس عبارت کو نمبر نہ دے سکے۔ لہٰذا اس باب کی پہلی حدیث اس عبارت کے بعد لکھی ہوئی ہے اور اس باب میں کل چالیس (40) حدیثیں ہیں۔ اور آنحضرتؐ کے والدین، پھر ابوطالب وعبدالمطلب علیہم السلام اور پورے شجرہ کی منزلت بیان کی گئی ہے مگر اُن تین فرضی بیٹیوں کا کہیں تذکرہ نہیں۔ آپؐ کے ابا واجداد واولاد کو مسلم ومومن ونجات یافتہ لکھا ہے۔ لیکن کافروں سے کفر کی حالت میں کسی کے نکاح کا تذکرہ نہیں کیا گیا ہے۔ یہ ذمہ داری لی گئی ہے کہ حضورؐ کی اولاد پر جہنم حرام ہے۔ مگر کہیں کسی کافرہ کی بات نہیں ہوئی ہے۔ پھر حضرت علی اور حضرت فاطمہ علیہم السلام کی پیدائش اور دیگر فضائل بیان ہوئے ہیں۔ مگر وہ زیر بحث بیٹیاں کہیں مذکور نہیں ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ڈھکوی مجتہدین نے کتاب کافی کا سہارا لینا چاہا تھا مگر وہ ناکام رہے۔ علاوہ ازیں جناب علامہ کلینی رضی اللہ عنہ نے دوران کتاب کہیں اپنی رائے کا اظہار نہیں کیا۔ البتہ علامہ طوسی رضی اللہ عنہ کی طرف سے جگہ جگہ اُن کی رائے نقل کی گئی ہے اور وہ بھی درحقیقت اُن کی رائے نہیں ہے بلکہ ڈھکوی ناشرین کی رائے اور اجتہاد ہے۔

اخباریین واصولیین کی اصطلاح کا آغاز

ہماری کتاب ''مذہب شیعہ ایک قدیم تحریک اور ہمہ گیر قوت'' اور دیگر تواریخ کے قاری جانتے ہیں کہ کتاب الفقیہ جناب صدوق محمد بن ابی الحسن رضی اللہ عنہ نے سابقہ کتب سے ترتیب دی تھی۔ اور اُس میں پانچ ہزار نوسو تریسٹھ (5963) احادیث ابواب فقہ

کے مطابق سابقہ کتابوں سے نقل کی تھیں۔ اور یہ وہ زمانہ تھا کہ عباسی حکومت کے دارالخلافہ تک میں، مساجد کے میناروں سے اذان میں اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہ وَخَلِیْفَتُہٗ بلافَصْل پڑھا جاتا تھا۔ عزاداری شہدائے کربلا نہایت شان سے منائی جاتی تھی۔ بازار بند رہتے تھے، جلوس، ماتم ونوحہ خوانی سارے شہر میں گشت کرتے تھے۔ ذرا ایک نہایت متعصب ڈھکوی مجتہد سے اس زمانہ کی ایک خاص بات سنیئے:۔

۔''وفات آنجناب (سید رضیؒ) درششم محرم الحرام ازسال چہارصد وشصت وشش (466) ہجری واقع شُد ووزیر سلطان بھاء الدولۃ فخرالملک وجمیع اعیان واشراف وقضات برجنازہ اُوحاضر شدند وبراُونماز گذاردند ودربِ خانہ اش درمسجد اخبارئین بکرخ مدفون ساختند وبرادرش سید مرتضٰی نتوانست کہ براونماز گذارد۔''
(قصص العلماصفحہ 412)

''جناب السید رضی رضی اللہ عنہ نے چارسو چھیاسٹھ (466ھ) ہجری میں ماہ محرم میں انتقال فرمایا اور سلطان بہاءالدولہ فخرالملک وزیر نے نماز جنازہ پڑھائی اور تمام سر برآوردہ امرا ورؤسا اور اشراف اور قاضیوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور اُن کے گھر کے پاس ہی محلّہ کرخ میں اخباریوں کی مسجد میں دفن کیا گیا۔ اُن کے بھائی سید مرتضٰی اُن کی نماز جنازہ نہ پڑھ سکے۔'' (قصص العلماصفحہ 412)

بتانا یہ تھا کہ اُس زمانہ میں مجتہدین کی مساجد الگ ہوتی تھیں اور اخبارئین یعنی محدثین کی مسجد علیحدہ تھی۔ یعنی جو علما اور عوام ذاتی اجتہاد کے ماتحت شیعہ مذہب رکھتے

تھے وہ الگ گروہ بن گئے تھے اورقدیم طریقہ پریعنی قرآن وحدیث پرعمل کرنے والوں کا نام اخبارئین رکھ دیا تھا اور اپنا نام اصولئین مشہور کیا تھا۔یہی وہ بدعت تھی جسے ہم نظام اجتہاد کہہ کر ڈھکوی گروہ کے نام سے پکارتے ہیں اوریہیں سے ہزار سالہ سازش کا آغاز بتاتے ہیں۔ابتدا میں یہ قدیم اورجدید شیعہ ذرا سا گھل مل لیتے تھے لیکن جب ڈھکوی گروہ نے احادیث معصومین علیہم السلام کے خلاف باقاعدہ محاذ بنالیا اورعلمائے حقہ کے قتل کے فتاویٰ دیئے جانے لگے اوراخباری کہہ کرعلماوعوام کا قتل عام ہونے لگا تو علمائے حقہ نے جس طرح ہوسکتا تھا مذہب شیعہ کو ڈھکوی گروہ کی پیش رفت سے بچایا۔محاذ قائم رکھا اوراکثر وبیشتر جب موقع ملا اقتدارحاصل کرتے رہے۔ آپ اُسی قصص العلما سے ایک اوربات سنیں اوراندازہ لگائیں کہ ایک ایسا زمانہ بھی تھا جب علمائے حقہ مجتہدین کے ناپاک ہونے کا فتویٰ دیتے تھےاورمجتہدین اُسی طرح چُھپتے پھرتے تھے جس طرح اُنکےظلم وستم سے حقیقی علما پر دنیا تنگ تھی لکھتے ہیں کہ:۔

"قبل ازآنجناب آقامحمد باقر بہبہانی درکربلا ونجف جماعتِ اخبارئین ازقاصرین ایشان اجتماع داشتند۔بنحویکہ اگر کتابے از مجتہدین میخواستند بردارند بادستمالے برمیداشتند ونجس میدانستند وبادست نمی گرفتند۔بعدازآمدن آقابہبہانی درکربلا دربدو امرتقیہ ازایشان میکرد وعلم اصول را درسرداب وزیرزمین درس میگفت ۔ چون آن جماعت ازاخبارئین خواندن اصول راحرام میدانستند۔"(قصص العلماصفحہ 201)

آقامحمد باقر بہبہانی سے پہلے(1180ہجری) سے کربلا اورنجف میں اُن

اخباریوں کا غلبہ تھا جو باقی اخباریوں کے مقابلہ میں مجتہدین سے رعایت کم کرتے تھے۔ وہ اس قدر شدت پسند تھے کہ اگر مجتہدین کی لکھی ہوئی کتاب اٹھانا چاہتے تھے تو ہاتھ نہ لگاتے تھے۔ رومال ہاتھ پر لپیٹ کر اٹھاتے تھے۔ اس لئے کہ وہ ڈھکوی گروہ کی لکھی ہوئی کتابوں کو بھی ناپاک سمجھتے تھے۔ جب آقا محمد باقر بہبہانی کربلا میں آئے تو انہوں نے اخباریوں سے ڈر کر تقیہ کا حکم دے دیا تھا اور علم اصول فقہ (وہ علم جس سے جس آیت یا حدیث کو معطل و بے کار کرنا ہو کیا جاسکتا ہے) کو تہہ خانوں اور زیرزمین چھپ کر پڑھایا کرتے تھے اس لئے کہ اخباریوں کی اُس جماعت کے نزدیک علم اصول فقہ کا پڑھنا حرام تھا۔'' (قصص العلما صفحہ 201)

(ب)۔ <u>شیعہ حدیث کی کتابوں میں مداخلت کی ضرورت</u>

چونکہ مخالفینِ محمدؐ و آل محمدؐ اپنے ڈھکوی نظام کو مذہب شیعہ میں داخل کر کے اُنہیں قرآن وحدیث کی سو فیصد پابندی سے منحرف کرنا چاہتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ ملت شیعہ بھی اجتہادی مسائل پر عمل کر کے سابقہ سانحات کو خطائے اجتہادی کی چادر سے ڈھک دے اور آئندہ اموی وعباسی حکومت کا مذہب اختیار کر لے۔ چنانچہ ڈھکوی مجتہدین نے حکومت وقت سے تعاون شروع کیا۔ اپنا لقب اصولی اور قرآن وحدیث کے پابند شیعوں کا نام اخباری رکھا اور دھڑ ادھڑ مذکورہ حکومتوں کے مذہب کے اصول فقہ کو اپنی کتابوں میں نقل کیا۔ اجتہادی مسائل کو شیعوں میں پھیلانا شروع کیا۔ اِدھر علمائے شیعہ نے اُس گروہ کو مشرک وناپاک کہنا شروع کیا۔ اپنی رسومات

میں شمولیت بند کردی، مساجد میں آنا جانا بند ہوا۔اُدھر مجتہدین نے حکومت سے مل کر شیعوں کی تمام کتابیں تلاش کر کے ضائع کر دیں۔تشدد شروع کیا، قتل وغارت تک نوبت آتی رہی۔اور وہ حالات بطور نمونہ آپ نے دیکھ لئے جو قصص العلما سے لکھے گئے اور ابھی بہت کچھ لکھنا ہے۔بہر حال مجتہد گروہ نے اذان میں **عَلِیًّا وَلی اللّٰہ و خلیفته بلافصل** نہ کہنے کا جواز نکالنے کے لئے علامہ صدوق رضی اللہ عنہ کی کتاب الفقیہ میں حسب ذیل اضافہ کیا:۔

(ج)۔ کتاب من لایحضرہ الفقیہ میں مداخلت کی ایک مثال

" قال مصنف هٰذا الکتاب رحمه اللّٰه: هٰذا هو الاذان الصحیح لایزاد فیه ولاینقص منه والمفوضة لعنهم اللّٰه قد وضعوا اخبارًا وزاد فی الاذان محمدؐ وآل محمدؐ خیرالبریّه مرّتین؛ وفی بعض روایاتهم بعد اشهد اَنَّ محمدًاؐ رسولؐ اللّٰه اشهد اَنَّ علیًّاؑ امیرالمؤمنین حقًّا مَرّتین ۔ولاشکّ فی اِنّ علیًّاؑ وَلیُّ اللّٰه واِنّه امیرالمؤمنین حقًّا وَانَّ محمدًاؐ وآله خیرالبریّة ولٰکن ذٰلک لیس فی اصل الاذان ۔ وانماذکرت ذلک لیصرف بِهٰذِهِ الزّیادۃ المتهمون بالتفویض المدلسون انفسهم فی جُملتنا۔

(من لایحضرهُ الفقیه۔صفحہ 78 کتاب الصلوۃ بابُ الاذان والاقامة)

''خدارحم کرے اس کتاب کے مصنف نے کہا تھا کہ اذان یہی صحیح ہے، نہ اس میں کمی ہوگی نہ زیادتی۔اور اللہ لعنت کرے مفوضہ پر جنھوں نے ایسی حدیثیں گھڑ لیں ہیں۔ جن سے اذان میں دودفعہ محمدؐ وآل محمدؐ خیرالبریہ (**محمدؐ اور اُنکی آلؑ ساری مخلوق سے بہتر**)

کا اضافہ ہوگیا ہے اور اُنکی گھڑی ہوئی بعض حدیثوں کی رو سے اذان میں دومرتبہ محمدًا رسول اللّٰہ کے بعد عَلِیًّا امیرُ المؤمنین حقّا (علیؑ مومنین کے حقیقی حاکم ہیں) بھی جائز ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ علیؑ اللہ کے **ولی ہیں۔** اور بلا شبہ وہی مومنین کے حقیقی حاکم ہیں۔ اور بلا شک محمدؐ اور اُنکی آلؑ تمام مخلوق سے افضل ہے۔ ولیکن وہ سب کچھ اذان کی اصلیت میں داخل نہیں ہے۔ اور میرے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ معلوم ہوجائے کہ اذان میں یہ اضافہ اُن لوگوں نے کیا ہے جن پر تفویض کی تہمت لگائی گئی ہے جو خود کو ہمارے اندر چھپائے ہوئے ہیں۔'' (الفقیہ صفحہ 78)

جس شخص نے یہ عبارت لکھی ہے وہ اذان میں علیًّا امیرالمومنین کہنے والوں پر اور محمدؐ و آل محمدؑ کو ساری مخلوق سے افضل ماننے والوں پر لعنت بھیجتا ہے اور اگر یہ بات اللہ و رسولؐ کو بھی پسند ہے؟ تو کئی صدیوں سے اذان میں اضافہ کرنے کے جرم میں کروڑوں شیعہ لعنتی قرار پاتے ہیں اور اسی عقیدے کو آڑ بنا کر عدالتوں میں مقدمات دائر ہوئے تھے۔ لیکن ہماری کتاب ''**اسلامی کلمہ اور نماز**'' نے ڈھکوی گروہ کو ہزیمت سے دوچار کرکے گھروں میں بٹھادیا۔ بہرحال یہ اضافہ کرنے والا شخص جو بھی ہو وہ یقیناً لعنتی اور مذہب شیعہ سے خارج اور دشمن محمدؐ و آل محمدؐ ہے۔ کتاب الصلوٰۃ کے اسی باب میں جس میں اذان کو صحیح قرار دیا ہے اس میں الصلوٰۃ خیر من النوم بطور تقیہ شامل کیا ہے اور آگے چل کر نماز کے تشہد میں التحیات للہ و الطیبات کو تشہد میں شامل کیا ہے اور رسولؐ اللہ سے معاذ اللہ بھول چوک کا سرزد ہونا مان کر کہا ہے کہ جو کوئی

حضورؐ سے بھول چوک نہ مانے ملعون ہے۔ یہ عقیدہ بھی اجتہادی ہے۔ لہٰذا اضافہ کنندہ یقیناً ابلیسی گروہ کا پالیسی میکر (MAKER) تھا۔ چار دلیلیں ایسی ہیں جو اس اضافہ کی تصدیق کرتی ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ جناب صدوق اس کتاب کے مصنف نہیں بلکہ مولف ہیں۔ پھر مولف یا مصنف کو اپنے قلم سے یہ لکھنا کہ ''**اس کتاب کے مصنف نے یہ کہا**'' غلط ہے (قَالَ مُصَنِّفُ هٰذَاالکتاب) مولف یا مصنف اگر خود کہتا یا لکھتا تو اسے کہنا چاہئے تھا کہ ''**میں کہتا ہوں**'' (اَقُوْلُ)۔ دوسری بات پھر زیر گفتگو قابل اعتراض جملوں میں حضرت علیؑ کے لئے **ولی اللہ** کا اضافہ نہیں بتایا گیا۔ لیکن تصدیق میں **ولی اللہ** کا بھی اضافہ کیا ہے یعنی دروغ گورا حافظہ نہ باشد۔ وہ کاذب بھی تھا۔ تیسری بات یہ ہے کہ اُن لوگوں کے نام چھپانے کی کیا ضرورت تھی؟ کیوں نہ کہا کہ فلاں فلاں راوی مفوضہ تھے اور انہوں نے یہ اضافہ کیا تھا۔ چوتھی بات یہ ہے کہ عملاً جو اذان دی جارہی تھی اس میں علیاً ولی اللہ روزانہ پکارا جارہا تھا اور خیر البریہ کبھی پکارا ہی نہیں گیا۔

لہٰذا تمام شیعہ مفوضہ نہیں ہوسکتے یہ تہمت تراش گروہ ڈھکوی ٹولے کے مجتہدین کا تھا جو آج تک علیؑ کو اذان ونماز سے باہر رکھنے کا فتویٰ دیتا چلا آیا ہے۔ اور شیعہ ہمیشہ اذان ونماز میں شہادت علویہ کو بجالاتے اور واجب سمجھتے چلے آئے ہیں۔ اور مدت دراز تک مجتہدین اور اخباری علما کا سب سے بڑا اختلاف یہی تھا۔ یہاں تک کہ بعد کے علما میں کچھ لوگوں نے مجتہد کی جگہ اخباری یا محدث کی نقاب پہن

لی۔اورکوشش کی کہ کسی طرح اخباری علما کے ہاتھ سے اپنے برحق ہونے کی سند لے لی جائے۔چنانچہ یہ مشہور کردیا گیا کہ اخباری علما اور ڈھکوی علما دونوں برحق ہیں۔

(د)۔ **ڈھکوی کی سند ملاحظہ فرمائیں پھر ہماری بات سنیں**

اگر علامہ محمد حسین مجتہد،علی صفدر اعلی اللہ مقامہ سے اُلجھ نہ گئے ہوتے تو کبھی یہ بات نہ کہتے جو ہم پیش کررہے ہیں۔پھنسا ہوا مجتہد کیا کہتا ہے سنیئے:۔

۔''مضمون نگار صاحب کی مذہبی بوقلمونی''

''ہمیں مولوی علی صفدر صاحب کو مخاطبہ کرتے ہوئے ایک اُلجھن یہ بھی محسوس ہوتی ہے کہ اُن کو کن نظریات کا حامل سمجھ کر اُن سے گفتگو کریں؟ کیونکہ ہر مذہب کے کچھ ایسے اصول موضوعہ ہوتے ہیں جن تک بحث پہنچ کر اختتام پذیر ہو جاتی ہے۔اور ظاہر ہے کہ یہ جب ہی ممکن ہے کہ مخاطب کا نقطۂ نگاہ معلوم ہو۔ ہمیں یہ تسلیم ہے کہ ہمارے مخاطب شیعہ ہونے کے مدعی ہیں۔لیکن چونکہ ہمارا متعلقہ مسئلہ فروع دین سے متعلق خالص فقہی مسئلہ ہے۔اور ارباب عقل واطلاع جانتے ہیں کہ فقہی احکام کے استنباط میں علمائے شیعہ کے بظاہر دوگروہ ہیں۔مآخذ ومبانی فقہ میں اُن کے دو مکتب ہیں۔ایک گروہ اخبارئین ومحدثین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جو استنباط احکام کے سلسلہ میں قرآن کے بعد فقط احادیث پر اعتماد کرتا ہے۔اور اس گروہ کے اکثر بلکہ تمام علما،کتب اربعہ(کافی۔الفقیہ۔استبصار۔تہذیب الاحکام) کی احادیث کو قطعی صحیح سمجھتے ہیں اور دوسرا گروہ اصولئین ومجتہدین کے نام سے مشہور

ہے جو اصول اربعہ ۱۔ کتاب و ۲۔ سنت و ۳۔ اجماع قطعی و ۴۔ عقل کی روشنی میں احکام کا استنباط کرتے ہیں اور اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو اُن (اخباری اور مجتہد) میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ سب کی بازگشت قرآن وحدیث میں جدو جہد کرنے اور اُن سے اخذ احکام میں ھمت صرف کرنے کی طرف ہے۔ بقول شیخ جعفر کاشف الغطا مرحوم کُلُّ مُجْتَہِدٍ عِنْدَالتحقیق اَخْبَارِیٌّ وَ کُلُّ اَخْبَارِیٍّ مُجْتَہِدٌ (تحقیق کی رو سے تمام مجتہد اخباری ہوتے ہیں اور تمام اخباری مجتہد ہوتے ہیں)۔''

(ماہنامہ المبلغ بابت ماہ اگست۔ 1964ء سرگودھا محمدیہ اسکول سے)

(ہ)۔ <u>مجتہدین کے قلم سے ہمارے علما کے برحق ہونے کی سند آپ نے دیکھ لی</u>

مگر ہم ہر اس عالم کو طاغوتی اور ڈھکوی وسازشی گروہ کا نمائندہ کہتے ہیں جو قرآن کو قرآن نہ کہے بلکہ ''کتاب'' کہے اور سنت رسولؐ نہ کہے بلکہ صرف ''**سنت**'' کہہ کر دھوکہ دے۔ پھر قرآن وحدیث کو اپنی عقل اور اپنے ٹولہ کی اکثریت کے برابر یا ماتحت کر دے۔ یعنی وہ قرآن کی اور حدیث کی وہ بات مانے جو اسکی عقل ماننے کو کہے ورنہ آیت یا حدیث کو مجمل، متشابہ منسوخ، مطلق، مقید، عام، خاص، ضعیف، مرسل، مقطوع، احاد، اور متواتر کی بھٹی میں جھونک دے اور میراث جیسے واضع مسئلہ کیلئے کہہ دے کہ اجماع اس کے خلاف ہوگیا تھا لہٰذا رسولؐ کی میراث ہم خود لیتے رہیں گے۔ اور ہم نظامِ اجتہاد کو اس لئے بھی باطل سمجھتے ہیں کہ اس میں قرآن وحدیث کو جانچنے کیلئے خودساختہ قواعد بقول ڈھکو <u>اصول موضوعہ</u> (گھڑے ہوئے قاعدے)

کام میں لائے جاتے ہیں۔ اوراُن تمام علمائے شیعہ کوملعون کہتے ہیں جو قرآن اورحدیث کو بلاچون وچرانہ مانیں اورکتب اربعہ کی احادیث کوقطعی الصدور تسلیم نہ کریں۔ شیخ جعفر ہوں یا کوئی ہو یہ ایک فریب ہے کہ ہرمجتہد اخباری ہوتا ہے اور ہراخباری مجتہد ہوتا ہے۔ہم اس تحقیق کو شیطانی سازش قرار دیتے چلے آ رہے ہیں۔اخباری علما اجتہاد پرلعنت بھیجتے ہیں،رہ گیا شیخ جعفرکاشف الغطا کےمصنف کا قول! اس کا وزن اس حقیقت سے مقابلہ کرکے دیکھیں جو منتخب التواریخ سے لکھتا ہوں۔

(و)۔ **<u>شیخ جعفرصاحب کاشف الغطا نے شیخ احمد احسائی کوسنداجتہاد دی تھی</u>**

یہ شیخی مذہب جوآج علامہ محمدحسین کو اپنا کھلونا بنائے ہوئے ہے اِس کی بنیادیں مضبوط کرنے والوں میں سے ایک مجتہد جناب الشیخ جعفرابن شیخ خضرنجفی کتاب کاشف الغطا کےمصنف بھی ہیں۔یہی وہ سبب ہے کہ انہوں نے ہرمجتہد کو اخباری عالم اور ہراخباری عالم کومجتہدہونے کی سند دے دی۔تاکہ شیخ احمداحسائی کا ایجاد کردہ شیخی مذہب آسانی سے پھیل سکے اوراس طاغوتی مذہب کوشیعہ نقاب میں چھپ جانے کا موقع مل جائے۔سنئے منتخب التواریخ میں ریکارڈ کیا گیا ہے کہ:۔

بدانکہ شیخ احمداحسائی ابن شیخ زین الدین احسائی صاحب شرح الزیارۃ وغیرآن ازتصنیفات عدیدہ استادِسیدکاظم رشتی پسرسیدقاسم رشتی ومحمدکریم خان کرمانی دراوّل امرداخل دردائرہ اہل ورع وسدادوازکسانی بودکہ باواجازہ اجتہاد دادہ بودندجمعی ازعلماءِ مثل سید

بحرالعلوم وصاحب ریاض وشیخ جعفر صاحب کاشف الغطاء۔"(منتخب التواریخ صفحہ 1118)

"یہ جان لو کہ شیخ احمد احسائی شیخ زین الدین کا بیٹا جو زیارۃ جامعہ کی شرح کا مصنف ہے اور جس نے بہت سی اور کتابیں بھی لکھی ہیں۔ اور جو کاظم رشتی اور محمد کریم خان کرمانی کا استاد تھا۔ ابتدا میں ان لوگوں میں شمار تھا جو نیک اور پرہیزگار تھے۔ اور جسے مجتہدین کی ایک جماعت نے اجتہاد کی سند (اجازہ) دی تھی۔ مثلاً مجتہد بحرالعلوم نے اور مجتہد ریاض کے مصنف نے اور کاشف الغطا کے مصنف شیخ جعفر نے۔"

(ز)۔ شیخ جعفر نجفی اخباری علما کے دشمن تھے

شیخ صاحب کا یہ کہنا کہ ہر اخباری عالم مجتہد ہوتا اور ہر مجتہد اخباری ہوتا ہے، ثابت کرتا ہے کہ شیخ جعفر دونوں مسلک کے علما کو برحق سمجھتے تھے۔ لیکن عملاً وہ اس قول کے خلاف تھے دوبارہ سنیئے کہ:۔

"دھم۔ محمد بن عبدالنبی بن عبدالصانع ،المحدث الاسترآبادی جداً والنیشابوری اباً والھندی مولداً المعروف بہ میرزا محمدؒ الاخباری ۔ شبہۂ نیست درغایت فضل ووفور علم وجامعیت اُوفنون معقول ومنقول راوکتب زیادی تصنیف کردہ۔ درروضات الجنات است کہ ہشتاد جلد کتاب تصنیف کرد۔ لٰکن مرحوم شیخ جعفر صاحب کاشف الغطاءِ تعبیر میکند از اُوبہ عدوالعلماءِ ۔ وکاغذی نوشت بمرحوم فتح علیشاہ بادشاہ (ایران) ودراُوقبائح افعال ومفاسد اعتقادات این مردرانوشت ،ونوشت میرزا محمد کہ "لَامَذْھَبٌ لَّہٗ" ۔ تولّدش روز دوشنبہ بیست ویکم ذیعقعدۃ الحرام سنہ ہزاروصدوہفتاد

وہشت بودودرحدودسنہ ہزارودویست وسی وسہ از جانب آ قاسید محمد مجاہد طباطبائی امر بقتلش صادرشد۔......واُورابقتل برسانیدند۔''(منتخب التواریخ صفحہ 700-699)

۔''دسواں ۔محمد بن عبدالنبی بن عبدالصانع جومحدِّث تھے۔ دادا کی طرف سے استرآبادی، باپ کی وجہ سے نیشاپوری اور پیدائش کی بنا پر ہندی تھے۔اُن کی حدودفراموش بزرگی اور بے انتہاعلم اور ہمہ قسم کے علوم کے مجسمہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہےاور بہت زیادہ کتابیں لکھیں تھیں۔کتاب روضات الجنات میں لکھا ہے کہ موصوف نے اَسّی جلدیں کتابوں کی تصنیف کی تھیں۔لیکن اس علم وفضل وبزرگی اور خدمتِ دین کے باوجود شیخ جعفرکتاب کاشف الغطاءِ کے مصنف نے میرزا محمد اخباری کوعلما کا دشمن قراردیا۔اورایران کے شیعہ بادشاہ فتح علیشاہ کوایک درخواست بھیجی جس میں میرزامحمد اخباری پرفساد انگیز اعتقادرکھنے اور بداعمالی کی تہمت لگائی اور یہ بھی لکھا کہ میرزامحمداخباری کا کوئی دین ومذہب نہیں ہے۔میرزامحمداخباری ماہ ذیقعدکی اکیس تاریخ1178ھ میں پیدا ہوئے تھےاور1233ہجری کےحدودمیں آقا سید محمد مجاہد طباطبائی نے اُس اخباری عالم کوقتل کرڈالنے کافتویٰ صادرکیا.... اورانہیں قتل کردیا گیا۔''(منتخب التواریخ صفحہ 700-699)

یہ تھے مذہب حقہ اثنا عشریہ کے حقیقی عالم ومحدث وفقیہ جن کو محدث اوراخباری ہونے کے جرم میں تہمتیں لگا کرقتل کرایا جاتارہا۔اور یہ تھے ڈھکوی مجتہد جو قتل کافتویٰ دیتےاورقتل کراتے چلے آئے۔اور یہ تھےمسٹرڈھکوجوکہتے ہیں کہ اخباری

علما برحق مانے جاتے رہے۔ اوراپنی شہادت میں جن لوگوں کو پیش کرتے ہیں وہ سر سے پیرتک سفاک تھے ظالموں کی طرح اُن لوگوں کوقتل کراتے رہے جوقرآن وحدیث کے علاوہ نہ اجتہاد کو مانتے تھے، نہ مجتہد کو دین دار سمجھتے تھے، نہ کثرت کا یعنی اجماع کا فیصلہ دین کا فیصلہ سمجھتے تھے، نہ عقلی تک بندیوں کو حدیث وقرآن کے سامنے کوئی مقام دیتے تھے۔ اُن کا دین وایمان واعتقاد کلام اللہ اورکلام معصومینؑ پر قائم تھا وہ ہرحکم وفیصلہ کلام اللہ وکلام معصومؑ سے صادر کرتے تھے۔ مومنین خود فیصلہ کریں کہ وہ نظام اجتہاد کے اجتہادی مسائل اوراجتہادی مذہب کو مذہب شیعہ سمجھتے ہیں؟ یا کلام اللہ یا کلام معصومؑین کو دین حقہ اثناعشریہ سمجھتے ہیں؟ اثناعشری کےتو معنی ہی بارہ آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے کلام اور فرمان پر ایمان لانے اورعمل کرنے کے ہوتے ہیں۔ یہ موسمی اجتہاد کے احکام تو ہر مجتہد کے ساتھ دفن ہوجاتے ہیں (مات المُفتی مَات الفتویٰ) اورشیاطین کی طرح ڈھکوی علما بارہ نہیں بارہ سو کے قریب گزرے ہیں۔ نہ اُن کے احکام کا احادیث وآیات میں تذکرہ ہے نہ ہماری احادیث میں کسی اجتہادی حکم کی اجازت ہے۔ بلکہ اجتہاد ومجتہد اوراجتہادی احکام واضح احادیث میں حرام کاری اورحرام ہیں اورلاکھوں احادیث میں سے ایک حدیث بھی ایسی پیش نہیں کی جاسکتی جس میں قرآن وحدیث کے آیات واحکام میں اجتہاد کی اجازت ہو یا اجتہاد کی تعریف کی گئی ہو یا کسی مجتہد کی اطاعت واجب ہو۔ یہ تو ایک فریب ہے ایک ہزار سال سے شیطانی دھوکہ اورسازش ہے۔

(ح)۔ کتاب الاستبصار میں مجتہدانہ اضافے

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ ہماری حدیث کی باقی ماندہ چار کتابیں ایسی ہیں جو امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت کے زمانہ میں تیار کی گئی تھیں اور چار چھ ہزار کتابوں میں سے چند ہزار حدیثیں فقہی مسائل کی ترتیب سے پیش کی گئی تھیں۔ تاکہ روزمرہ کے اعمال وعقائد مختصراً ایک جگہ جمع مل جائیں۔ اِن کتابوں کے علاوہ کم ازکم اَسی ہزار (80,000) قدیم کتابیں علامہ سید مرتضٰی کے گھریلو کتب خانہ میں جمع ہوئیں اور وہاں سے ایسی غائب ہوئیں کہ صرف سُنّی شیعہ ریکارڈ میں کہانی رہ گئی اور کتابیں نظام اجتہاد اور دشمنان اسلام کی بھینٹ چڑھ گئیں۔ اور پھر اُن میں بھی طرح طرح کے اضافوں کی گنجائش نکالی گئی۔ کافی میں کم سے کم گنجائش ملی، الفقیہ میں بھی گنتی کے اضافے ہوئے۔ مگر علامہ طوسی رضی اللہ عنہ کی تیار کردہ کتابوں (الاستبصار اور تہذیب الاحکام) میں تو ہر دو چار حدیثوں کے بعد علامہ طوسیؒ کے نام سے مختلف عبارتیں لکھ لکھ کر، احادیث کے مفاہیم کو بدلنے، مشکوک کرنے اور نظام اجتہاد کو داخل کرنے کی مسلسل کوشش ملتی چلی جائیگی۔ مثلاً تشہد پر پانچ احادیث کے بعد لکھا گیا کہ:۔

''فالوجه فی هٰذا الخبر انّ نفی الوجوب انماتوجه اِلٰی مازادعَلَی الشهادتین لِانَّهُ مُستحب ولیس بِوَاجبٍ مثل الشهادتین۔'' (الاستبصار جلد اول کتاب الصلوۃ۔ باب وجوب التشهد واقل مایجزی منہ) (صفحہ 342 طبع نجف)

''اس پانچویں حدیث میں جو کچھ کہا گیا اس کی وجہ یہ بتانا ہے کہ نماز کے تشہد

اَشھد ان لااِلٰہ اِلّا اللّٰہ واَشھد انَّ محمدًارسُوْلُ اللّٰہ کےعلاوہ جوکچھ زیادہ پڑھا جاتا ہے وہ مذکورہ دونوں شہادتوں کی طرح واجب نہیں ہے بلکہ وہ مستحب ہے۔''

اس اضافہ سے یہ مقصد ہے کہ اگرتشہد میں'' اشھد اَنّ عَلِیًّا وَلی اللّٰہ'' پڑھا جائے تو اسے واجب نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ ایک فالتو چیز ہے جس کو نہ پڑھنے سے نماز مکمل اور صحیح ہوجاتی ہے۔اس پر بحث تو ہماری کتاب ''فاروقی شریعت اوراسلامی کلمہ ونماز'' میں ملاحظہ فرمائیں جہاں ڈھکویت کی کمرتوڑ کررکھ دی گئی ہے۔ یہاں تو یہ دیکھئے کہ ہم اس عبارت کو کیوں کرڈھکوی اضافہ کہتے ہیں:۔

اوّل یہ نظام اجتہاد کے شیطانی گروہ نے اسلامی الفاظ میں ردوبدل کرنے کے مختلف طریقے اختیار کئے ۔مثلاً قرآن وحدیث کہنے کے بجائے انہوں نے یہ واجب کرلیا کہ اس گروہ کا ہرفرد جب منہ سے بولے یاقلم سے لکھے **تو کتاب وسنت** لکھا کرے گا۔تاکہ یہ پتہ نہ چلے کہ اُن کے ذہن میں کون سی کتاب ہے؟ توریت بھی کتاب اوراللہ کی نازل کردہ کتاب ہے، زبوروانجیل بھی کتابیں ہیں ،کتاب وہ بھی ہے جس کا ذکرقرآن (بقرہ2/79) نے کیا ہے جو ڈھکوی گروہ الہامی کتابوں میں سے انتخاب کرکے لکھتا چلا آیا اوراسے بھی کتاب خداوندی کہتا اوردولت بٹورتا رہا۔ پھر یہ پتہ نہ چلے کہ وہ کس کی سنت پرعمل کریں گے؟ آیا سنتِ فراعنہ یا خوداپنے بزرگ مجتہدین کی سنت پرچلیں گے؟ اسی طرح یہ لوگ لفظ حدیث نہیں لکھنا چاہتے۔ بلکہ حدیث کی جگہ خبر کہتے اور لکھتے ہیں تاکہ خبر دینے والے کو فاسق کہہ کر حدیث کورد

کردیں۔اسی اصول کے ماتحت اِن لوگوں نے ہمارے علمائے محدثین کواخباری نام دیا تھا۔لہٰذا اس عبارت میں ہو یا کہیں اور، حدیث کو خبر لکھا گیا ہو، اُسے مجتہد کی کرم فرمائی سمجھنا چاہیئے۔حدیث کی عبارت میں کہیں لفظ خبر لکھا ہوا ملے یا حدثنا کی جگہ کہیں اخبرنا لکھا ہوتو اُسے بھی کسی مجتہد ناشر کی کارستانی سمجھنا لازم ہے۔

دوم یہ کہ اُس پانچویں حدیث میں نہ کسی اور حدیث میں نہ وہ مقصد ہے نہ وہ الفاظ ہیں جو اس اضافہ میں کہا گیا ہے۔لہٰذا یہ شیطانی وحی سے اس اضافہ کنندہ کو معلوم ہوا کہ دو شہادتیں واجب ہیں اور باقی واجب نہیں ہے۔ہم اس عبارت کو کسی انسان کے منہ سے نہیں مانتے۔ہمیں تو قال رسولؐ اللہ یا قال معصومؑ کے ساتھ عبارت درکار ہے۔اسی لئے کہا تھا کہ ڈھکوی گروہ سے بات بات پر کلام اللہ یا کلام معصومؑ طلب کروگے تو اس کی بکواس بند ہوجائے گی۔

پھر سوم یہ کہ علامہ طوسی رضی اللہ عنہ نے جو عنوان قائم کیا ہے اور جس کا ہم نے حوالہ دیا ہے اور جس کی پانچویں حدیث کے بعد یہ اضافہ کیا گیا ہے اس سے بھی اس اضافہ کا تعلق نہیں ہے۔ذرا عنوان کو سمجھ لیں۔

باب۔"وجُوبُ التَّشَهُّدُ وَاَقَلُّ مَایَجْزِی مِنہُ۔"

''وہ باب جس میں تشہد کا واجب ہونا اورواجب تشہد میں سے **کم ازکم کس قدر جائز (اورقبول) ہے۔''** بیان کیا جائیگا۔

اس عنوان کو دیکھتے ہی یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ شیخ طوسی رضی اللہ عنہ کے

نزدیک تشہد ہر نماز میں واجب ہے۔ اور وہ جو احادیث لائیں گے وہ سب نماز میں تشہد کے واجب ہونے پر مشتمل ہوں گی اور ساتھ ہی یہ بتائیں گی کہ ایک نمازی چھوٹے سے چھوٹا تشہد کیا اور کتنا پڑھے؟ تاکہ اُس کی نماز جائز ہو جائے۔ لہٰذا اس پورے باب میں جو تشہد کم ازکم جائز ہے اُس میں دو شہادتیں ہیں۔ یعنی وحدانیتِ خداوندی اور رسالت محمدؐی کا اعلان کر لینا چھوٹے سے چھوٹا تشہد ہے۔ اور اتنا مختصر تشہد پڑھ لینے سے نماز قبول کی جاسکتی ہے۔ یعنی تشہد کے واجب حکم میں سے کم ازکم یہ دو شہادتیں ہیں۔ ورنہ ابھی حقیقی اور پورا واجب تشہد باقی ہے۔ جسے اضافہ کرنے والا شیطان مستحب کہہ کر فضول قرار دیتا ہے۔ اور رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واجب اور واضح حکم کی خلاف ورزی کراتا چلا آتا ہے۔ فرمایا گیا تھا کہ:۔

۔''جو شخص لاالٰہ الااللّٰہ اور محمدؐ رسول اللّٰہ کہے اس پر لازم ہے کہ وہ ساتھ ہی بلافاصلہ علیؑ ولی اللّٰہ بھی کہے۔''

لہٰذا نوٹ کریں کہ تشہد کے اس عنوان میں اگر کہیں ایسا لفظ آجائے جس سے تشہد کو سنت کہا جائے ؛ یا جس سے بلا تشہد نماز جائز معلوم ہونے لگے وہ تمام مواقع ، الفاظ وعبارات ناشر ومجتہد کا اضافہ ہے۔ اور قدم قدم پر علامہ طوسیؒ کی کتاب الاستبصار میں اضافہ اور مجتہدانہ رائے موجود ہے۔

(ط)۔ <u>شیعہ کتابوں میں اضافہ اور فریب سازی کی بدترین مجتہدانہ مثال</u>

(1)   اس جگہ ہم مذکورہ بالا اور ڈھکو کے پسندیدہ مجتہد شیخ جعفر نجفی کے بھی استاد کا

ذکر کریں گے۔ اور دکھائیں گے کہ عوام کو فریب دینے کے لئے کس طرح جاہل گروہ مجتہد بنتا اور بناتا رہا ہے۔ اور کس طرح جھوٹی باتیں کر کے عوام کو اور خود اپنے مجتہد گروہ کو دھوکہ دیتا اور کتابوں میں اضافہ کرتا رہا۔ چونکہ یہ حوالہ کافی طویل ہے اور عوام فارسی عبارت پڑھتے بھی نہیں۔ اس لئے ہم اہم ترین مطالب کی فارسی لکھیں گے ورنہ چیلنج کے ساتھ صحیح ترجمہ پیش کریں گے۔ تا کہ مجتہد گروہ اگر چاہے تو کتاب قصص العلما سے مقابلہ کر کے حق کو قبول کر لے۔

''عالم جلیل القدرودرسمو شان ورفعت مکان، غنی عن البیان وسرآمدِ علماء آن زمان'' ....وغیرہ۔ ودیباچہ رابا سم خودقرار دادہ ودونفر مصدق ہم پیدا کردہ ودرخدمتِ شیخ شہادت داد ندکہ این کتاب از تالیفات اُواست واُوقوۃ مستنبطہ دارد................ شیخ اجازہ اُورانوشت۔ وبواسطہ تصدیقِ شیخ دوسہ نفر دیگراز فقہائے کربلا ونجف اجازہ اُورانوشتند۔'' وغیرہ

قصص العلما میں دسویں نمبر (یعنی ''ی'') پر علامہ شیخ محمد حسن نجفی کا تذکرہ شروع کیا ہے۔ اور کافی دور تک تال اور سُر میں اُن کی مدح خوانی اور غپ شپ لکھی ہے۔ پھر لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے بہت سے شاگردوں کو مجتہد بنایا اور اجتہاد کی سند (ڈگریاں) دی۔ چنانچہ اُن کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد نے ایک چال چلی اور شیخ جعفر نجفی کے ایک غیر مشہور شاگرد کی بہت عمدہ لکھی ہوئی کتاب اڑالی اور اس میں اپنے نام سے دیباچہ (Foreword) لکھا۔ اور اس زمانہ کے مندرجہ بالا سب سے بڑے عالم اور تمام شیعوں کے راہنما شیخ محمد حسن نجفی کے سامنے کتاب پیش کی۔

دو عالم بھی گواہی دینے اور تصدیق کرنے کے لئے پیش کر دیئے۔ جنہوں نے کہا کہ یہ کتاب اسی کی لکھی ہوئی ہے۔ اور یہ کہ وہ خود ساختہ مجتہد اجتہاد کی قدرت اور قابلیت رکھتا ہے۔ اور وہ سارے زمانہ کا عالم یقین کر لیتا ہے۔ نہ امتحان لیتا ہے نہ خود ساختہ مجتہد سے ایک لفظ دریافت کرتا ہے۔ کتاب کو دیکھ کر اور گواہوں کی باتیں سن کر اُس کے لئے اجتہاد کرنے اور مجتہد بن کر شیعوں سے تقلید کرانے کی لمبی چوڑی سند لکھ دی۔ اور نجف اور کربلا کے دو تین اور پکے اور قدیم مسلمہ مجتہدوں نے بھی بلا امتحان بلا تحقیق شیخ صاحب کی دی ہوئی سند کو دیکھ دیکھ کر اُن کی تصدیق کے لئے اس جاہل آدمی کو الگ اور شیخ سے بڑی بڑی سندات لکھ کر دے دیں۔

تا کہ وہ شیعوں پر جانشین رسولؐ اور آئمہ علیہم السلام بن کر انہیں مذہب کے عقائد اور احکام سکھا تا رہے۔ اور مسٹر ڈھکو کے نظام کو خوب چاروں طرف پھیلاتا اور شیعوں کو گمراہ کرتا چلا جائے۔ یہ سن رکھو کہ یہاں ہندو پاک میں کوئی شخص اُن میں سے نہ مجتہد ہے نہ انہیں اس نصاب کے پڑھنے کا موقع ملا ہے جو شیطان نے تیار کر کے دیا تھا اور جس کو مکمل کرنے میں اس وقت بیس سال لگتے ہیں جب کہ مجتہد کے گھر میں پیدا ہو مادری زبان عربی ہو۔ جن لوگوں کے آباواجداد نے ان پڑھ رہ کر لوگوں کے پیر دبا کر لوگوں کے حقّے بھر کر زندگی گزاری ہو اور کسی رئیس کی مدد سے بچہ کو مفعول بنا کر دینی مدرسہ میں بھیج دیا ہو وہ نجف میں تین چار سال نہیں چالیس سال بھی رہے تو مجتہد کا نصاب سمجھنے سے قاصر رہے گا۔ یہ چاروں طرف پھیلے ہوئے یار محمدی نام نہاد مجتہد تو

کورے لٹھ ہیں۔ انہیں تو بیس سال سے ہمارا یہ چیلنج پکار رہا ہے کہ آؤ یا ہمیں بلاؤ اوراصول فقہ پر سب سے بعد کی اور آسان ترین کتاب قوانین الاصول کا ایک صفحہ بلا زیرزبر کی غلطی کے پڑھ کر سناؤ جن کا فیصلہ مانو انکو ساتھ لاؤ۔ پھر ہمارے مقرر کردہ اُسی صفحہ کی اردو میں تفصیل بیان کردو۔ دوسورو پیہ انعام اور ہم سے اجتہاد کی سند لے لو۔ قارئین سنیں کہ یہ کتاب ایک مجتہد کی سند کیلیئے با قاعدہ یاد ہونا اور مندرجہ قوانین کو بے روک بیان کرنا اور سمجھانا لازم ہے۔ اور ایسی اور اس سے مشکل دس کتابیں اور ضروری ہیں۔ الغرض اگر یہ چاہیں تو ہم انہیں اور ان کے اوّلین بزرگ کو اجتہاد کے ایسے اسباق پڑھا سکتے ہیں جو اِنہیں ابلیس کے معیار پر پسندیدہ مجتہد بنادیں۔

(2) اب شیخ جی کی دوسری حماقت اور نظام اجتہاد کی حالت ملاحظہ ہو

''شیخ در مجلس درس روزی نسبت قولی بصاحب حدائق (الناضرہ) داد۔ در آن مجلس یکی از تلامذہ کہ عباس قمی داماد حاجی ملا محمد جعفر استر آبادی بود، گفت در حدائق خلاف این سخن مذکور است شیخ فرمود کہ فردا کتاب حدائق آوردہ باش ۔ وعقدی درین باب منعقد ساختند ۔ ملا عباس بخانہ رفتہ ودر کتاب خودرا دہ زدوآنچہ حدائق کہ درنزد طلاب بود گرفتہ وآں عبارت رادر حاشیہ نوشتہ صباح کتاب خودرا آوردہ شیخ ملاحظہ نمود کتاب دیگر خواست نیز چنیں بود چند کتاب دیگر'' آوردند ہمہ بدان منوال بود آخر الامر شیخ ملتفت شد کہ چرادر ہمہ کتابھا در حاشیہ نوشتہ شدہ؟ پس کتب قدیمہ خواست معلوم شد کہ ملا عباس جعل کردہ بود۔'' (قصص العلماصفحہ 103-104)

ہوا یہ کہ ایک روز جناب شیخ محمد حسن نجفی اپنے شاگردوں کے انبوہ میں درس دے رہے تھے۔ درس کے دوران شیخ نے علامہ یوسف اخباری کی کتاب حدائق الناضرہ کا حوالہ دیا تو حاجی ملا استر آبادی کے داماد نے جو خود عالم و مُلا عباس قمی تھا، جسے قصص العلما کے مصنف نے شاگرد بھی لکھ مارا ہے، نے اعتراض کیا اور شیخ محمد حسن سے کہا کہ آپ نے غلط حوالہ دیا ہے یعنی اس پورے انبوہ کو فریب دینا چاہا ہے۔ اسلئے کہ کتاب حدائق الناضرہ میں تو آپکے بیان کے خلاف لکھا ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ شیخ صاحب سینکڑوں علما اور طالب علموں کے مجمع کے روبرو بڑے ذلیل ہوئے ہونگے۔ مگر کوئی اور علاج نہ سوجھا تو ملا عباس قمی سے عہد لیا کہ کل کو وہ کتاب حدائق الناضرہ لاکر دکھائے۔ درس برخاست ہوا عباس قمی صاحب گھر آئے اپنے گھر والی کتاب حدائق الناضرہ میں اضافہ کر کے منشا کے مطابق بنایا۔ اور چونکہ وہ ایک شاگرد نہ تھا بلکہ شیخ کے تمام شاگردوں کا محبوب و مخدوم تھا اور سب ان کے اشاروں پر چلتے تھے۔ اس لئے گھر بیٹھے ہی جتنے نسخے حدائق الناضرہ کے طالب علموں کے پاس تھے سب منگا لئے اور سب میں متعلقہ اضافہ اور حاشیہ لکھ دیا صبح کو اپنے والی کتاب لے کر درس میں پہنچا۔ شیخ نے وہ مقام دیکھا حیران ہوا شاگردوں سے کہا کہ دوسرا نسخہ لاؤ۔ چنانچہ ایک شاگرد ایک جلد لایا جس میں کُل اضافہ ہو چکا تھا۔ شیخ نے اسے بھی پڑھا اور کئی ایک نسخے یکے بعد دیگرے شاگردوں سے منگا منگا کر پڑھے سب میں وہی اضافہ شدہ عبارت موجود تھی۔ آخر شیخ جی جاگے اور سوچا کہ کیوں ان تمام کتابوں میں یہ مضمون

حاشیہ پر لکھا گیا ہے؟ لہٰذا پھر شیخ نے قدیم نسخہ منگوایا تو معلوم ہوا کہ علامہ عباس قمی نے جعلسازی کی تھی۔ (یہ سب کچھ صفحہ 103 سے صفحہ 104 تک لکھا ہوا ہے)

قارئین سوچیں کہ بقولِ ڈھکو اور بتحریر قصص العلما ملت شیعہ کی قیادت کیسے جاہل لوگوں کے ہاتھوں میں رہی؟ اور یہ حال ان مجتہدوں کا ہے جن کو عالم جلیل لکھا گیا۔ جنہیں اپنے زمانہ کے تمام مجتہدین کا سرآمد بتایا گیا۔ جسے ہر مدح وثنا اور بیان سے مستغنی کہا گیا جسے ریاست امامیہ کا رئیس قرار دیکر فقیہ اور نبیہ قرار دیا گیا۔ وہ اتنا احمق ہے کہ بلا امتحان صرف چمچوں کے کہنے سے دھڑا دھڑ مجتہد بناتا اور اجتہاد کی ڈگریاں دیتا چلا جاتا ہے۔ اور جو ایک شاگرد یا عالم کے غلط دعویٰ کی تصدیق وتکذیب کرنا نہیں جانتا۔ جسے کتاب حدائق الناضرہ بھی نصیب نہیں۔ جو ملا عباس کے دعویٰ کے وقت شاگردوں سے کتاب حدائق منگوا کر نہیں دیکھتا۔ جو عباس قمی کو کل تک کا موقعہ دیتا ہے اور جس کے تمام شاگرد عباس قمی کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ اور مجتہدین کا یہ انبوہ عباس قمی کے کتابیں منگانے کا ذکر تک نہیں کرتا۔ کوئی نہیں کہتا کہ جناب میرا نسخہ کل اُس مُلا نے منگایا تھا۔ یہ سب جعل سازی کا درس لے رہے تھے۔ پھر شیخ جی نہ عباس قمی سے باز پرس کرتے ہیں نہ اس جعل سازی پر کسی کو سزا دیتے ہیں۔ یعنی شیخ جی نے کتابوں میں تبدیلی کرنے کا عملی سبق دیا تھا۔ وہ لوگ جانتے ہیں کہ حدائق الناضرہ کی پانچ جلدیں (اب پندرہ جلدیں ہیں) تھیں۔ اور ہر جلد میں بے شمار حاشیئے خود علامہ یوسف بحرانی نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں۔ شیخ

کو ہرگز یہ علم نہ ہوسکتا تھا کہ یہ حاشیہ کس کا لکھا ہوا ہے۔صرف ایک طریقہ تھا اور شیخ محمد حسن نجفی شیخ محمد حسین ڈھکوی کی طرح اس طریقہ سے بھی جاہل تھا۔یعنی وہ یہ بھی نہ جانتا تھا کہ یہ تحریر مُلا عباس کی ہے یا نہیں؟

یہاں یہ بھی سمجھ لیں کہ شیخ محمد حسن کے بعد تمام شیعوں کی قیادت شیخ مرتضیٰ انصاری کو ملی جن کو خاتم المجتہدین مانا گیا ہے اگر یہ صحیح ہے۔اور خاتم کے وہ معنی غلط ہیں جو قادیانی کرتے ہیں تو 1244 ہجری کے بعد ہر وہ شخص مرزا قادیانی کی طرح جھوٹا و کاذب ہے جس نے مجتہد ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔اور وہ سب لوگ کاذب و مفتری ہیں جنہوں نے آج تک یعنی ایک سو باون سال کے اندر اندر کسی کو مجتہد مان کر اس کی تقلید کی ہو۔پھر یہ نوٹ کر لیں کہ بارہویں صدی ہجری تک تمام شیعہ کتابیں قلمی تھیں اور اُن میں برابر قلمی اصلاحات اور اضافے ہوتے رہنا قطعاً ممکن تھا۔اور اس عنوان میں اضافوں کا ہونا ثابت ہو چکا ہے۔لیکن ابھی ہم جناب مجتہد مذکور یعنی شیخ محمد حسن نجفی کو دو باتیں سنا کر عنوان تبدیل کریں گے۔

(ی)۔ ناموسِ رسوؐل کی عمداً بلا ضرورت توہین

یہاں سے ملتِ شیعہ کا ایک نہایت نازک مسئلہ سامنے آتا ہے۔جس پر ہماری تحقیق و تصنیف پڑھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ علمائے حقیقی روزِ اوّل سے علیؑ و فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا کی نسل سے پیدا ہونے والی سید زادیوں سے غیر سید کا نکاح جائز نہیں سمجھتے۔اور علمائے اہل سنت و علمائے شیعہ میں وہ علما بھی گزرے ہیں جنہوں

نے ایسے نکاح کوحرام موبد (ابدی) اور گناہ کبیرہ قرار دیا۔ اور میں خود بھی ان علما کے مسلک کا پابند ہوں۔ لیکن ڈھکوی گروہ روزاوّل سے ناموسِ رسوؐل کی توہین کو اپنا مذہبی فریضہ سمجھا ہے اور جب موقع ملا اس پر عمل بھی کیا ہے۔ ہم یہاں اس بحث میں نہیں جانا چاہتے کہ ایسا نکاح کیوں حرام ہے؟

اَزْوَا جُـهٗ اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب33/6)وَمَـا كَـا نَ لَـكُـمْ اَنْ تُؤْ ذُ وْارَسُوْلَ اللّٰـهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْا اَزْ وَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَا نَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًاO (33/53)

البتہ اس قدر ضرور عرض کرتے ہیں کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات قیامت تک آنے والے مومنین کی مائیں ہیں۔ اور ایسی مائیں ہیں کہ وہ امت کے ہر فرد پر تاابد حرام ہیں۔ سوچنا یہ ہے کہ رسولؐ اللہ کی ازواج کا فطری حق تھا کہ وہ باقی عورتوں کی طرح رسولؐ کے انتقال کے بعد عدّۃ گزاریں اور جس سے چاہیں نکاح کر کے اللہ کی پیدا کردہ فطری ضرورت اور عائد کردہ فریضہ نکاح کو انجام تک پہنچائیں۔ انہیں آنخضرؐت کے انتقال کے بعد اس حق سے محروم کر دیا گیا۔ اور عذر یہ کیا گیا کہ ایسا کرنے سے رسولؐ اللہ کو اذیت یا ایذا پہنچے گی۔ پھر یہ سوچئے کہ ازواج رسولؐ نے قیامت تک زندہ نہ رہنا تھا۔ ایک خاص عمر تک زندہ رہ کر مرجانا تھا۔ پھر یہ **<u>نکاح کی ممانعت اَبَدًا</u>** کہہ کر کیوں کی گئی؟ مطلب واضح ہے کہ جن اجسام سے رسولؐ اللہ کا جسمانی تعلق رہا ان سے کسی اور کا جسمانی تعلق اللہ کی نظر میں عظیم الشان توہین ہے۔ اب یہ سوچئے کہ جس کی بیویاں مائیں ہونے کی بنا پر اُمت

کے مردوں پر حرام ہوں اُس کی بیٹیاں کون سے قاعدے سے جائز ہوں گی؟ ظاہر ہے کہ ماں حرام ہے تو ماں جائی بھی حرام ہے۔ اور چونکہ ماں جائی قیامت تک برقرار رہتی جائے گی اس لئے **تاابد** یہ نکاح گویا ماں سے نکاح ہوگا اور حرام مؤبد ہوگا۔ پھر یہ سوچئے کہ ازواج سے صرف جسمانی تعلق رہا تھا۔ اُن میں رسولؐ اللہ کا خون وگوشت وصفات وخصلت وفطرت مخلوط نہ ہوئی تھی۔ لہٰذا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ جسم تو (نکاح کیلئے) حرام ہوجائے جسے صرف مس کیا یا چُھوا تھا۔ اور وہ جسم حلال رہے جس میں رسولؐ اللہ کی صورت وشکل وشبہات وخون وگوشت وغیرہ شامل ومخلوط ہوجائے؟ جو کسی طرح جدا نہ کیا جاسکے؟ لہٰذا خاندان علی وفاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہما کی ازواج واولاد اسی حکم میں داخل ہیں جو رسولؐ اور ازواج رسوؐل کیلئے دیا گیا۔ اس لئے سیدزادی سے ابداً غیر سید کا نکاح حرام وگناہ کبیرہ رہے گا۔ رہ گیا باتیں بنانا اور اجتہادی تک بندی کرنا وہ کلام اللہ کی سند کے بغیر خود حرام ہے۔

(یا) مجتہد شیخ رسولؐ زادی سے نکاح کرنے کا خواب دیکھتا ہے، تعبیر سوچتا ہے

شیخ محمد حسن مذکور شبے درعالمِ رویا دید کہ میخواہد خدمتِ پیغمبرؐ برسد۔ پس چون بدرخانہ رسید اذن حاصل کرد باُو اذن ندادند وگفتند کہ صبر کن شیخ ہماجا یعنی بدرخانہ ایستاد وبعد از زمانی باز استیذ ان خواست اذن ندادند۔ وامر بصبر نمودند۔ دریں وقت یکی از خوانین کرمانشاہ کہ شیخ اُورامیشناخت وارد شد وبی اذن داخل خانہ پیغمبرؐ شد۔ شیخ تعجب کرد کہ مدّتیست کہ مرا راہ نمیدادند وایں مرد کہ ازاکراد است بے اذن داخل شدہ

است ۔ آن شخصی کہ درآنجا بود در جواب گفت کہ حضرت فاطمہؑ در خدمت پیغمبرؐ نشستہ است بدیں سبب تو را راہ نہ دادند۔ و این خان بسبب نسبت با فاطمہؑ محرم بود بے اذن رفت ۔ پس شیخ در صباح آں روز دختر آقا سید رضا را تزویج نمود و نوادۂ بحر العلوم بود تا با صدیقۂ کبریٰ فاطمہ زہراؑ محرم باشد۔'' (قصص العلما صفحہ 104)

شیخ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔ جیسے ہی شیخ رسولؐ اللہ کے درِ دولت پر پہنچا اندر جانے کی اجازت طلب کی تو اُسے اجازت نہ ملی۔ اور کہا گیا کہ ابھی ٹھہرو۔ کچھ دیر بعد پھر اجازت مانگی پھر بھی ٹھہرے رہنے کا حکم ملا۔ اتنے میں کرمان کے رئیسوں میں سے ایک خان جسے شیخ پہچانتے تھے وہ سیدھا بلا کسی اجازت و بلا تکلف آنحضرتؐ کے مکان میں چلا گیا۔ شیخ کو بڑا تعجب ہوا اور یقیناً غصہ بھی آیا ہوگا۔ اسلئے تفتیش شروع کی تو دروازہ کے نگہبان نے کہا کہ رسولؐ اللہ کے پاس جناب فاطمہؑ بیٹھی ہیں اسلئے تمہیں روکا گیا۔ اور جسے تم کُرد قوم کا گھٹیا آدمی خیال کرتے ہو وہ اسلئے بے دھڑک باریاب ہوا کہ حضرت فاطمہؑ سے (معاذ اللہ) سسرالی رشتہ ہے۔ چنانچہ وہ جنابؑ اسکی محرم تھیں۔ شیخ خواب سے بیدار ہوئے اور صبح ہوتے ہی سیدھے کسی اپنے ہم خیال مجتہد سید کے پاس پہنچے جس کا نام آقا رضا تھا اور جو کسی بحر جہالت کا نواسہ ہوتا تھا، اسکی لڑکی سے بیاہ رچا لیا۔ نہ ھینگ لگا نہ پھٹکڑی (معاذ اللہ) حضرت فاطمہؑ کے محرم بن بیٹھے۔ یہ تھے شیخ محمد حسن اور وہ ہیں جناب شیخ محمد حسین جنھوں نے سرگودھا میں ایک اور خان کی شادی ایک سید

زادی سے کرائی تھی ۔اورمولانا حامد علی سُنی نے پورے ایک ماہ تک ڈھکو صاحب کی مذمت کی تھی ۔اوراس فعل حرام پر تنبیہ کا لکچر جاری رکھا تھا۔اورسرگودھا کے تمام شیعوں نے ڈھکو پر مجالس میں لعنت کی تھی ۔سرگودھا کا بچہ بچہ شیعہ سُنّی سب اس حادثہ سے واقف اورمتنفر ہیں ۔اوراسی قسم کی حرکتوں پر ڈھکو صاحب کو دارالعلوم محمدیہؐ سے رخصت ہونا پڑا تھا۔ورنہ یہ یزید پرصلواۃ بھی پڑھوا کر چھوڑتا۔

(یب)۔ مجتہد حضرات کیسی نماز پڑھتے ہیں؟

بس یہ آخری بات سنانے کے بعد ہم عنوان بدل رہے ہیں۔قصص العلما کا مصنف چشم دید نماز کا حال سناتا ہے کہ:۔

''شب را در مسجد شیخ طوسی کہ شیخ محمد حسن نماز میکرد حاضر شدم ودر جنب شیخ ایستادم ونماز مغرب را باُو اقتدا کردم ۔ ومسئلہ ہم درمیانِ راہ واقع شد کہ حائض بعدازطہارت از حیض وقبل از غسل میتواند داخل مسجدِ کوفہ شود ومکث نماید یانہ۔خواستم ازاُوسوال نمایم ۔ چوں طریق نماز شیخ را دیدم شیطان بمن وسوسہ کرد کہ نماز بایں سُرعت چرا باید از شیخ صادر شود۔ سیما اینکہ بعدازسجدہ آخر بلافاصلہ کہ خواست سراز سجدہ بردارد تسبیح رابرداشت وبآن تسبیح ملاعبہ میکرد ۔تاتشہد وسلام گفت......... درمیان علماءِ آن زمان سہ(۳)قسم نماز مشاہدہ کردم- یکی نماز یکہ شیخ محمد حسن میکرد کہ درصورت پست تر ازآں نماز ہا بود۔ دوم وسط مانند نماز استادم آقا سید ابراہیم ۔سوم نماز آقا سید محمد باقر حجۃ الاسلام کہ اعلیٰ بود۔'' (قصص العلما۔صفحہ 105)

میں ایک رات نجف اشرف کی اُس مسجد میں نماز کو گیا جو شیخ طوسی (رضی اللہ عنہ) کی مسجد کہلاتی ہے۔ اور جہاں اس وقت شیخ محمد حسن نجفی نماز جماعت پڑھایا کرتے تھے۔ میں اُنکے پہلو میں کھڑا ہوا اور نماز مغرب اُنکے پیچھے پڑھی۔ جب میں راہ میں چلا آ رہا تھا تو یہ ارادہ بھی ہوا تھا کہ شیخ محمد حسن سے یہ مسئلہ بھی معلوم کروں گا کہ کوئی عورت مسجد کوفہ میں ایسی حالت میں داخل ہو کر قیام کر سکتی ہے یا نہیں۔ جب کہ وہ حیض سے فارغ ہو چکی ہو مگر ابھی غسل نہ کیا ہو؟ بہر حال جب نماز کے دوران میں نے شیخ جی کو جلدی جلدی سٹاپٹ نماز پڑھتے دیکھا تو شیطان نے مجھے اس بے ڈھنگی نماز کے متعلق وسوسے میں ڈال دیا۔ لیکن میں جلد ہی سنبھل گیا اور شیخ کی عقیدت نے مجھے سہارا دیا۔ بہر حال اُس وقت میں نے سوچا تھا کہ اتنے بڑے عالم کی اس قدر گھٹیا نماز کیا معنی رکھتی ہے؟ حد ہو گئی کہ جب شیخ آخری سجدے سے سر اُٹھانا چاہتا تو اِدھر سر اٹھاتا اور اُدھر مصلے پر سے تسبیح اُٹھا کر اس سے کھیلتا رہتا۔ اور اسی کھیل کی حالت میں تشہد اور سلام پڑھ جاتا۔ میں نے نماز عشا بھی اُنکی اقتدا میں پڑھی۔ بات یہ ہے کہ اس زمانہ کے علمائے شیعہ تین قسم کی نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ ایک تو یہی زیر گفتگو شیخ محمد حسن والی بظاہر بہت پست درجہ کی نماز تھی۔ دوسری قسم کی نماز درمیانی تھی جو مجتہد ابراہیم صاحب پڑھا کرتے تھے۔ تیسری قسم ذرا اعلیٰ درجہ کی تھی۔ اور اُسکی مثال میں حجۃ الاسلام سید محمد باقر کو پیش کیا جا سکتا ہے۔'' (قصص العلما صفحہ 105)

اسکے بعد قصص العلما کے مصنف نے اپنی عقیدتمندانہ تاویلاتی بکواس لکھی

ہےاور ہیر پھیر کر شیخ محمد حسن والی نماز کو رسولؐ اللہ والی نماز بنا دیا اور باقی دونوں نمازوں کو گھٹیا درجہ قرار دے دیا۔ لہٰذا اُن مقلدوں کو وہ نماز مبارک ہو جس نے رفتہ رفتہ انہیں کفار و بے دین لوگوں کے دروازہ کا بھکاری بنا کر چھوڑا ہے۔ یہ تھے ڈھکوی مجتہدین اور انکے اعتقاد و کردار کے چند نمونے۔

(7)۔ تیسری صدی کے بعد والی کتابیں بھی ڈھکوی علما غائب کرتے رہے

قارئین کرام نے مختصراً یہ دیکھ لیا کہ عہد رسولؐ سے لے کر آئمہ معصومین علیہم السلام کے گیارہویں امام علیہ السلام تک تمام کتابیں مخالف محاذ نے حکومتوں کی مدد سے ضائع کیں۔ لاکھوں احادیث کو امت کے سامنے آنے سے پہلے ہی غائب کر لیا۔ لاکھوں احادیث محمد اسماعیل بخاری ایسے محدثین کو لکھنے سے باز رکھا۔ پھر قدیم ریکارڈ کو ضائع کرنا ہی کافی نہ سمجھا بلکہ چوتھی صدی ہجری سے لے کر آج تک علمائے حقہ کی کتابوں کو ضائع کرنے اور اُن کی نشر و اشاعت کو روکنے میں پورا زور لگاتے اور ضائع کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ملت شیعہ میں ہزاروں علمائے حقیقی گزرے اور کسی نے بھی دس بارہ کتابوں سے کم نہ لکھیں۔ بعض علما نے کئی کئی سو کتابیں ملت شیعہ کے لئے لکھیں اور ورثہ میں چھوڑیں۔ برابر ان کتابوں کے نام اور فہرستیں شیعہ سنی علما کے یہاں تیار ہوتی چلی آئیں۔ لیکن آج اُن دونوں مذاہب کے علما کی فہرستوں میں کتابوں کے ہزارہا نام اور مصنف تو ملتے ہیں مگر وہ کتابیں دنیا میں موجود نہیں ہیں۔ اُن ہزاروں کتابوں کو آتش اجتہاد نے جلا کر فنا کر دیا۔ ذرا سوچو اور اس گروہ کے کسی

ڈھکو سے پوچھو کہ تم جناب علامہ صدوق رضی اللہ عنہ کو اپنا پسندیدہ عالم کہتے اور لکھتے ہو۔ بتاؤ اُن کی لکھی ہوئی تین سو (300) کتابیں کہاں گئیں؟ تم جناب علامہ شیخ مفید رضی اللہ عنہ سے دشمنی نہیں رکھتے۔ انہیں سب سے پہلا اور صاحب کرامات مجتہد لکھتے ہوئے فخر کرتے ہو۔ بتاؤ اُن کی تصنیف کردہ دوسو کتابوں کو کون کھا گیا؟ یہ دونوں حضرات چوتھی صدی کے علما تھے ان کو مجتہد گروہ بھی مانتا ہے مگر سوال وہی ہے کہ مجتہدین حضرات لکھ پتی ہوتے ہوئے؛ اپنے زمانہ کی حکومتوں کو اپنے اشاروں پر نچاتے ہوئے، کیوں ان پانچ سو کتابوں کو شائع نہ کر سکے۔ اُن سے پوچھو کہ سید مرتضٰی علم الھدٰی بھی تو تمہارے ابوالابا تھے۔ بقول تمہارے وہ احادیث کے ساتھ وہی سلوک کرتے تھے جو تمہارے مذہب میں ضروری ہے۔ اُن کی اپنی دوسو کتابیں اور اُن کے کتب خانے میں جمع کردہ اَسی ہزار (80,000) کتابیں کس مجتہد کے قبرستان میں دفن کی گئی تھیں؟ پھر یہ بھی معلوم کریں کہ عبداللہ بن ابی زید احمد بن یعقوب بن نصر الانبازی رضی اللہ عنہ کی مصنفہ ایک سو اکتالیس (141) کتابیں کہاں ہیں؟ یہ بھی تو چوتھی صدی کے نصف تک عرب میں پھیل چکی تھیں اور علامہ مذکور نے 356 ہجری میں وفات پائی تھی۔ علامہ طوسی رضی اللہ عنہ (وفات 460 ہجری) کی کتاب استبصار اور تہذیب کے علاہ بیاسی کتابیں کون کھا گیا؟ علامہ رضی رضی اللہ عنہ کی کتاب نہج البلاغہ اور چار پانچ دوسری کتابوں کے علاوہ باقی کتابوں کا ڈھیر کون نگل گیا؟ اسی غارت گری اور مجتہدانہ غبن کا شکار ہونے والی وہ کتابیں بھی ہیں جو حضرت علامہ محسن

فیض کاشانی رضی اللہ نے گیارہویں صدی شروع ہونے سے پہلے پہلے دوسو کی تعداد سے بڑھادی تھیں۔ دور کیوں جایئے؟ زمانہ حال کے کتب فروشوں کی فہرستیں منگا کر دیکھئے۔ پچھلی تمام کتابوں کے نام اُن میں نہ ملیں گے۔ کشف الاسرار کہیں کہیں کتب خانوں میں مل سکتی ہے۔ لیکن تابہ کے؟ اس کو کوئی سرمایہ دار شائع نہیں کرتا، کوئی مجتہد نہیں چاہتا کہ اس کے ابلیسی چہرہ سے نقاب ہٹ جائے اور اس کے قلب میں پوشیدہ شیطانی راز واسرار پبلک تک پہنچ جائیں۔ ہاں وہ مردود وملعون کتابیں شائع کرنے کے لئے دھڑا دھڑ سرمایہ دیا جارہا ہے جو مناظرہ، مباحثہ اور منافرت کا بازار گرم رکھیں، شیعہ سنی اتحاد درہم برہم ہوتا رہے، روپیہ سمٹ سمٹ کر سرمایہ دار کی تجوری میں پہنچتا رہے۔ یہ ہے نظام اجتہاد کی اسلام دشمنی کا ننگا ثبوت۔

(8) قرآن وحدیث اور علمائے شیعہ کے قدیم وجدید ریکارڈ کو تباہ کرنیکی مستقل ترکیب

اس عنوان کا تعلق اور ثبوت نظام اجتہاد کی بنیادی پالیسی میں ملتا ہے۔ اور اس پر نظر ڈالنے کیلئے ہم اپنی کتاب ''**مذہب شیعہ، ایک قدیم تحریک وہمہ گیر قوت**'' سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں۔ تاکہ اُدھر یہ واضح ہوجائے کہ ڈھکوی علما نے کس سہولت کے ساتھ قدیم وجدید کتابوں کو پبلک کے سامنے پہلے غیر ضروری قرار دیا اور پھر انہیں اِدھر اُدھر سے سمیٹ کر ضائع کرتے رہنے کا بے روک سلسلہ جاری رکھا۔ اور اِدھر یہ بھی ثابت ہوجائے کہ ہم ڈھکوی علما کی نقاب کشائی کرنے میں کب سے مصروف ہیں ملاحظہ فرمائیں ہم نے لکھا تھا کہ:۔

’’(3) مجتہدین نے اجتہاد کے مخالف ہر ریکارڈ کو مٹانے کی کوشش جاری رکھی‘‘

قارئین کرام آپ اگر آج یہ معلوم کرنا چاہیں کہ جن علمائے شیعہ نے جن مجتہدین کے خلاف اقدامات کیئے اور کتابیں لکھیں وہ کون کون علما تھے؟ تو آپ کو بڑی دقتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اسلیئے کہ جو کتابیں ان علما کے حالات اور ریکارڈ کی تھیں رفتہ رفتہ ختم ہوتی جارہی ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ کتابیں عربی اور فارسی میں تھیں۔ مجتہد نے شیعہ عوام کو جب (330 ہجری) سے مجتہد کی تقلید کا نسخہ بتایا۔ اس دن سے (عوام میں) ذاتی تحقیق کی ضرورت ختم ہوگئی۔ سوچا یہ گیا کہ ہم اپنی روزمرہ کی مصروفیات میں اُلجھے رہنے کے ساتھ ساتھ اتنی فرصت کہاں پائیں گے کہ دین کے معاملہ میں ہماری نظر و بصیرت مجتہد کے مقابلہ پر آجائے؟ لہٰذا محنت کو ضائع کرنا فضول ہوگا۔ نماز روزہ وغیرہ ہمیں یاد ہے۔ جس چیز کی مزید ضرورت ہوگی مجتہد سے معلوم کرتے رہیں گے مجتہد جو بتائے گا وہ ماہرانہ (EXPERT) رائے ہوگی جو کافی ہے۔ اس سوچ کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام نے دینی علوم سے قطعاً علیحدگی اختیار کرلی۔ اب بتایئے کہ اُس دینی ذخیرے کا کیا بنے گا؟ وہ کس مصرف میں کام آئے گا؟ جو ہمارے آئمہ علیہم السلام اور علما نے بڑی جان جوکھم اور محنت شاقہ سے تیار کرکے دیا تھا۔ لہٰذا جہالت پھیلنے کے ساتھ ہی ساتھ عربی و فارسی میں لکھی ہوئی علمی کتابوں کی ضرورت و اشاعت ایک ہی پالیسی سے رکتی چلی گئی۔ کتابیں پرانی اور بوسیدہ ہوکر گھروں میں، کتب خانوں میں ضائع ہوتی چلی گئیں۔ جب پڑھنے والے عوام الگ ہوگئے تو خریدنے والا کوئی نہ رہا،

خریدنے والا نہیں تو کتابیں شائع کون کرے؟ اور کیوں اپنا سرمایہ ضائع کرے؟ مقلدین نے گھر میں موجود کتابوں کو فروخت کرنا یا علما کو مفت دینا شروع کیا۔ یوں مفت یا اَونے پونے ہمارا دینی ذخیرہ مخالف مذاہب کے ہاتھوں میں بھی پہنچا اور ضائع کردیا گیا۔ یہ بھی ہوا کہ مجتہدین نے کسی رئیس کو اشارہ کردیا۔ اِدھر اُدھر سے جہاں جہاں سے ایسی کتاب ملی جو ڈھکوی اجتہاد کی رد میں لکھی گئی تھی جمع کرلی گئیں۔ خریدی گئیں اور یہ سمجھ کر کہ مجتہد صاحب کی لائبریری کی نظر کردی گئیں کہ ہمیں بالواسطہ فائدہ پہنچے گا۔ مگر مجتہد نے اُنکو ضائع کردیا یا آئندہ شائع کرنے کے بجائے گلنے سڑنے دیا۔ اُدھر مجتہدانہ حکومتیں بھی ایسے تمام ریکارڈ کو ضائع کرنا ضروری سمجھتی تھیں جس میں صرف قرآن اور رسولؐ کے احکام پر فتاویٰ اور احکام کی بنیاد ملتی تھی، جس میں اجتہادی اور مشاورتی احکام دینا حرام تھا۔ یہ بھی ہوا کہ کتاب شائع تو کی گئی مگر اس میں سے صفحات وابواب غائب کردیئے گئے یا عبارتوں کو بدل دیا گیا۔ مجتہدین کی اس یلغار سے مذہب حقہ کے ذخیرہ کو محفوظ رکھنے کی جان لیوا کوششوں کے باوجود ہزاروں کتابیں اُمت کے ہاتھوں سے چھین لی گئیں۔ فدا کارانِ محمدؐ وآل محمدؐ بعض کتابوں کو چُھپائے ہوئے جلاوطن ہونے پر مجبور ہوئے تاکہ غیر مسلم اقوام سے فریاد کی جائے اور جس طرح ہوسکے دین اسلام کے صحیح ریکارڈ کو محفوظ کرلیا جائے۔ بحرحال جان ومال ومتاع اور ناموس کی تباہی اس قدر لرزہ خیز نہ تھی جس قدر محمدؐ وآل محمدؐ کی تعلیمات کی تباہی خطرناک تھی۔ یہ ایک معجزہ ہے کہ نظام اجتہاد کی کوششوں اور ہزار سالہ سازشوں

اور جد و جہد اور ظلم وستم کے باوجود ہمارے پاس اس قدر سامان محفوظ رہ گیا کہ ہم آج بھی مجتہدین کو چیلنج کر رہے ہیں اور اُن سے جواب بن نہیں پڑتا۔ آج بھی علمائے حقہ کی کافی کتابیں مسلم وغیر مسلم لائبریریوں میں موجود ہیں اور ملت شیعہ کے جانفروش غربا اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر اشاعت مذہب حقہ کی فکر کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کے ڈھکوی علما تو ان باقی ماندہ کتابوں کو شائع نہ کریں گے اور اُن کی قید سے گل سڑ کر آزاد ہو جائیں گی۔ لیکن غیر مسلم اقوام انہیں حاصل کر کے محفوظ رکھنے کا ابدی انتظام کر چکی ہیں۔ چنانچہ علامہ محسنؒ کا شانی کی دوسو کتابوں میں سے اب صرف بائیس کتابیں محفوظ ہیں۔ حضرت شیخ مفیدؒ کی بھی چند کتابیں محفوظ ہیں۔ اسی طرح بہت سے دیگر علمائے حقہ کی ایک ایک دو دو ایسی کتابیں محفوظ ہیں جن سے ہم نظام ڈھکوی کی رگ حیات کاٹ رہے ہیں۔ بہر حال کہنا یہ تھا کہ ڈھکوی مجتہدین کے انتظام نے ملت شیعہ کو جس راستے پر ڈالا ہے اس راہ میں کہیں دینی کتابوں کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اُنہیں تقلید شیطانی کا ایک ایسا ٹکٹ دے دیا گیا ہے کہ اسکے بعد اب قرآن وحدیث وتفسیر وغیرہ دینی کتابوں کی شیعوں کی زندگی میں اتنی بھی تو اہمیت نہیں رہی جتنی ایک کیلنڈر اور ڈائری کی ہوتی ہے۔

اُدھر مجتہد اور سرمایہ داروں نے حبیب ومحبوب کا ایسا گٹھ جوڑ جاری کیا کہ قوم غربت وافلاس وتنزل کے گرداب میں جا پھنسی اور مصارفِ خیر اور اوقاف کے فنڈ پر نظریں جمائے، آس لگائے ہاتھ پھیلائے کھڑی ہے۔ جو کچھ دن رات کی مشقت

سے کماتی ہے وہ کہیں خمس وزکوٰۃ کے بہانے، کہیں دینی چندوں اورعطیات کی صورت میں، کہیں تعمیر مساجد اورامام بارگاہوں کے نام پر، کہیں خطیبوں اورمنبر سے ڈانس کرنے والوں کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔ دن رات محنت کشی کے باوجود بچوں کا پیٹ بھرنا؛ انہیں اُجلے کپڑے پہنانا؛ ٹیوشن کی فیس دینا اوراپنا تن ڈھانکنا مشکل ہوگیا ہے۔ بتائیے وہ دینی کتابیں کیسے اورکیوں خریدیں؟ کس طرح اس قیمتی ذخیرہ کوشائع کرائیں؟ اوراُنہیں پڑھنے کاوقت کہاں سے لائیں۔ ادھرحقیقی علمائے شیعہ نہ تو سرمایہ دارسے سمجھوتہ پرتیارہوتے ہیں نہ چندہ مانگ کرقوم کوشرمندہ اورزیربارکرنا پسند کرتے ہیں، نہ خودسرمایہ رکھتے ہیں وہ کریں تو کیا کریں؟ ہمیں علم نہیں یہ کتاب (مذہب شیعہ) شائع ہوگی یانہیں؟ شائع ہوئی تواسے پڑھنے کاوقت عوام کوملے گایا نہیں؟ اِس کے باوجود ہم اپنافرض اداکررہے ہیں۔ساری زندگی قلم اِسی رفتارسے چلاہے، بارہ گھنٹے روزانہ لکھاہے۔ اللہ وامام علیہ السلام اورقوم کے روبروشرمندہ نہیں ہوں۔ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے۔ انقلاب آرہاہےقوم جاگ رہی ہےممکن ہےکل اٹھ کھڑی ہو۔'' (کتاب مذھب شیعہ،ایک قدیم تحریک وہمہ گیرقوت صفحہ 257-255 طبع سوم 1998ء)

والسلام

سیدمحمداحسن زیدی

ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس

1976ء

التماسِ آخر!

کلام اللہ کے الفاظ میں دعویٰ۔ایک مثال

ہم اپنی گواہی میں قرآن پیش کرتے ہیں جو قطعاً اور متفقہ طور پر غیر جانب دار معجزہ خیز اور قدیم ترین گواہ ہے۔ہم علما کو مذہبِ اسلام نہیں سمجھتے۔ہم اُن سب سے خطا ممکن مانتے ہیں۔اُن کی خطائیں اُن کے قلم سے ثابت کرتے ہیں۔ قرآن کی تائید کرنے والی بات کوئی بھی کہے بے چون و چرا مانتے ہیں۔کسی انسان کو تنقید سے بلند اور مستثنیٰ نہیں مانتے۔سب کو قرآن کے ماتحت رکھتے اور جانچتے ہیں۔ ہمارا ہر دعویٰ وہی ہوتا ہے جو قرآن وحدیث میں متفقہ طور پر کیا گیا ہو۔ہمارا اپنا ذاتی کوئی دعویٰ ہوتا ہی نہیں ہے۔مثلاً ہم کہتے ہیں کہ:۔

(1)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس قرآن کے اور ہمہ قسمی دانش وحکمت کے مُعلّم تھے۔اسلئے کہ قرآن نے یہ دعویٰ کیا ہے۔(بقرہ 2/151,239)

(2)۔ اور یہ کہ قرآن کریم پوری کائنات کی ہر ہر چیز اور ہر حالت اور واقعہ کا علم اور تفصیل اپنے اندر محفوظ رکھتا اور بیان کرتا ہے۔(یوسف۔12/111)، (نحل۔16/89)،(انعام۔6/59)

(3)۔ لہٰذا ہمارے رسولؐ کائنات کی کسی گزشتہ،موجودہ اور آئندہ ہر چیز اور واقعہ کی تفصیلات سے ناواقف نہ تھے۔(نساء۔4/113)

(4)۔ اور یہی ثبوت ہے اس حقیقت کا کہ آپؐ تمام گزشتہ،موجودہ اور مستقبل میں

آنے والے افرادانسانی اور اُمتوں کے اعمال واقوال پر چشم دید گواہ بنائے گئے (نحل۔16/89) اور ہر قوم کی ہدایت پر مامور ہوئے۔(الرعد۔13/7)

(5)۔ اور اپنے مشن کو جاری رکھنے کیلئے تمام ماضی وحال و مستقبل کے علوم سے اپنی امت کے افراد کو مرصع اور تیار کیا تا کہ وہ نوع انسان کے ہر سوال کا ہر ضرورت کا حل پیش کرتے رہیں۔(بقر۔2/151,239) اور (16/43 نحل)

(6)۔ اور جنؑ حضرات کی منشا، منشائے خداوندی ہو۔(دھر۔76/30)

(7)۔ جنؑ حضرات کی ہر بات رسولؐ اللہ کی طرح وحی خداوندی کہلائے۔(نجم۔53/3-4)

(8)۔ اور جنؑ حضرات کی کسی بات میں گمراہی کا شائبہ تک نہ ہو۔(53/1-2)

(9)۔ اور یہ واجب کردیا کہ ہر سوال، ہر مسئلہ، ہر حکم اور ہر فیصلہ کلام اللہ کے الفاظ میں برقرار رکھا جائے اور جو اسکے خلاف عمل کرے وہ فاسق وظالم وکافر کہلائے۔(سورہ مائدہ۔5/44-47)

یہ ہیں ہمارے دعاوی جو کلام اللہ کے الفاظ میں موجود ہیں اور بعض ڈھکوی علما کے علاوہ تمام علما اور اُمت ان دعاوی پر متفق ہے۔اور یہی ہمارا مذہب ہے کہ اپنی پسند اور ناپسند کو، اپنے اقرار وانکار کو، اپنے افکار وکردار کو، اِن قرآنی عقائد کے ماتحت رکھیں۔بات سُنّیوں سے ہو یا شیعوں سے دونوں کو اُن حقائق کی طرف لائیں اور ان نوعدد بنیادوں پر اسلام اور اسلامی تاریخ کو استوار کریں۔ اِن حقائق کو تسلیم کر لینے کے بعد تمام ہی اختلافات دور ہوجاتے ہیں۔ ہر جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔وہ تمام فریب

کاری برہنہ ہوجاتی ہے جو ڈھکوی اقتدار وحکومت نے تاریخ وحدیث کی کتابوں کے ذریعہ ہم تک پہنچائی۔اور جومختلف زمانہ کی حکومتوں نے اپنے مؤذنوں،پیش نمازوں، قاضیوں ، عدالتوں اوراہل کاروں کی معرفت اُمت میں پھیلائی تھیں۔ یوں وہ تمام الجھاؤ صاف ہوجاتا ہے جوقدم قدم پراُمت کی ترقی واتحاد میں حارج ہوتا ہے۔لہٰذا ہر عالم پر یہ تقاضہ کیا جائے کہ وہ ان اصولوں کے مطابق بات کرے اور ہر بات پر اس سے آیت وحدیث طلب کی جائے اور ہر ثبوت پر قرآن کریم کے الفاظ کی مہر دیکھنا، ہر مسلمان اور ہر عدالت کا فریضہ ہے۔اس طرح وہ حق کے سوا دوسری بات کرنے سے روکا جاسکتا ہے ورنہ طاغوتی فریب سے نکلنا ممکن نہیں۔

عنوان نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر

	ابتدائیہ	1
(4)	نوعِ انسان پر مظالم میں مسلمان نام کے علما کا حصہ	4
(5)	اللہ و رسولؐ اور اسلام کو آڑ بنانے والے مسلمان علما؟	7
(6)	علمائے اسلام، خانوادۂ رسولؐ اور صحابۂ رسولؐ کی تباہی کے مجرم ہیں	7
(7)	قتل حسینؑ پر چھ سو علما میں سے ایک فتویٰ	9
(8)	اسلامی تعلیمات پر کبھی کسی نے اعتراض نہیں کیا	10

حصہ اول

(1)	نقاب پوش علما	13
(2)	تفرقہ اندازی کی دودھاری پالیسی	14
(3)	گڑے مردے اکھاڑ کر فروخت کرنے والا سرمایہ اندوز گروہ	16
(4)	تعلیماتِ اسلام میں باطل اور مفید مطلب تصورات کا داخلہ	19
(اول)	ختم نبوت اور اجرائے نبوت کا مسئلہ کیسے پیدا ہوا؟	20
(دوم)	قرآن نے انبیاؑ اور رسلؑ کے لئے کیا کہا؟	22
(سوم)	اللہ اور قرآن؛ انبیاؑ و رسلؑ کو کتاب کے ساتھ بھیجا کرتا ہے	23
(چہارم)	طاغوتی ادارہ کے علما نے مسلمانوں کو کیا بتایا؟	25
	قرآن کے خلاف عقائد	26
(پنجم)	شیعہ سُنّی علما کی دین فروش کتابوں کی تجارت	28
(ششم)	نشانۂ غیظ و غضب کون ہونا چاہیے؟	32
(5)	وہ علمائے شیعہ جنہوں نے شیعہ مسلّمات و عقائد کے خلاف مواد جمع کیا	37
	پہلی بات۔	37
	دوسری بات۔	38

تیسری بات۔ 40

چوتھی بات:۔ڈھکو اور مظہر کی فتنہ انگیز اسکیم اور کتابیں 41

(1) مسٹر ڈھکو سستی شہرت، دین فروشی کی آمدنی اور فرسودہ بحثوں کو ناپسند نہیں کرتے 42

(2) ڈھکو نے اپنے اور اپنے بزرگ مفسدہ پرداز علما کا سربستہ راز کھول دیا 43

(3) ڈھکو سے مناظرہ بازوں اور فتنہ پردازوں کے کارنامے سنیے 44

(4) ڈھکو کا جھوٹوں میں نمبر فتنہ وفساد کا ریکارڈ 48

(5) ڈھکو کے چند جملے جو عوام اہل سنت کو مشتعل کرتے رہیں گے 51

1۔ پانچویں بات۔ڈھکو کی نظر میں شیعہ کتابوں، راویوں، محدثوں اور علما کی پوزیشن 54

2۔ ہزارہا دردناک و بے گناہ گردن زدنی علمائے حقہ میں سے ایک مثال پڑھیے 56

(الف) قتل ہونے والے عالم کا دینی وعلمی مقام شیعہ ریکارڈ میں 56

(ج) ڈھکو کی نظر میں جو کتابیں اور جو علمائے شیعہ نا قابل اعتبار تھے 59

(1) شیعوں کی قدیم تفسیریں اور علما نا قابل اعتبار و جاہل تھے 61

(2) علامہ مجلسیؒ اور کتاب حیات القلوب کی ڈھکوی پوزیشن؟ 62

(3) علامہ کلینیؒ اور شیعوں کی معتبر ترین کتاب کافی کی ڈھکوی پوزیشن ؟ 63

(4) ڈھکو تمام احادیث، محدثین اور راویوں کو نا قابل اعتبار کہتے ہیں 66

(5) محمد باقر مجلسیؒ اور ان کی کتاب بحار الانوار کی ڈھکوی پوزیشن؟ 68

(6) کتاب کافی میں ضعیف حدیثیں بھری ہیں 69

مجتہدین کا ایک زبردست اور ہمہ گیر فریب 71

علما کون ہیں؟ علمائے امت کون ہیں؟ کیا یہ لوگ عالم ہیں؟ 72

(7) کتاب کافی پر ایک اور مصیبت ملاحظہ ہو 74

(8) کافی میں ڈھکو کو بکواس اور حماقت نظر آتی ہے 79

(الف) مسٹر ڈھکو نے کیا کہا؟ اور ہم کیا سمجھے 80

	(ب) ہم ڈھکو سے پھر متفق ہیں کہ وہ اور علماحجۃ نہیں ہیں	81
(9)	شیعہ کتابوں میں غلط ومتضاد روایات ہیں۔ کافی مصدقہ امامؑ نہیں ہے	83
(10)	علامہ ڈھکو نے نہایت چالاکی سے تمام علمائے شیعہ کی مذمت کی ہے	84
	(الف) مسٹر ڈھکو کا مذہب کیا ہے؟؟	85
	(ب) علامہ محمد حسین دل کی گہرائی میں شیخی مذہب چھپائے ہوئے ہیں	87
(11)	مسٹر ڈھکو جس طرح ہو سکے معصومینؑ کی احادیث اور علما کو غلط ثابت کرینگے	89
	(الف) مسٹر ڈھکو اور اُن کی سازشانہ کتابیں کلام اللہ وکلام معصومؑ کو رد نہیں کر سکتیں	90
	(ب) علمائے شیعہ اور کتب ہائے شیعہ کے متعلق صحیح طریقہ کار؟	91
(12)	عقد ام کلثوم کی آڑ میں تمام علمائے شیعہ کو اور ان کی کتابوں کو باطل لکھا ہے	93
	(الف) فروع کافی اور تہذیب الاحکام (علامہ طوسی) کی الگ سے پوزیشن؟	95
	(ب) قارئین کے سمجھنے اور فیصلہ کرنے کی باتیں	95
	(ج) اصل اعتراض یعنی حضرت عمر وام کلثوم پر ایک قرآنی نظر	97
	(د) ڈھکو وشیخی علما کا منہ بند کرنے والے چند سوالات	99
(13)	علامہ ڈھکو ایک زمانہ میں مومن بھی تھا	101
	(الف) شیعہ مجتہدین کے خودساختہ معاشی فرقے	105
	(ب) شیعہ علما کی دو قسمیں اور دو مکتب فکر (اخباری اور اصولی)	106
	(ج) انکار حدیث اور انکار اجتہاد ڈھکو کو ناپسند تھے	107
	(د) کتب اربعہ لکھنے والوں کی مدح وثنا ڈھکو کے قلم سے	108
	(ہ) حدیث کا انکار کرنے والوں پر ڈھکوی غم وغصہ کتب اربعہ کی تصدیق	109
	(و) ڈھکو صاحب بارہ سال پہلے حدیث وقرآن کو لازم سمجھتے تھے	109
	(ز) علی صفدر مرحوم پر ڈھکو کے تین اعتراض جو ہم نے ڈھکو پر کئے ہیں	110
(14)	احادیث کی کہانی، کتب اربعہ کی تصدیق ڈھکو کی زبانی	110

(الف) شیعوں کے قدیم علمائے محدثین کے خلاف مجتہدین کی کوشش 111
(پہلی نظر) کتب اربعہ اوران سے پہلی کتابوں میں تمام احادیث صحیح وقابل عمل تھیں 115
(دوسری نظر) صحیح اور مصدقہ احادیث کو باطل قرار دینے کے عذرات 116
(تیسری نظر) کیوں مذکورہ ومصدقہ احادیث کو مشکوک کیا گیا؟ 117
(چوتھی وآخری نظر) کسی راوی کو ضعیف قرار دینا ایک بے معنی عمل تھا 119
(15) آہستہ آہستہ شیخ جی اپنی شیخی اسکیم پر کار بند ہو گئے 119
(16) کتب اربعہ اوراحادیث کی تصدیق کے بعد انکار حدیث جاری ہے 122
(17) بعد کی گھڑی ہوئی مخالف دین اصطلاحات سے حدیث معصومؑ کو باطل کہنا 123
(18) حدیث کے ساتھ شیعہ کتابوں کا بھی انکار 125
(19) ایرانی حکومت کے دور میں لکھی ہوئی شیعہ کتابیں بھی نا قابل اعتبار ہیں 127
(20) علامہ ڈھکو کے چاروں بیانات پر تبصرہ ملاحظہ فرمالیں 130
(الف) شیعوں کو اسلام سے خارج کیا گیا ہے 130
(ب) من گھڑت مناقب اور فضائل والی بات 130
(ج) مرزا محمد تقی ناسخ التواریخ کا علمی مقام 131
(د) علامہ طبرسی کی دیانت، وسعت قلبی اور عالی ظرفی 132
(21) کتابوں اور کتابوں میں مذکور روایات کے انکار کا نیا بہانہ 133
(22) ڈھکو نے شیعہ کتابوں میں (معاذ اللہ) رنگیلا رسولؐ ایسا مواد مان لیا ہے 134
(23) ڈھکو اور عبداللہ ابن سبا اور ڈھکوی علما اور اُن کی کتابیں 135
(الف) ڈھکوی علمانے خود تیار کردہ کتابوں کا انکار جاری رکھا 136
(ب) شیعہ لیبل کے مجتہدین عبداللہ ابن سبا کی تخلیق میں مددگار رہے ہیں 137
(ج) وہ علمائے شیعہ جو دشمنان شیعہ وشیعیت کے ہم نوا رہے ہیں 137
(د) ڈھکو بقلم خود کاذب ہے 140

	ہندوستان میں جنھوں نے مذہب شیعہ کی تبلیغ روکی اور نفرت کا محاذ قائم کیا	143
(1)	لکھنؤ شیعہ حکومت اور جناب سید محمد مجتہد کی مستند کتاب	146
(2)	ڈھکوی بیان پر ایک نظر	148
(3)	کتاب حملۂ حیدری کی سند اور ذمہ دارانہ پوزیشن	149
	ثناخوانی مجتہد العصر والزمان	151
(4)	مجتہد قدیم ہو یا جدید اُن کا کام نفرت کاری اور تفرقہ اندازی ہے	153
(5)	موجودہ شیعہ سُنّی دشمنی قدیم وجدید ڈھکوؤں نے کیسے پیدا کی؟	154
(6)	حملہ حیدری کو شیعوں کی کتاب بنانے کے لئے چند فریبی ترکیبیں	156
	(ب) فضائل محمدؐ وآل محمدؐ پر چند باتیں تا کہ مجتہد صاحب شیعوں میں شمار ہو سکیں	157
	(ج) وہ عقائد مان لئے گئے ہیں جن کو ماننے والے ڈھکو کے نزدیک غالی ہیں	161
	(د) ڈھکو اینڈ کمپنی حضرت علیؑ کو ''حیدر'' نہیں مانتی ہے	161
	(ہ) حملہ حیدری سے فضائل دوازدہ آئمہ معصومینؑ	162
	(و) حملہ حیدری سے فضائل حضرت قائم آل محمدؐ	164
(7)	شیعہ مذہب کے علمی دلائل وبراہین کی جگہ اشتعال انگیز زبان؟	168
	(الف) مولانا محمد حسین ڈھکو مجتہد کا تحریری فریب	169
	(ب) حملہ حیدری میں وہ نظم جس کو دیکھ کر ڈھکو نے گھبرا کر جھوٹ بولا	169
	(ج) شیعہ لیبل کے مجتہدین کے منظّم یا منظوم عقائد؟	170
	(د) دونوں طرف کے ڈھکوی مجتہدین کی ہزار سالہ سازش ثابت ہوگئی۔	173
	(نوٹ)۔ کتاب گلدستۂ ریاست	176
	(ہ) مناظرانہ فتنہ انگیزی کا دست بدست بڑھنا ڈھکو کے قلم سے	176
	(و) پانچ عدد سازش کنندہ بقلم ڈھکو	178
(8)	ڈھکو صاحب خود اپنے فیصلہ اور اصول کے مطابق شیعہ عالم نہیں	179

(9) شیعہ علمانہیں بلکہ ڈھکواور ڈھکوی علما قرآن کو مکمل نہیں مانتے 181
(10) ڈھکو اصول نمبر 8۔الف کیمطابق تمام علمائے شیعہ کو باطل پرست مانتے ہیں 182
(الف) قارئین کرام ہزار سالہ سازش کو اِس بیان میں بھی دیکھیں 183
(ب) انبیاؑ اور آئمہؑ اہلبیتؑ کے متعلق مذہب شیعہ کا کوئی عقیدہ صحیح نہیں 183
(11) ہزار سالہ سازش کا ڈھکوی انکشاف باندازِ دگر (ڈھکا چھپا اقرار) 185

ہزار سالہ جوان سازش (حصہ دوم)

187
(2) غیر جانبدارانہ ثبوتِ حقانیت، فریب کی پسندیدہ صورت 190
(3) غیر جانبدارانہ ثبوت میں غور طلب باتیں؟ 191
(4) شیعہ سنی کتابوں کی کہانی اور طاغوتی گروہ کی مہربانی 196
(5) شیعہ ریکارڈ کیساتھ بھی چوتھی صدی سے نظام اجتہاد نے مندرجہ بالا سلوک کیا 198
(6) علمائے حقیقی کی تصنیفات میں مجتہدانہ مداخلت کی مثالیں 201
(الف) اصول وفروع کافی میں مداخلت کی ایک مثال 201
اخبارئین واصولئین کی اصطلاح کا آغاز 204
(ب) شیعہ حدیث کی کتابوں میں مداخلت کی ضرورت 207
(ج) کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں مداخلت کی ایک مثال 208
(د) ڈھکوی سند ملاحظہ فرمائیں پھر ہماری بات سنیں 211
(ہ) مجتہدین کے قلم سے ہمارے علما کے برحق ہونے کی سند آپ نے دیکھ لی 212
(و) شیخ جعفر صاحب کاشف الغطا نے شیخ احمد احسائی کو سند اجتہاد دی تھی 213
(ز) شیخ جعفر نجفی اخباری علما کے دشمن تھے 214
(ح) کتاب الاستبصار میں مجتہدانہ اضافے 217
(ط) شیعہ کتابوں میں اضافہ اور فریب سازی کی بدترین مجتہدانہ مثال 220
(2)۔اب شیخ جی کی دوسری حماقت اور نظام اجتہاد کی حالت ملاحظہ ہو 223